اسلام کے مشہور امیر البحر

مصنّفہ

عبدالواحد سندھی

فاران لمیٹڈ کراچی

پہلی بار ۴۸ء ۱۹
تعداد طباعت ۱۰۰۰
مطبوعہ .... فیروز سنز، کراچی

قیمت
تین روپے آٹھ آنے (۸/۳)

فہرست مضامین

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	قرآن پاک میں سمندروں اور جہازوں کا بیان	۷
۲	دنیا میں جہاز سازی اور جہازرانی کی ابتدا کیسے ہوئی؟	۱۷
۳	مسلمانوں نے جہاز سازی میں کیا کچھ کیا؟	۳۳
۴	اِسلامی جنگی جہازوں کے کارخانے	۵۶
۵	مشہور اسلامی بندرگاہیں	۶۹
۶	مسلمانوں کے روشنی کے مینارے	۹۲
۷	مسلمانوں کا سمندروں پر اقتدار	۱۰۵
۸	امیر معاویہ بحیثیت بانی اِسلامی بحری بیڑا۔	۱۲۱
۹	بنی اُمیہ کے زمانے میں بحری بیڑا	۱۴۵
۱۰	بنی عبّاس کے زمانہ میں اِسلامی بحری بیڑا۔	۱۵۹
۱۱	اغلبیوں کے زمانہ میں بحری بیڑا	۱۷۱
۱۲	امیر البحر ابوالاغلب اغلبی	۱۷۹
۱۳	امیر البحر عُبید اللہ المہدی فاطمی	۱۹۳
۱۴	دولتِ عثمانیہ اور بحری بیڑا	۲۰۶
۱۵	امیر البحر محمد فاتح، فاتحِ قسطنطنیہ	۲۱۹
۱۶	امیر البحر عروج باربروسہ	۲۲۹
۱۷	امیر البحر خیر الدین پاشا باربروسہ	۲۶۱
۱۸	امیر البحر حسن آغا	۲۷۵
۱۹	امیر البحر طورغوت پاشا	۲۹۳

نمبر	نام	صفحہ	نمبر	نام	صفحہ
۲۰	امیر البحر علی العلوجی پاشا	۳۰۳	۲۴	امیر البحر پیری رئیس	۱۳
۲۱	امیر البحر مراد اعظم	۳۲۷	۲۵	امیر البحر حسن پاشا	۱۹
۲۲	امیر البحر سیدی علی رئیس	۳۳۹	۲۶	امیر البحر کوچک حسین پاشا	۳۸۶
۲۳	امیر البحر پیالے پاشا	۳۴۹			

(۱)

قرآن میں سمندروں اور کشتیوں کا ذکر

"زمین و آسمان کی پیدائش دن اور رات کی تبدیلی اور
کشتیوں میں جو سمندروں میں چلتی ہیں عقلمند آدمیوں
کے لئے نشانیاں موجود ہیں"۔ (بقرہ ۱۶۴)

(قرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن میں سمندروں اور کشتیوں کا ذکر

قرآن پاک میں سمندروں اور کشتیوں کا بڑی کثرت سے ذکر ہے۔ قرآن نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ سمندر اور کشتیاں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ جن قوموں کے پاس یہ نعمتیں موجود ہیں وہی دنیا پر حکمراں ہیں۔

اس جگہ ہم قرآن کی کچھ آیتوں کا اردو میں ترجمہ لکھتے ہیں تاکہ تمھیں معلوم ہو کہ خدا نے سمندروں اور کشتیوں کو قوموں کی ترقی کے لئے کتنا ضروری بنایا ہے۔

قرآن پاک میں کشتی کی تاریخ کی ابتدا حضرت

نوحؑ کی کشتی سے ہوتی ہے۔ خداتعالیٰ حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیتا ہے "اور ہماری آنکھوں کے سامنے تو ایک کشتی بنا۔" (ھود ۴)

"اور ہم نے اُسے تختوں اور کیلوں والی چیز پر بار کرلیا۔" (قمر ۱)

"اور وہ کشتی اُن کو لے کر پہاڑوں کی طرح بلند موجوں میں تیرتی چلی جاتی تھی۔" (ھود ۴)

"اور خداتعالیٰ کے عجائباتِ قدرت میں سے سمندر میں پہاڑیوں کی طرح اونچے چلنے والے جہاز ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک کر ساکن کر دے، تو چلتے جہاز سمندر کی پشت پر جم کر رہ جائیں۔ اس میں ہر ثابت قدم شکر گذار کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔" (شوریٰ)

"اور اُسی کی قدرت ہے کہ سمندر میں پہاڑیوں کے

اتنے اونچے اونچے بادبان اُڑاتے ہوئے جہاز چل پھر رہے ہیں" (رحمٰن)

"وُہی اللہؒ ہے جس نے سمندر کو تمھارے قابو میں کردیا تاکہ اُس کے حکم سے جہاز اُس میں چلیں اور تاکہ اُس کے فضل و کرم (تجارت) کو ڈھونڈو اور تاکہ تم اُس کے شکر گذار بنو" (جاثیہ ۲)

"کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہؒ نے جو کچھ خشکی میں ہے اور تری میں اُن جہازوں کو تمھارے قابو میں کردیا ہے جو اُس کے حکم سے سمندر میں چلتے پھرتے ہیں" (حج ۹)

"اور خداؒ نے جہازوں کو تمھارے قابو میں کردیا کہ وہ اُس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور دریاؤں کو تمھارے قابو میں کردیا" (ابراھیم)

"اور کہہ دے کہ تم کو کون خشکی اور تری کی اندھیریوں میں بچاتا ہے۔ تم اُس سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو۔ کہ اگر اِس بلا سے اُس نے نجات دی تو ہم اُس کے شکر گذار بن جائیں گے۔ کہہ کہ وہ اللہ ہی ہے جو تم کو اِس سے اور ہر مصیبت سے نجات دیتا ہے پھر تم اُس کا شریک ٹھہرانے لگتے ہو" (انعام ۸)

"ہاں کس نے زمین کو ٹھہراؤ بنایا۔ اور اس کے بیچ میں دریا بنائے۔ اور پہاڑ پیدا کئے اور دو سمندروں کے بیچ میں دیوار کھڑی کی کیا خدائے برحق کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ یہ اکثر نادان ہیں۔ ہاں گرفتارِ بلا جب پکارے تو اُس کی پکار کون سنتا ہے اور مصیبت کو دور

کرتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا خدائے
برحق کے ساتھ کوئی اور خداؐ ؟ تم بہت کم دھیان
دیتے ہو۔ ہاں تم کو خشکی اور تری کے اندھیروں
میں کون راہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے
آگے آگے خوشخبری پہنچانے والی ہواؤں کو بھیجتا
ہے۔کیا خدائے برحق کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟
اللہ ان شریکوں سے پاک ہے۔ جن کو یہ مشرک
خدا کا ساجھی بناتے ہیں" (نمل ۵)

"یا کسی نہایت ہی گہرے سمندر میں تاریکیوں
کے مانند سمندر پر موجیں چھائی ہوں اُن کے
اوپر اور موجیں ہوں اُن کے اوپر ابر چھایا ہو
اندھیرے پر اندھیرا، مسافر اگر اپنا ہاتھ نکالے

تو وہ اس کو نہ دیکھ سکتا ہو جس کو خدا نے نور نہ دیا، تو اُس کے لئے کوئی نور نہیں" (نور ۵)

"اور وہ خدا وُہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم اُن سے خشکی اور تری کے اندھیروں میں راستہ پاؤ۔ ہم نے جاننے والوں کے لئے اپنی نشانیاں کھول کر بیان کر دیں" (انعام ۱۲)

"اور اُس کی قدرتوں میں سے یہ ہے کہ وہ خوش خبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے اور تاکہ وہ تمہیں اپنی رحمت سے لطف اندوز کرے اور تاکہ جہاز اُس کے حکم سے چلیں اور تاکہ اُس کی مہربانی تلاش کرو۔ اور تاکہ شکر کرو" (رُوم ۵)

"اور اُن کے لئے ہماری ایک نشانی کہ ہم نے اُن کی اولاد کو بھرے ہوئے جہاز میں لادا ہے،

اور بھی اِسی قسم کی سواریاں اُن کے لئے پیدا کیں اور اگر ہم چاہیں تو اُن کو ایسا ڈبو دیں کہ پھر مدد کی کوئی آواز بھی نہ نکلے اور نہ وہ بچائے جاسکیں لیکن ہماری رحمت ہے اور دنیا میں کچھ دن کے لئے آرام اور چین اُن کو اُٹھالینا ہے" (یٰس ۴)

"تو جب وہ جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو بڑے خلوص کے ساتھ خدا کو پُکارتے ہیں۔ پھر جب خدا اُن کو نجات دے کر خشکی میں لاتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں" (عنکبوت ۷)

"کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ جہاز سمندر میں خدا تعالیٰ کی مہربانی سے چل رہے ہیں۔ تاکہ تمھیں وہ اپنی نشانیاں دکھائے۔ اِس میں ہر صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں اور جب اُن کو

(جہاز کے تختوں پر) موج اوپر سے آکر گھیر لیتی ہے تو وہ بڑے اخلاص کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں۔ پھر جب خدا اُن کو اِس خطرہ سے رہائی دلاکر خشکی پر لاتا ہے تو اُن میں سے بعض حدِّ اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔ اور ہمارے آثارِ قدرت کا انکار کوئی نہیں کرسکتا لیکن گھمنڈی اور ناشکرا۔" (لقمان ۴)

(۲)

جہاز سازی اور جہاز رانی کی ابتدا کیسے ہوئی؟

"سمندر کی سطح پر کوہ پیکر جہاز اللہ کی نشانیاں ہیں" (شوریٰ)

(قرآن)

۲۔ جہاز سازی اور جہاز رانی کی ابتدا کیسے ہوئی؟

شروع میں لوگ سمندر کو دنیا کا آخری کنارہ سمجھتے تھے۔ اور اُس میں قدم دھرنے سے ڈرتے تھے۔ بارھویں اور تیرھویں صدی قبل مسیح تک لوگوں کا یہی خیال تھا۔

قیاس ہے کہ شروع میں انسان نے پہلی کشتی جھیل میں چلائی ہوگی۔ پہلے پہل بھاری بھاری لکڑیوں اور گھاس کے گٹھوں کو دریا پار کرنے کے لیئے استعمال کیا گیا ہوگا۔ گھاس کی کشتیاں آج بھی دریائے نیل میں استعمال ہوتی ہیں۔

اس کے بعد بڑے بڑے تنوں کو کھوکھلا کرکے

کشتی بنانے لگے۔ دُنیا کے بعض حصّوں میں آج بھی اس قسم کی کشتیاں رائج ہیں۔

۱۹۰۴ء میں کیپٹن واس نے ایک کشتی کھو کھلے تنے کی تیّار کی جس نے برٹش کولمبیا امریکہ سے ساری دُنیا کا چکّر لگانا شروع کیا۔ اور یہ چکّر اُس نے تین سال میں پورا کیا۔

دریائے دجلہ کے ملّاح ایک بڑے ٹوکرے پر چمڑا چڑھا کر اُسے بطور کشتی کے استعمال کرتے ہیں اس پر ایک وقت میں بیس آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔

دُنیا کی سب سے پُرانی اور سب سے بڑی کشتی حضرت نوح نے تیّار کی تھی۔ جو ۴۵۰ فٹ لمبی، ۷۵ فٹ چوڑی، ۴۵ فٹ اونچی اور ۱۵ ہزار ٹن بھاری تھی۔

سنہ (۶۰۰) قبل مسیح فینقی قوم ایسی کشتیاں تیار کیں جن کے ذریعہ وہ نہ صرف بحرِ روم کے ساحلی شہروں سے تجارت کرتے تھے بلکہ جنوب میں افریقہ اور شمال میں دُور تک چلے جاتے تھے۔

فینقی قوم سے پہلے ایک مشہور قوم اطلانطس نامی جہاز رانی اور جہاز سازی میں بہت مشہور تھی۔ اُن کا بحری مرکز جزیرۂ کریٹ تھا۔ اُن سے بھی پہلے ایک قوم گذری ہے جس کا نام کارتھیگی تھا۔ یہ بڑے جہاز ساز اور جہاز راں تھے۔ اُن کے جہازوں میں آٹھ آٹھ چپّو ہوتے تھے۔ اُن کے جہاز ملایا کے ساحل تک پہنچتے تھے۔ اُن کی رفتار ۹ میل فی گھنٹہ تھی۔

کچھ دنوں کے بعد جہاز سازی میں اور نئی نئی

ایجادیں ہوئیں۔ بعض حصّوں میں لوہا استعمال ہونے لگا۔ اِس قسم کے جہاز پہلی دفعہ ایرانیوں اور پیلو پونیشز کی جنگ میں استعمال ہوئے تھے۔ جن کے ساتھ بیس بیس چپّو تھے۔ جن جہازوں میں بادشاہ یا امیرالبحر سوار ہوتا تھا اُن کی رسّیاں اور چپّو رنگ دار ہوتے تھے۔ ان جہازوں کے پیچھے کے حصّے تانبے اور سکّے سے تیّار کیے جاتے تھے جن میں سے بعض جہاز ۹۰ فٹ اور بعض ۴۵۰ فٹ لمبے بھی ہوتے۔ یہ تجارتی جہاز تھے۔ جنگی جہاز اِس سے قدرے چھوٹے ہوتے تھے۔

رومیوں نے جب انگلستان پر حملہ کیا تو انھیں انگلستان کے جہاز دیکھ کر حیرت ہوئی کیونکہ انگریزوں کے جہاز زیادہ مضبوط تھے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ

بحرِ اوقیانوس کی سطح بحرِ روم سے زیادہ طوفانی رہتی ہے۔ اِس میں زیادہ مضبوط جہازوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک پرانی قوم گزری ہے جسے نارسمین کہتے تھے۔ وہ اپنے مُردوں کو کشتیوں میں ڈال کر سمندر میں بہا دیتے تھے۔

ایک زمانے میں ڈنمارک والوں نے انگلستان پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ اس کا بدلہ لینے کے لئے انگلستان کے مشہور بادشاہ الفریڈ نے بڑے بڑے جہاز تیّار کرائے۔ اِس جنگی بیڑے سے ڈنمارک والوں کو زبردست شکست دی اُن کے چھ جہاز پکڑ لئے اور باقی ڈبو دیئے۔ الفریڈ برطانی جہاز سازی کا بانی ہے۔

سنہ ۱۱۶۰ء میں انگلستان میں ایک ایسا جہاز تیّار ہوا جو (۴۰۰) آدمیوں کو اُٹھا سکتا تھا۔ انگلستان کا پہلا فرماں روا رچرڈ تھا جس نے جہاز سازی اور جہازرانی کے لئے باقاعدہ قوانین تیّار کئے۔ اُس کے پاس ۲۰۳ بڑے بڑے جنگی جہاز تھے۔ اس کے بعد کنگ جان اور ایڈورڈ سوم نے جہازرانی اور جہاز سازی میں بہت دلچسپی لی۔ ایڈورڈ سوم نے جب کیلے کا محاصرہ کیا تو اِس محاصرہ میں اُس کے بیڑے میں (۷۰۰) جہاز تھے۔

شروع شروع میں جہازوں پر منجنیقیں ہُوا کرتی تھیں۔ پھر رفتہ رفتہ جب نئی ایجاد ہوئی تو توپیں لگنے لگیں۔ ہنری ہشتم نے جہازوں پر توپیں استعمال کرنی شروع کیں۔ اُس کے پاس دو ایسے

جہاز تھے جن میں سے ہر ایک پر کولمبس نے نئی دُنیا امریکہ تلاش کی تھی۔

سترھویں صدی عیسوی کے آخری حصّہ میں یورپ نے جہاز رانی اور جہاز سازی میں ترقّی کرنا شروع کی۔ بھاپ کی ایجاد نے اِس صنعت کو بڑی ترقّی دی۔ چنانچہ اٹّھارھویں صدی عیسوی کے شروع میں یورپ کے مُلکوں میں لاکھوں ٹن کے وزنی جہاز تھے۔ ان ملکوں میں برطانیہ سب سے آگے آگے تھا۔ آجکل صرف انگلستان کے پاس ۵ کروڑ ٹن کے وزنی جہاز موجود ہیں۔

دوسو (۲۰۰) سال میں انگلستان نے جہاز رانی اور جہاز سازی میں غیر معمولی ترقّی کی ہے۔ پہلے انگلستان ایک کمزور اور غریب ملک تھا۔ اُس کے

بہادر نوجوانوں نے جہاز سازی اور جہاز رانی کے فن
میں دن رات کوشش کر کے اُسے دُنیا میں سب
سے بڑی بحری طاقت بنا دیا۔

اس کے خلاف مسلمان آج سے چند سو سال
پہلے دُنیا میں زبردست بحری طاقت رکھتے تھے۔
نئی دنیا امریکہ کی تلاش میں کولمبس کی مدد کرنے
والے اور رہنمائی کرنے والے مسلمان جہاز ران
ہی تھے۔ لیکن آج کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں نہ جنگی جہاز
اُن کے پاس ہیں اور نہ تجارتی بیڑا۔ سمندر کے
نام سے ڈرتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ "سمندر کی
سطح پر کوہ پیکر جہاز اللہ کی نشانیوں میں سے
ہیں"۔

سب سے پہلا بھاپ کا جہاز ۱۷۳۶ء میں جو

نیقن ہلز نے بنایا۔ لیکن اُس میں پوری کامیابی نہ ہوئی کچھ کمی رہ گئی تھی۔ ۱۸۰۶ء میں ایک امریکی مؤجد رابرٹ فلٹن نے ایک بھاپ کی کشتی تیار کی جو ہوا کے خلاف ساڑھے چار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی تھی۔ اِسی مؤجد نے ۱۸۱۷ء میں پانچ سو ٹن کا ایک بھاپ کا جہاز بنایا جس پر ۲۲ ہزار پونڈ خرچ آیا۔

اِس کے بعد دُخانی جہاز اِس قدر مقبول ہوئے کہ ۱۸۳۶ء میں جس قدر جہاز انگلستان کی بندرگاہوں پر تجارت کی غرض سے پہنچے تھے اُن میں سے تیرہ ہزار دُخانی تھے۔ دیکھا پوری ایک صدی کی محنت اور جدّ و جہد نے یورپ اور امریکہ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا؟

اب یورپ کے جہاز سازوں نے اِس فن کو اور ترقی دینا شروع کی۔ اُس کے لئے نئی نئی راہیں تلاش کیں۔ ۱۸۶۸ء میں انگلستان کے جہاز سازوں نے چار ہزار ٹن کا ایک ایسا تیز رفتار جہاز تیّار کیا جس نے دنیا کے سب سے بڑے سمندر بحرِ اوقیانوس کو چار دن اور سترہ گھنٹوں میں پار کرلیا۔

۱۹۳۳ء میں فرانس نے ۶۸ ہزار ٹن کا ایک مہیب جہاز تیّار کیا۔ پھر اسی سال انگریزوں نے ۷۳ ہزار ٹن کا ایک جہاز تیّار کیا جس کے انجن کی طاقت کا اندازہ (۸۰) ہزار گھوڑوں کی طاقت سے کیجئے۔ اُسی زمانے میں انگریزوں نے ایک نیا جہاز اولمپک نامی تیّار کیا جس کی لمبائی ۸۵۲

فٹ، چوڑائی ۹۲ فٹ اور اونچائی ۱۷۵ فٹ
تھی۔ اُس کے انجن کی طاقت کا اندازہ نوّے
ہزار گھوڑوں کی طاقت سے کیجئے۔ اِس جہاز پر
(۸۶۰) ملّاح کام کرتے تھے۔

یہ ہے وہ طاقت جس کی بدولت قومیں
زندہ رہ سکتی ہیں اور ترقی کرسکتی ہیں اور یہی
وہ نشانیاں ہیں جن سے زندہ قوموں کے دل
مضبوط ہوتے ہیں۔ سچ ہے۔

"جہاز اللہؐ کی نشانیاں ہیں جو سطح سمندر پر
پہاڑوں کی طرح چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں"

زندہ قومیں دُنیا میں اِس طرح رہتی ہیں کہ
لوگ اُن کی ہیبت اور تندی کو محسوس کرتے ہیں
زندہ قومیں اپنے مخالفوں کے لئے سخت ہوتی

ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کے لئے پتھر کی چٹان کی
طرح ہوتی ہیں۔ زندہ قومیں اپنے اندر ایسی
زبردست قوّت پیدا کرلیتی ہیں کہ اُن کی چھاؤنیاں
فوجوں سے آباد اُن کی بندرگاہیں مُہیب وزنی
جہازوں سے پُر رونق اور اُن کی فضائیں ہوائی
جہازوں سے گونجتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

قرآن نے مسلمان کو بار بار یہ درس دیا
تھا کہ "تم دنیا میں اس طرح رہو کہ لوگ
تمہاری تندی کو محسوس کریں" "خدا کے
نافرمانوں کے لئے سخت بنو" ہم نے فولاد
بھیجا جو ایک پُر ہیبت دھات ہے اُسے استعمال
کرکے پُر شوکت بنو" جہاز اللہ کی نشانیاں ہیں"
تم اپنے میں وہ قوّت پیدا کرو اور تمہاری

چھاونیوں میں گھوڑے اس ٹھاٹھ سے بندھے ہوئے ہوں کہ تمھارے دشمن اور اللہ کے دشمن غش کھا جائیں۔"

لیکن ہم ان تمام احکام کو بھول گئے۔ تن پرور آسانی طلب بن گئے۔ اس لئے خدا نے ہم کو دنیا میں کمزور بنا دیا۔

(۳)
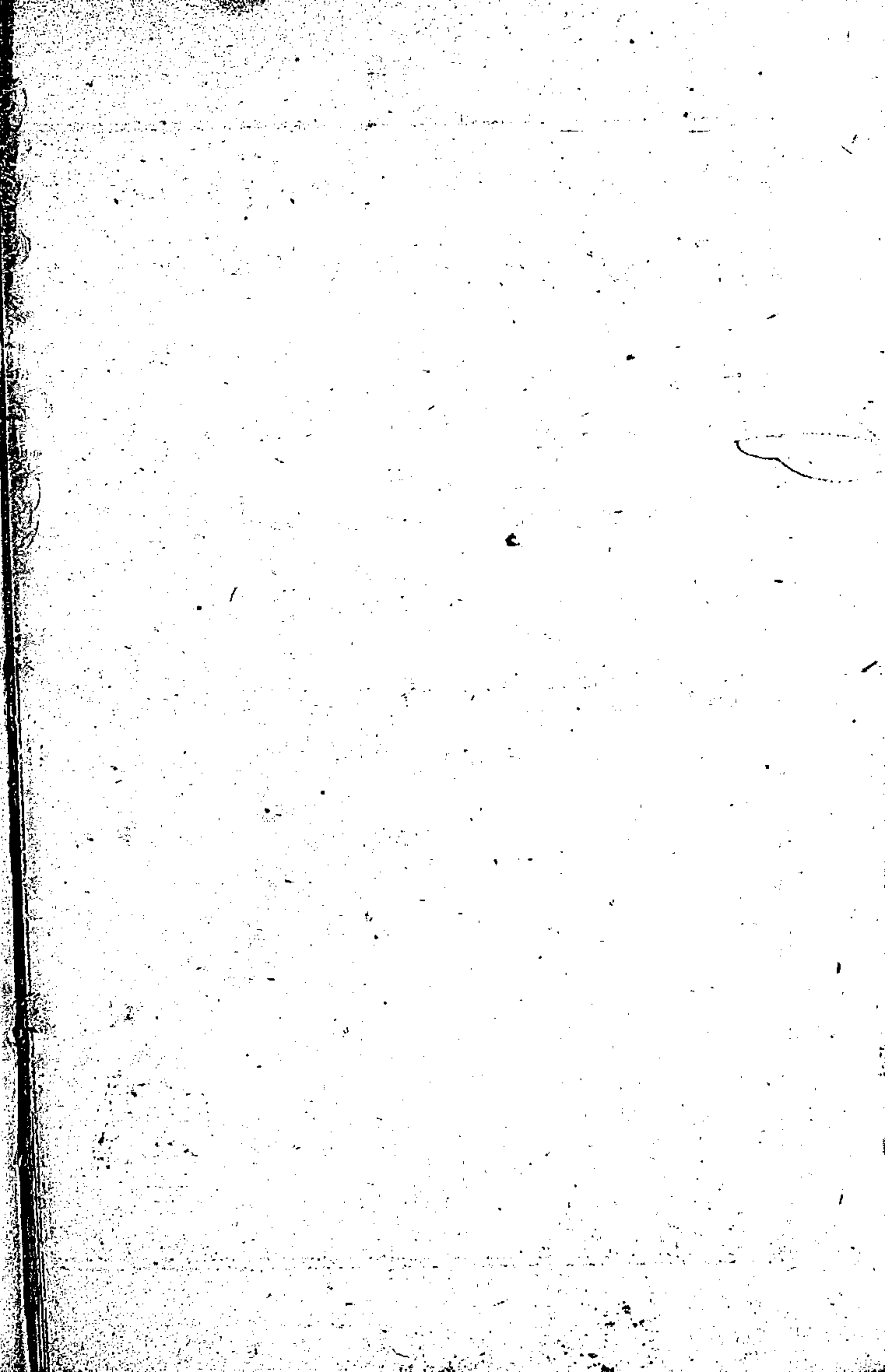
مسلمانوں نے جہازرانی میں کیا کچھ کیا؟

"کشتی عروجِ ملّی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ علمائے
ملّت کا فرض ہے کہ وہ قوم کو جہاز سازی
اور جہاز رانی کا سبق دیں۔" (ایک مفکّر)

۲۔ مسلمانوں نے جہازرانی میں کیا کچھ کیا؟

عرب کے بسنے والے اسلام سے پہلے بحری سفر کے عادی نہ تھے۔ البتّٰہ یمن کے رہنے والے جو حِمیر اور سبا کے گھرانوں سے تھے اُن کے پاس کچھ معمولی کشتیاں تھیں وہ بھی محض اِس لئے کہ یہ لوگ تری اور خشکی میں تجارتی کاروبار کرتے تھے۔

حجازی عرب ہمیشہ سے دریائی سفر سے بچتے رہتے تھے اور وہ دریائی سفر میں قدم رکھنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اُن کو بحری سفر سے دلچسپی نہ تھی۔

اِسلام کے بعد جب اِسلامی عَلَم مصر اور شام کے ساحلوں پر لہرانے لگے اور اُنھوں نے رُومیوں کے جنگی جہازوں کو دیکھا بھالا اور اُن کی بحری جنگوں کا مشاہدہ کیا تو مسلمانوں کو دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہوا کہ جنگی بیڑا تیّار کریں چنانچہ سب سے پہلے مسلمان سپہ سالاروں میں سے جس نے دریا کا سفر کیا وہ علاء ابن الحضرمی تھے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بحرین کے والی تھے۔

علاء ابن الحضرمی چاہتے تھے کہ ایران کے ساحلوں کو فتح کرکے اِسلامی جھنڈے کے ماتحت لائیں۔ لیکن اُن کے لئے ایک مشکل تھی وہ یہ کہ اُن کے درمیان خلیج فارس حائل تھی۔ اُن کو

فوجیں لے جانے کے لئے دریائی سفر ضروری تھا
اس لئے وہ چاہتے تھے کہ جہازوں سے اس
خلیج کو پار کریں۔
چنانچہ انھوں نے جہازوں کے ذریعہ خلیج کو
پار کیا۔ اور دشمن کی فوجوں سے مٹ بھیڑ ہوئی۔
اسلامی فوجوں کو شکست ہوئی۔ اس شکست کی
وجہ یہ تھی کہ علاء ابن الحضرمی نے حضرت عمرؓ سے
اجازت لئے بغیر فوج کشی کی تھی۔ اس شکست
میں مسلمانوں کے لئے بڑا سبق تھا کہ اپنے سردار
کی اجازت کے بغیر فوج کشی کرنا ٹھیک نہیں ہے
حضرت عمرؓ کو جب اُن کی اس مَن مانی کارروائی
کی اطّلاع ہوئی تو آپؓ بہت خفا ہوئے۔ اور
اُن کو وہاں سے ہٹا کر والیٔ کوفہ حضرت سعد

بنِ ابی وقاصؓ کی ماتحتی میں کر دیا۔ تاکہ آئندہ کوئی ایسی خود مختارانہ کارروائی نہ کرنے پائیں۔

اِس دریائی حملہ کی ناکامی کے بعد حضرت عمرؓ نے مسلمان سپہ سالاروں کو سختی سے روکا۔ کیونکہ آپؓ ابھی خشکی کی فوجی تنظیم میں مصروف تھے۔ دریائی فوج کے لئے ابھی مناسب موقع نہ سمجھتے تھے اِس لئے اُس طرف توجّہ دینا ضروری نہ سمجھتے تھے۔

امیر مُعاویہ بن اِبی سُفیان شام اور شرقِ اُردن کی فوجوں کے سپہ سالارِ اعظم تھے۔ وہ بڑے اُولوالعزم حوصلہ والے اور بلند خیال شخص تھے۔ اُن کو رومیوں سے مقابلے کرنے پڑتے تھے اور وہ بحری بیڑے کی اہمیّت کو بخوبی

جانتے تھے ۔ اُن کے نزدیک رومیوں کے کامیاب
مقابلے بغیر بحری بیڑے کے مشکل ہیں ۔ چنانچہ
اُنھوں نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی خدمت
میں بحری بیڑے کے قیام کی درخواست دی۔
اور اُس درخواست میں بحری بیڑے کے تمام
فائدے بتائے ۔ اور بحری سفر کی ضرورت بتائی
حضرت عمرؓ نے مصر کے حاکم عمرو بن العاصؓ سے
لکھ کر دریافت کیا کہ بحری سفر کی ٹھیک ٹھیک
حالت بتائیں ۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب میں لکھا
"اے مسلمانوں کے امیر! دریا کی یہ حالت
ہے وہ گویا ایک بڑی مخلوق ہے ، جس پر
چھوٹی مخلوق انسان سوار ہوتا ہے ۔ آسمان اور
پانی کے علاوہ کچھ نہیں دکھائی دیتا ۔ اگر پانی

گدلا ہوتا ہے تو دلوں کو غمگین بنا دیتا ہے اور سمندر اگر جوش میں آتا ہے تو ہوش اُڑا دیتا ہے۔ اِس حالت میں شک کم اور یقین زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ آدمی کی بحری سفر میں ایسی حالت ہوتی ہے جیسے ایک لکڑی پر کیڑا بیٹھا ہو۔ اگر وہ لکڑی اُلٹ جائے تو کیڑا ڈوب جائے گا۔ اور اگر وہ لکڑی صحیح سلامت کنارے پر لگ جائے تو کیڑا خوشی سے چمک کر اُڑ جائے گا۔"

اِس تحریر کے پہنچنے کے بعد حضرت عمرؓ نے امیر مُعاویہؓ کو جواب لکھا کہ "اُس ذات پاک کی قسم ہے جس نے محمد صلّی اللہ علیہٖ وسلّم کو سچّائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں بحری سفر میں ایک مسلمان کو بھی نہ بھیجوں گا۔" اِس کے بعد

بھی امیر معاویہ اِس بات پر غور کرتے رہے اور سوچتے رہے کہ رومیوں کے بحری فوجوں کے مقابلہ کے لئے کیا تدبیریں کی جائیں۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں امیر معاویہؓ نے بحری فوج کے قیام کی تجویز پھر پیش کی اور بہت اصرار کیا۔ حضرت عثمانؓ نے امیر معاویہؓ کی درخواست منظور کر لی لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ "بحری لڑائیوں میں اُن فوجیوں کو لیا جائے جو اپنی خوشی سے شریک ہونا چاہیں۔ جو فوجی اِس کے لئے راضی نہ ہوں اُن کو نہ شریک کیا جائے۔

غرض کہ ۲۸ھ ہجری میں اِسلامی بحری بیڑے کی بُنیاد پڑی۔ امیر معاویہؓ اِسلامی بیڑے کے

بانی ہیں۔ انھوں نے بڑی دلچسپی اور توجہ کے ساتھ بحری بیڑے کو قائم کیا۔ انھوں نے آزمائشی طور پر پہلا بحری حملہ جزیرۂ قبرص پر کیا۔ قبرص والوں نے امیر معاویہؓ سے صلح کی درخواست کی امیر معاویہؓ نے (۲۰۰،) دینار پر قبرص والوں سے صلح کرلی

مسلمانوں کو پہلے بحری حملہ میں کامیابی ہوئی اب ان کا شوق اور بڑھا۔ اس کے بعد انھوں نے بحری بیڑے کی تنظیم کی۔ تھوڑے دنوں میں اُن کی بحری طاقت رومیوں سے بڑھ گئی اسلامی جنگی بیڑے نے مختلف موسموں میں مختلف جزیروں پر حملے کرنے کے لئے وقت مقرر کر رکھے تھے۔

عربوں کو بحری سفروں اور بحری جنگوں

کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ اس لئے شروع شروع میں اُنھوں نے یہ فن رومیوں سے سیکھا۔ رومی قیدی جو جنگوں میں پکڑے جاتے تھے۔ اُن کو انہیں کاموں پر لگایا جاتا تھا۔ جن میں جہاز بنانے والے کاریگر اور جہاز چلانے والے کثرت سے موجود تھے۔

انھیں لوگوں نے مسلمانوں کے جہاز تیار کئے۔ بحری فوجیں تیار کیں اور جنگی جہازوں کو جنگی ہتھیاروں سے آراستہ کرتے اور اُن پر فوجی نوجوانوں کو سوار کرتے۔

جنگی جہازوں کے مجموعے کو مسلمان "اسطول" بولتے تھے۔ اُنھیں اسطولوں کے لئے خاص جگہیں بحرِ روم میں مقرر تھیں۔ بحری فوجوں میں شام

افریقہ اور اندلس کے مسلمانوں نے دلچسپی لی انھیں ملکوں کے مسلمانوں نے جہاز سازی کے بڑے بڑے کارخانے بنائے۔ جنھیں یہ لوگ "ترسانہ" کہتے تھے۔

انھیں "ترسانوں" میں ہر جگہ جہازوں کی تعمیر اُن کے ضروری سامان کی تیاری اور فراہمی ہوتی تھی۔ اُس وقت ساری دُنیا میں سب سے بڑا ترسانہ بنی اُمیّہ کے مشہور فرماں روا عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت میں "تونس" میں بنایا گیا تھا۔

یہ "ترسانہ" اِس لئے قائم کیا گیا تھا کہ بحرِ رُوم اور اُس کے چھوٹے بڑے جزیروں پر اِسلامی اِقتدار قائم رہ سکے۔ عبدالملک بن

مروان کے زمانے میں حسّان بن نعمان جو افریقہ کا والی تھا۔ اُس نے عبد الملک کی ہدایات کے مطابق بحری جنگ کے سامان کی تیّاری اور بحری جنگ کی مشق تونس کی بندرگاہ میں کرائی۔

تھوڑے دنوں میں تونس اسلامی جنگی بیڑے کا بہترین مرکز بن گیا۔ یہ جنگی بیڑہ اسلامی ساحلوں اور بحرِ روم کے جزیروں کی حفاظت کرتا تھا۔

بحرِ روم میں ایک بڑا جزیرہ ہے جس کا نام صقلیہ ہے۔ مسلمان اُسے فتح کرنا چاہتے تھے عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں اُسے فتح کرنے کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہیں ہوئی

بنی غالب خاندان کے زمانۂ حکومت میں یہ جزیرہ فتح ہوا۔ بنی غالب کے مشہور فرماں روا زیادۃ اللہ بنِ ابراہیم بنِ اغلب جو بحری طاقت کی وجہ سے تاریخِ اسلام میں مشہور ہے۔ ان کے زمانہ میں جزیرۂ صقلیہ فتح ہوا۔

اِس کے بعد مسلمان اپنی بحری طاقت کی وجہ بحرِ رُوم کے تمام ساحلوں اور جزیروں پر قابض ہو گئے۔ اُن کی طاقت کا مقابلہ کرنے والا اَب کوئی نہیں رہا تھا۔ اس زمانہ میں اسد بن فرات امیر البحر تھے۔ جنھوں نے رُومیوں کو بحرِ رُوم میں سخت شکستیں دیں۔ اِس کے بعد مسلمانوں میں بحری جنگوں کا شوق بڑھتا گیا۔ اُنھوں نے افریقہ، اندلس اور شام میں

بہت بڑے "ترسانے" یعنی جہاز بنانے کے کارخانے قائم کئے۔

چنانچہ عبدالرحمٰن الناصر کے زمانہ میں صرف اندلس میں دو سو (۲۰۰) بڑے بڑے جنگی جہاز تھے جو ہر وقت اندلس کے ساحلوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اسی طرح افریقہ میں جنگی جہازوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ یہ حالات ۳۰۰ھ ہجری کے ہیں۔

اندلس میں متعدّد ترسانے تھے۔ ہر ایک ترسانہ اپنا ایک اسطول رکھتا تھا۔ اس اسطول پر ایک امیر البحر اور رئیس مقرّر ہوتا تھا۔ امیر البحر جنگی بیڑہ کے ہتھیاروں اور سپاہیوں کے معاملات کا انتظام کرتا تھا۔ اور رئیس جنگی جہازوں کے بادبانوں اور اُس کے چلانے کے تمام اوزاروں

کا انتظام کرتا تھا۔ جنگی جہازوں کے ملّاحوں کا انتظام بھی رئیس ہی کے سپرد ہوتا تھا۔

جنگی جہازوں کا انتظام بہت باقاعدہ تھا جنگی جہازوں کے بہت سے بیڑے کسی جگہ حملہ کرنے یا بحری جنگی مشق کے لئے جمع ہوتے تھے تو وہ ایک خاص بندرگاہ میں صف باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور اس پورے بیڑے پر ایک امیرالبحر مقرّر ہوتا تھا۔

مصر میں پہلی صدی ہجری میں جنگی جہاز کے کارخانوں کی بنیاد پڑی۔ سب سے پہلے جس شخص نے اسطول قائم کیا وہ غنبۃ بن اسحٰق مصر کا امیر تھا۔ یہ متوکّل علی اللہ عبّاسی کے زمانہ میں تھا۔ یہ جنگی بیڑہ اس لئے بنایا گیا

کہ رومیوں نے دمیاط پر قبضہ کرلیا تھا۔ رومی
دمیاط میں قتل و غارت کر رہے تھے عنبتہ بن
اسحٰق والئ مصر کو سخت صدمہ ہوا اُس نے یہ
جنگی بیڑا قائم کیا اور اُسی طرز پر بحری فوجوں
کو منظم کیا۔

والئ مصر نے بحری فوجوں کے لئے انعامات
اور روزینے مقرّر کئے۔ لوگوں نے یہ حالت دیکھ
کر اپنے بچّوں کو فوجوں میں بھرتی کرنا شروع
کیا۔ اِن نوجوانوں کو فوجی تربیّت دینے کے لئے
امیر مصر نے تجربہ کار اور ہوشیار افسر منتخب
کئے جو اُن کو فوجی کرتب سکھاتے تھے۔

جب یہ بحری فوجیں تیّار ہو گئیں تو دمیاط
میں رومیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے گئیں۔ رومیوں

کو دمیاط سے مار بھگایا۔

عبّاسیوں کے بعد جب مصر کے حاکم فاطمی ہوئے تو انھوں نے اسکندریہ اور دمیاط میں بحری بیڑے بنانے میں بڑی سرگرمی سے کام لیا۔ اُن کا زمانہ بحری طاقت کا عروج کا زمانہ تھا۔ بحری فوجیوں کو تنخواہوں کے علاوہ جاگیریں بھی دیجاتی تھیں۔ جنھیں یہ لوگ (غازیوں کے ابواب) کہتے تھے۔ جنگ کی حالت میں امیر البحر پورے بیڑے کی کمان اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔

تنخواہیں اور وظیفے بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے تقسیم کرتا تھا۔ اس طرح تقسیم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بحری فوجیں تمام فوجوں سے

معزز ہیں۔ معزّالدین اللہ کے زمانے میں جنگی جہازوں کی تعداد ۶۰۰ تک پہنچ گئی تھی۔

جنگی بیڑا جب لڑائی کے لئے روانہ ہوتا تھا تو روانگی کے وقت بہت دھوم دھام کا جلسہ ہوتا تھا۔ اور خوب شان و شوکت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ خود بادشاہ مع اپنے درباریوں کے ان جلسوں میں شرکت کرتا تھا۔ بادشاہ اور اُس کے درباری دریائے نیل کے کنارے مقس نامی مقام پر ایک خاص سائبان سے یہ جلسہ دیکھتے تھے۔

ہوتا یہ تھا کہ اُس سائبان کے نیچے جہازی اپنے جہاز کو لاتے۔ یہ جہاز لڑائی کے ہتھیاروں اور سامان سے خوب سج دھج کر جھنڈیاں اڑاتا

اور اپنے فوجی کھیل دکھاتا نکل جاتا تھا۔

غرض کہ اُس وقت جہازوں کو وہ سارے کرتب دکھانے پڑتے جو اُن کو جنگ کی حالت میں کرنے پڑتے ہیں۔ اِس کے بعد ہر ایک جہاز کا امیرالبحر اور رئیس بادشاہ کے روبرو حاضر ہوتا تھا، پھر ان کو انعام دیا جاتا تھا۔

اِس طرح کے جلسے اور جشن اُس وقت بھی کئے جاتے تھے، جب کہ جنگی جہاز لڑائی سے فارغ ہو کر واپس آتے تھے۔ جنگی جہازوں کا ایک خاص دفتر بھی تھا۔ جسے "دیوان الاسطول" کہتے تھے۔ جنگی جہازوں کے تمام اخراجات اور انتظامات اُسی دفتر سے متعلق تھے۔

جنگی جہازوں نے اِسلامی مملکت کو وسعت

دینے میں کافی مدد کی۔ مسلمانوں نے جنگی جہازوں کے ذریعہ بحرِ روم کے مشہور جزیرے جن میں سارڈینا، سسلی، مالٹا، کریٹ اور قبرص وغیرہ سب شامل تھے فتح کر لئے۔ اِن جزیروں کے علاوہ مسلمانوں نے ساحلی علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان مقامات کو بھی فتح کر لیا جو یورپ کے ملکوں سے ملے ہوئے تھے۔

اِسلامی جنگی بیڑے بحرِ روم کے تمام حصّوں میں گشت لگاتے رہتے تھے۔ اِسلامی بحری فوجیں یورپ کے ساحلی ملکوں پر حملے کرتی رہتی تھیں۔

یوں تو عموماً بحری حملے بحرِ روم کے یورپ کے ساحلی ملکوں پر ہوتے رہتے تھے لیکن

شاہانِ بنو الحسن جو جزیرۂ سسلی کے حکمراں تھے اُن کے زمانے میں بحرِ رُوم یوُرپی ساحلوں پر بڑے زور کے حملے ہوئے۔ اُن کے بحری حملوں نے یوُرپ میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا۔

غرض کہ مسلمان اپنے جنگی بیڑوں کی وجہ سے تمام بحرِ رُوم کے مالک ہو گئے تھے۔ بحری دنیا میں ایسے بادشاہ بن گئے تھے جیسے کہ خشکی کے سلاطین تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ یوُرپ کی قومیں اپنی پستیوں اور وہموں میں گھری ہوئی اور کمزور تھیں۔

اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ مسلمانوں کی بحری طاقت کمزور ہوتی گئی۔ اور یوُرپ کی قومیں خوابِ غفلت سے بیدار ہونے لگیں۔ اُنھوں

نے اِسلامی مُلکوں پر اور اِسلامی ساحلوں پر فوج کشی کر کے سلطنتوں اور جنگی بیڑوں پر قبضہ کرلیا۔

اندلس سے مسلمان نکالے گئے۔ اندلس کی بحری طاقت یورپ کی قوموں کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ سسلی سے مسلمان ختم کر دیئے گئے اُن کی بحری قوّت کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیاگیا

بحری فوج جو کسی زمانہ میں مجاہدین فی سبیل اللہ اور غزّاۃ فی اعداء اللہ کے معزّز لقب سے پُکاری جاتی تھی اب تنزّل اور لیپتی کے زمانہ میں "اسطولی" ایک بازاری لفظ سمجھا جانے لگا۔ جنگی جہازوں کا کام ذلّت اور شرم کا کام سمجھا جانے لگا۔

جب سے مسلمانوں نے بحری طاقت کو چھوڑ دیا۔ اُس وقت سے نہایت تیزی کے ساتھ تنزّل کی طرف بڑھے۔ حکومتیں چھن گئیں، خشکی کی مملکتیں ہاتھ سے نکل گئیں۔ مسلمان موت سے ڈرنے لگے۔ سمندروں کے طوفانوں اور تھپیڑوں سے ڈرنے لگے۔ بہادری اور الوالعزمی کا جوہر اُن سے رخصت ہوگیا۔ اِس کا نتیجہ جو کچھ نکلا وہ تاریخ کے صفحوں میں موجود ہے۔ ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

(۴)

اسلامی جنگی جہازوں کے کارخانے

"اسلامی مملکت کو وسعت دینے میں جنگی بیڑے کا بڑا اثر تھا مسلمانوں نے بحرِ روم میں جہاز سازی کے بڑے بڑے کارخانے قائم کئے تھے جسے وہ "ترسانہ" کہتے تھے یہ دراصل دارالصناعتہ تھا جو کثرتِ استعمال سے "ترسانہ" یا ترسخانہ بن گیا۔"

(ایک انگریز مورّخ)

اسلامی جنگی جہازوں کے کارخانے

عربوں کے ہاں "دارالصناعہ" سے مُراد وہ کارخانے تھے جن میں جہاز بنائے جاتے تھے۔ جہاز سازی کی صنعت میں عربوں نے پُورا کمال حاصل کیا تھا۔ عربوں ہی کا فیض ہے کہ دُنیا نے جہاز سازی اور جہاز رانی میں اِتنی ترقّی کرلی موجُودہ جہاز سازی اور جہاز رانی کی بُنیاد عربوں ہی نے رکھّی تھی۔ تم سوال کروگے یہ کیسے؟ آؤ ہم بتائیں۔ یُورپ والوں نے اندلس، سسلی اور افریقیہ کے عربوں سے یہ فن سیکھا۔ عربوں سے پہلے رُومی جہاز راں اور جہاز ساز تھے لیکن اُن کی جہاز رانی اور

جہاز سازی پرانے ڈھنگ کی تھی۔ عربوں نے اِس فن کو رومیوں سے سیکھا تھا۔ رومیوں کی کشتیاں ہوتی تھیں۔ بڑے بڑے جہاز ان کے ہاں نہیں تھے۔ لیکن عربوں نے اِن کشتیوں میں نئی نئی باتیں نکالیں۔ سب سے پہلے جہاز سازی اور جہاز رانی کا ایک مستقل دفتر قائم کیا جسے وہ "دِیوانُ الاُسطول" کہتے تھے۔ جہاز سازی کے لئے بڑے بڑے انجینئر ہوتے تھے جو خاص نقشوں اور پیمائش کے ماتحت جہاز بناتے تھے

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ اِسلامی جہاز سازی اور جہاز رانی کے بڑے بڑے مرکز اندلس، افریقہ، مصر اور شام میں تھے

یہ سارے کے سارے مُلک بحرِ روم کے

ساحلوں پر واقع تھے۔ بحرِ رُوم کے ساحل اپنی بہترین آب و ہوا کی وجہ سے ہمیشہ تہذیب و تمدّن کے مرکز رہے ہیں۔

مسلمانوں نے پہلی صدی ہجری میں مصر میں فسطاط کے مقام پر اپنا پہلا "دارالصناعہ" تیار کیا۔ احمد بن طولون نے اُسے ترقّی دینے اور اُسے اعلیٰ درجہ کا کارخانہ بنانے پر پوری توجّہ صرف کر دی۔ اِس کارخانہ کو اخشیدی خاندان کے فرماں رواؤں نے بھی ترقّی دی۔

جب فاطمیوں کا عہدِ حکومت شروع ہوا تو اُنھوں نے اُسے فسطاط سے منتقل کر کے "مقس" نامی مقام پر منتقل کر کے اُسے ترقّی دی۔ فاطمیوں نے اپنے زمانۂ حکومت

میں جہاز سازی اور جہاز رانی کو بہت وسعت دی۔ سمندروں میں اُن کی حکومت تھی۔ ایک طرف اُن کے جنگی جہاز ملکوں کی حفاظت کرتے تو دوسری طرف اُن کے تجارتی جہاز مشرقی ملکوں کی چیزیں مغربی ملکوں میں پہنچاتے تھے۔

فاطمیوں کے ہاں جہاز دو قسم کے بنتے تھے۔ (۱) جنگی جہاز جن کو اسطول کہتے تھے۔ یہ خاص جنگی کاموں میں استعمال ہوتے تھے۔ یعنی اُن پر فوجی سامان اور سپاہی رہتے تھے۔ (۲) دوسرے تجارتی جن کا مقصد تجارت کا سامان ایک مُلک سے دوسرے مُلک میں لے جانا تھا۔ اُن کو یہ "نیلی" جہاز کہتے تھے۔ نیلی جہاز وہ ہوتے تھے جو اسطول سے چھوٹے

ہوتے تھے اور دریاؤں میں بھی آجا سکتے تھے۔

دار الصناعہ میں کئی قسم کے جنگی جہاز بنتے تھے۔ کچھ بڑے ہوتے تھے اور کچھ چھوٹے اُن کے نام الگ الگ تھے۔ ہم بعض کے نام یہاں لکھ دیتے ہیں۔ یہ جہاز شکل و صورت اور قد و قامت میں فرق رکھتے تھے۔ انھیں جہازوں کے مجموعے کو اسطول کہتے تھے۔

۱۔ شونہ:۔ یہ بڑے بڑے جہازوں کی قسم کا نام تھا۔ جن میں دشمنوں کے حملہ سے بچنے کے لئے قلعے اور برج بنائے جاتے تھے۔

۲۔ حرافہ:۔ اس میں منجنیقیں رہتی تھیں جن سے دشمن پر جلتا ہوا مواد پھینکا جاتا تھا۔

۳۔ طراوہ:۔ یہ ایک چھوٹی سی تیزرو کشتی

ہوتی تھی۔

۴۔ عشاریات:۔ عشاریات وہ جہاز کہلاتے تھے جن کے ذریعہ دریائے نیل میں فوجیں گشت لگایا کرتی تھیں۔

۵۔ شلندزات:۔ یہ پیغامات پہنچانے کے لئے مخصوص تھیں۔

۶۔ مسطحات:۔ یہ قسم عام جنگی کاموں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

عربوں کے جہازوں کی شکل و صورت یونانی اور رومی جنگی جہازوں کی سی ہوتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ عربوں نے یہ فن یونانیوں اور رومیوں سے ہی سیکھا تھا۔

عربوں کے جنگی جہازوں میں عام طور پر

یہ جنگی سامان ہوا کرتا تھا۔ زرہیں۔ خود۔ ڈھالیں نیزے۔ کمانیں لوہے کی موٹی موٹی زنجیریں اور منجنیقیں جن کے ذریعہ دشمن کے جہازوں پر پتّھر پھینکا جاتا تھا۔

جنگی جہازوں کے ستونوں کے اوپر بڑے بڑے صندوق لگے ہوئے تھے۔ جن میں سپاہی چھپ کر بیٹھتے تھے وہ دشمن پر، پتّھر، جلتا ہوا مواد اور دوسری طرح طرح کی ایسی چیزیں پھینکتے تھے جن سے دشمن کو نقصان پہنچے۔ جیسے بن بجھا چونہ وغیرہ۔

عربوں کے جنگی جہازوں میں بعد کے زمانہ میں نئے نئے جو ہتھیار ایجاد ہوتے تھے وہ استعمال کئے جاتے تھے۔ غرض کہ جنگی جہازوں

کو بہت اچھی طرح سامانِ جنگ سے لیس کرکے رکھا جاتا تھا۔

جہاز کے چاروں طرف کھالیں اور نمدے وغیرہ منڈھ دیتے تھے۔ اور بعض اوقات جہاز کی لکڑی پر ایسی چیزوں کو مل دیتے تھے جس سے آگ نہ لگ سکے۔ لڑائی کے زمانہ میں دشمن کی نظر سے چھپے رہنے کی یہ تدبیریں کرتے تھے کہ جہاز پر کسی قسم کی روشنی نہ کرنے دیتے تھے جہازوں میں مرغ بھی نہ رکھتے تھے۔ اگر زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی تھی تو اپنے جہازوں کے اوپر نیلے رنگ کا کپڑا چڑھا دیتے تھے تاکہ دور سے دشمن کو جہاز نہ نظر آنے پائے۔

مسلمان اپنے جہازوں کے کناروں پر لوہے

کے تیز، لمبے نوک دار ٹکڑے لگا دیتے تھے۔ جن کے سرے تیز نیزہ کی طرح ہوتے تھے اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ دشمن کا جہاز پاس نہ آنے پائے۔ یہ آلے جب کسی جہاز کے پہلو میں زور سے لگتے تو اُسے پھاڑ دیتے۔ اس کے بعد یہ جہاز ڈوب جاتے تھے۔

مسلمانوں نے جہازوں کی تعمیر میں نئی نئی چیزیں پیدا کیں جو یونانیوں اور رومیوں کے ہاں رائج نہ تھیں۔ جہاز سازی اور جہاز رانی کے کام کو ترقی دی۔ یہ صنعت یورپ کی قوموں نے اپنے ہاتھ میں لی۔ یورپ کی قوموں میں کچھ منچلے نوجوان ایسے پیدا ہوئے جنھوں نے سوچ کر اس صنعت کو اور آگے بڑھا دیا۔

جب یورپ میں بھاپ پر لوگوں نے قبضہ کرلیا یعنی بھاپ کو اپنے کاموں میں استعمال کرنے کے طریقے جان گئے تو اُس بھاپ کو یورپ کے لوگوں نے جہازوں میں بھی استعمال کرنا شروع کیا۔ چنانچہ اب یہ صنعت قوموں کے عروج کا سبب بنی ہوئی ہے۔ اِس وقت جس قوم کے پاس بہترین جہازسازی اور جہازرانی کے وسیلے نہ ہوں وُہ پنپنے نہیں پاتی۔ نہ اُس قوم کی مُلکی حفاظت ہوسکتی اور نہ تجارتی ترقّی۔

(۵)

اسلامی بندرگاہیں

"جن ملکوں اور قوموں کے پاس اچھی بندرگاہیں نہیں ہیں۔ وہ ملک اور قومیں طاقت ور نہیں ہوسکتیں۔ تجارتی ترقی اور ملکی حفاظت کے لئے بندرگاہ، جہازسازی اور جہازرانی کا وجود نہایت ضروری ہے"

(ایک مورخ

اِسلامی بندرگاہیں

اِسلام نے عربوں میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ عربوں کے منتشر قبیلے اسلام کی برکت سے ایک بندھن میں بندھ گئے۔ اسلام نے عربوں کو نیا دین دیا۔ ایک نیا تمدّن دیا۔ نیا ولولہ دیا۔ نیا جوش دیا۔ اُن کی تجارتی، سیاسی رگوں میں نیا خون بھر دیا۔

رسولِ خداؐ کے زمانہ تک تو اسلامی حکومت عرب کے حدود میں محدود رہی لیکن خلافتِ راشدہ کے عہد میں اسلام کی حکومت کی حدیں عراق، شام، مصر اور افریقہ کے مغربی ساحلوں تک جا پہنچیں۔

حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں مسلمان ایک طرف خلیج فارس اور دوسری طرف شام و فلسطین سے آگے بڑھ کر اسکندریہ تک پہنچ گئے تھے۔ اُن کو اس وقت کی دُنیا کی دو بڑی بحری طاقت والی قوموں یعنی ایران اور رُوم سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ خلیج فارس میں ابلہ نامی بندرگاہ میں ایرانیوں کا مرکز تھا اور اسکندریہ بحرِ رُوم کی بندرگاہ میں رُومیوں کا۔

ابلہ بندرگاہ ایرانیوں کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی۔ یہاں سے ایرانیوں کے تجارتی جہاز ہندوستان اور چین جاتے تھے۔ اسی طرح اسکندریہ سے رُومیوں کے تجارتی جہاز قسطنطنیہ اور مغربی افریقہ تک کی بندرگاہوں تک پہنچتے

تھے۔

دونوں بحری مرکزوں پر عرب قابض ہو چکے تھے۔ آگے بڑھنے کے لئے حضرت عمرؓ کی خدمت میں درخواست کر رہے تھے۔ عربوں کا فاتحانہ جوش اور ولولہ اُنھیں آگے بڑھنے کے لئے بے چین کر رہا تھا۔ مگر حضرت عمرؓ اجازت نہیں دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی اجازت نہ دینے کی وجہ سمندر کے خوفناک خطروں سے گھبرانا نہ تھا بلکہ اُس کی وجہ یہ تھی کہ عربوں کو بحری جنگ کا تجربہ نہ تھا۔ رومی اور ایرانی اِس فن میں ماہر تھے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے تجربہ تھا۔ علاء بن الحضرمی کا بحری حملہ میں ناکام رہنا۔ پہلے بھی یہ واقعہ بیان ہو چکا ہے تھوڑے لفظوں میں یہاں پھر سُن لیجئے۔

علاء بن الحضرمی بحرین کے گورنر تھے۔ انھوں نے بحرین میں جنگی جہازوں کا انتظام کیا، اور دریائی راستے سے ایران کے مشہور علاقہ فارس پر حملہ کیا۔ ایرانیوں نے ساحل کی طرف سے آگے بڑھ کر اسلامی فوجوں کو گھیر لیا۔ اسلامی فوجیں گھر گئیں۔ غرض کہ جب تک خشکی کے راستے سے مسلمانوں کو فوجی مدد نہ پہنچی مسلمانوں کو رہائی نہ ملی۔ فوجی مدد آنے کے بعد مسلمانوں نے اُس محاصرہ سے نجات حاصل کی۔

حضرت عمرؓ پُر امن تجارتی جہاز رانی کے خلاف نہ تھے۔ بلکہ اُس کے بانی تھے۔ تم پوچھوگے یہ کیسے؟ آؤ! ہم بتائیں، ایک دفعہ عرب میں بڑا

سخت کال پڑا۔ یہ حضرت عمرؓ کا زمانۂ خلافت تھا۔
یہ واقعہ ۱۸ھ ہجری کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرب
کے لئے مصر سے غلّہ منگانا شروع کیا۔ مگر خشکی
کے راستہ سے یہ غلّہ دیر میں پہنچتا تھا۔ حضرت عمرؓ
نے اِس مشکل پر یوں قابو پالیا کہ دریائے نیل
سے ۶۹ میل ایک لمبی نہر کھُدوا کر نیل اور بحرِ
احمر کو ملا دیا۔ یہ کام چھ ماہ میں پورا ہوا۔ اِس
نہر کے ذریعہ کشتیوں میں غلّہ کی بہت بڑی
تعداد عرب کی بندرگاہ جار میں پہنچ گئی۔ اِس
کے بعد یہ نہر مدّتوں کام دیتی رہی۔

عَمرو بن العاصؓ جو مصر کے گورنر تھے سب
سے پہلے اُن کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ خاکنائے

سویز کو کاٹ کر بحرِ احمر اور بحرِ رُوم کو مِلا دیا جائے مگر حضرت عمرؓ نے اِس تجویز کی مخالفت کی۔ اور اُسے نامنظور کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اِس کی وجہ یہ بتائی کہ "رُومی حاجیوں کے جہازوں کو اُڑا لے جائیں گے"

اب ہم ذرا تفصیل سے ان بندرگاہوں کا ذکر کرتے ہیں جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں۔

۱۔ جار۔ یہ بندرگاہ بحرِ احمر کے عربی ساحل پر موجودہ بندرگاہ یَنْبُعْ کے پاس تھی۔ حبشہ سے جو مسلمان ۷ھ ہجری میں لوٹ کر آئے تھے وہ اِسی بندرگاہ پر آکر اُترے تھے۔ اِس سے معلوم ہوگا کہ یہ بندرگاہ اِسلام سے پہلے سے مشہور تھی۔ اِس کے بعد حضرت عمرؓ

کے زمانہ میں جب مصر اور شام فتح ہوا تو
اُس کی حیثیت اور بڑھ گئی

پھر جب دریائے نیل اور بحرِ احمر کو نہر
کاٹ کر مِلا دیا گیا تو اُس نے اور بڑا مرتبہ حاصل
کر لیا تھا۔ وہ اِس لئے کہ مدینۂ منوّرہ اسلامی
حکومت کا پایۂ تخت تھا اور جار اُس کی
بندرگاہ تھی۔

مدینۂ منوّرہ کے لئے ہر طرف سے سامان
لدلد کر یہاں آتا تھا۔ "جار" سے تجارتی جہاز
حبشہ، مصر، عدن، ہندوستان اور چین تک
آتے جاتے تھے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اُس کی رونق
بڑھتی رہی۔ "جار" نہ صرف بحری مرکز تھا بلکہ

علم و ادب کا بھی بڑا مرکز بن گیا تھا۔ بڑے بڑے اہلِ علم یہاں پیدا ہوئے اور بڑی بڑی عمارتیں بنیں۔

جار کے مقابل ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا سمندر میں ایک جزیرہ تھا۔ جس کا نام قراف تھا۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ بیٹھ کر جاتے تھے۔ اس جزیرے میں بھی "جار" کی طرح ایک بارونق سوداگروں کی آبادی تھی۔

۲۔ اُبلہ:۔ بصرہ سے ذرا دور دجلہ کے کنارے پر ایک بہت قدیم ایرانی بندرگاہ تھی۔ جس کا نام اُبلہ تھا۔ اسلامی عہد میں اُس نے کافی مرکزیت حاصل کرلی تھی۔ اسلام سے پہلے یہ ایرانیوں کی فوجی چھاونی تھی۔ اور تجارتی بندرگاہ

تھی۔ سنہ ۱۴ ہجری میں مسلمانوں نے اسے فتح
کیا۔ یہ بندرگاہ خاص طور پر چین اور ہندوستان
کے جہازوں کے لئے تھی۔ اس بندرگاہ پر قبضہ
کی وجہ سے مسلمانوں نے ایران پر اچھی طرح
قبضہ کر لیا۔ سنہ ۲۵۶ ہجری تک اس بندرگاہ کی
حیثیت اچھی طرح قائم رہی۔ لیکن بعد میں اُس
کی اہمیت گھٹتی گئی۔

۳۔ بصرہ:۔ مقام قرناء اور شط العرب
کے بیچ میں سنہ ۱۴ ہجری میں حضرت عمرؓ کے
حکم سے بسا۔ اس کا موقع محل ایسا تھا کہ
اُس نے بہت جلد ترقی کر لی۔ تھوڑے ہی
وقت میں اُس نے اُبلّہ کی رونق کو کم کر دیا۔
رفتہ رفتہ یہ ہندوستان اور چین کے

جہازوں کا خاص مرکز بن گیا۔ جب مسلمانوں نے سندھ فتح کیا تو اُس کی رونق اور بڑھ گئی۔ سندھ اور بصرہ کے درمیان آمدورفت بہت بڑھ گئی۔

۴۔ سیراف:۔ بصرہ سے ذرا دُور خلیج فارس میں تیسری صدی ہجری میں یہ بندرگاہ آباد ہوئی۔ اس نے بڑی رونق پائی۔ عربوں کے جہاز جو چین اور ہندوستان جاتے تھے وہ یہیں ہوکر جاتے تھے۔

۵۔ عدن:۔ یمن کے ساحل پر عدن نامی بندرگاہ ہے جو بہت قدیم زمانہ سے آباد تھی مگر تیسری صدی میں اُس نے خاص ترقّی حاصل کرلی تھی۔ یہ بندرگاہ صنعا دارالسلطنت

یمن کی تھی۔ یہاں سے حبشہ، مذب، جدّہ، ہندوستان اور چین کے جہاز آتے جاتے تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں اُس کی ترقّی انتہا پر تھی۔ عدن کے بازار بڑے پر رونق اور قسم قسم کے مال سے بھرپور تھے۔

۶۔ صحار:۔ عمان کا پایۂ تخت اور بندرگاہ تھا۔ چوتھی صدی ہجری میں یہ بندرگاہ اپنی رونق۔ دولت کی فراوانی اور تجارتی منڈی ہونے کی وجہ سے صنعا سے بھی بہتر تھی۔ اُس زمانہ کے سیّاحوں کا بیان ہے کہ صُحار کے بازار بڑے پُر رونق ہیں جو سمندر کے پورے ساحل پر پھیلے ہوئے ہیں۔ مکان بلند اور نفیس ہیں۔ سال کی لکڑی اور اینٹوں سے بنے

ہوئے ہیں۔ میٹھے پانی کی نہریں ساحل پر ہیں۔

۷۔ جدّہ:۔ یہ بندرگاہ قدیم زمانہ سے آباد تھی۔ اِسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیّت میں بھی یہ مکّۂ معظّمہ کی بندرگاہ تھی۔ لیکن جوں جوں افریقہ، حبشہ، سندھ اور ایران میں اسلام کی ترقّی ہوتی گئی۔ اس کی بھی ترقّی ہوتی گئی اِس وقت یہ خاص طور پر مشرقی ملکوں کے حاجیوں کی بندرگاہ ہے۔

۸۔ شہرِ قلزم:۔ یہ بحرِ احمر پر بڑا شہر تھا اور بندرگاہ بھی۔ خاص طور پر غلّہ کے بھیجنے کے لئے مخصوص تھی۔ جو سوداگر مصر سے حجاز اور یمن کو غلّہ بھیجتے تھے یہ اُن کی تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ یہاں مختلف قوموں

کے سوداگر رہتے تھے۔

۹۔ ایلہ:۔ اس کا نیا نام عقبہ ہے۔ یہ شام کی مشہور بندرگاہ تھی۔ شہر ایلہ بحر احمر پر بڑا پُر رونق شہر تھا۔ یہاں شام، مصر اور شمالی افریقہ کے تجارتی جہاز آتے جاتے تھے یہ مختلف قسم کی تجارت کا مرکز تھا۔ شمالی افریقہ کے حاجیوں کے لئے یہ بندرگاہ تھی بحر روم شام کے ساحلوں سے لے کر شمالی افریقہ میں جبل الطارق تک ہے۔ رومیوں کے حملوں کا خطرہ مسلمانوں کو برابر لگا رہتا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے ساحلِ شام پر صور کے مقام پر جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا تھا۔ جیسے جیسے عربوں کی بحری فتوحات

آگے بڑھتی گئیں۔ رُومی پیچھے ہٹتے گئے۔ بنوامیہ کے بعد بنوعباس بحری طاقت کے مالک ہوئے اس کے بعد شمالی افریقہ کے مالک عبیدی فاطمی ہوئے۔

فاطمیوں کی حکومت بڑی طاقت ور تھی۔ جو سسلی، شام اور مصر کے ساحلوں پر چھاگئی تھی۔ فاطمیوں کو بحری فوجوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ اِس کے علاوہ اُن کے اکثر حصّے بحری آمدورفت کے ذریعہ وابستہ تھے۔ اِس لئے اُن کے ہاں بحری ترقّی نہایت ضروری تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے تونس کے قدیم کارخانۂ بحری کو ترقی دی۔

۱۰۔ مسینا۔ سسلی میں سب سے بڑا

ارتی اور جنگی بندرگاہ مسینا تھی۔ جہاں یورپ
ر مشرق کے تاجر باہم چیزوں کا اول بدل
تے تھے۔ مسینا ہی میں سسلی کے جنگی
ازوں کا بہت بڑا کارخانہ تھا۔

۱۱۔ پلرمو:۔ سسلی کا پایۂ تخت اور عظیم الشان
رگاہ تھی ۔ یہاں بھی جنگی جہازوں کا زبردست
رخانہ تھا۔ جس میں ہزاروں مزدور جہازوں
تیاری میں مصروف رہتے تھے۔

۱۲۔ مریہ:۔ اندلس کی سب سے بڑی
رگاہ تھی۔ یہاں سے سوداگر جہاز پر سوار
تے تھے۔ تجارتی اور جنگی جہازوں کا بہت
ا مرکز تھا۔ یہ اپنی بڑائی اور آمدورفت کی
جہ سے اندلس میں مشرق کا پھاٹک کہا جاتا

تھا۔

سمندر کا پانی شہر کی دیواروں سے ٹکراتا تھا۔ یہاں ریشمیں کپڑے بڑے اچھے بنتے تھے ۔

۱۳۔ بجایہ :۔ شمالی افریقہ اور مراکش کی سب سے مشہور بندرگاہ کا نام "بجایہ" تھا۔ یہ الجزائر اور تونس کے درمیان واقع تھی۔ شروع میں یہ معمولی بندرگاہ تھی۔ لیکن ۴۵۵ھ ہجری میں ناصر بن علناس نے اسے مناسب بحری موقع سمجھ کر آباد کیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ عظیم الشان بندرگاہ بن گئی جہاں سے ہر طرف جہاز آتے جاتے تھے۔

۱۴۔ سبتہ :۔ یہ مراکش کی مشہور بندرگاہ تھی یہ اندلس کے مقابل افریقی ساحل پر

تھی۔ یہ ایک زمانہ میں دُنیا کی بہترین بندرگاہ تھی۔

۱۵۔ مہدیہ :۔ افریقہ کے ساحل پر فاطمی حکومت کے بانی نے ۳۰۰ھ ہجری میں آباد کیا تھا۔ جو اپنی رونق کی وجہ سے بہت مشہور بندرگاہ تھی۔ اِس بندرگاہ کی ایک خاص بات یہ تھی کہ ساحل کی چٹانیں کاٹ کر یہ بندرگاہ بنائی گئی تھی۔ اور اِس میں داخل ہونے کے لئے خاص دروازہ تھا جس کو زنجیروں کے ذریعہ بند کر دیا جاتا تھا۔ جب کوئی جہاز اُس میں داخل ہوتا تھا تو اُس زنجیر کو ہٹا دیا جاتا تھا۔ اور پھر اُسے بند کر دیا جاتا تھا۔

۱۶/۱۷۔ تونس۔ یہ بندرگاہ بہت قدیم ہے
عبد الملک بن مروان نے تونس کی بندرگاہ کو
جہاز سازی کے لئے چُنا تھا۔ مسلمانوں کی جہاز
سازی سے اس بندرگاہ کو خاص تعلّق تھا
گویا مسلمانوں نے جہاز رانی اور جہاز سازی کی
ابتدا یہاں کی تھی۔ یہ بندرگاہ بڑی محفوظ ہے
اور قدرتی ہے۔ اس میں جو جہاز داخل ہوجاتے
ہیں وہ بالکل محفوظ ہوجاتے ہیں۔ یعنی اُن کو
کسی طوفان وغیرہ کا خطرہ نہیں رہتا۔ اس
بندرگاہ کے پاس دو بڑی بڑی جھیلیں ہیں۔
ایک کا نام برزطہ ہے اور دوسری کا نام حلق الوبہ
ہے ان دونوں جھیلوں کے بیچ میں خشکی کا ٹکڑا
ہے۔ اگر اس خشکی کے ٹکڑے کو ہٹا کر دونوں

جیلوں کو ملا دیا جائے تو تولس اس قدر وسیع بندرگاہ بن سکتی ہے کہ بحر روم کے تمام جہاز اُس میں ٹھہر سکتے ہیں۔

۱۷۔ شہر رشید :۔ مصر کے بحر تینس میں تیسری صدی کے آخر میں بڑے بڑے جہاز چلتے تھے۔ یہ ایک پُر رونق آباد بندرگاہ تھی۔ اس کی ایک خاصیت یہ تھی کہ دریائے نیل کا پانی سمندر میں گرتا تھا۔ سمندر سے جہاز بڑی آسانی سے دریائے نیل میں چلے جاتے تھے۔

۱۸۔ شہر قوص :۔ غلامانِ مصر کے زمانہ میں یہ بندرگاہ بہت ہی پُر رونق تھی۔ یہ بہت بڑا ساحلی شہر تھا۔ مصر صعید کی یہ بندرگاہ تھی۔ جنوبی ملکوں سے جہازوں میں جو تاجر

دریائے شور سے آتے تھے۔ وہ یہاں ٹھہرتے تھے۔ عدن کے تاجر بھی یہاں رہتے تھے۔ بحری تجارت کی وجہ سے یہاں بڑی دولت تھی۔

۱۹۔ دمیاط :۔ یہ بندرگاہ ایک طرف دریائے نیل اور دوسری طرف بحرِ روم سے ملی ہوئی تھی۔ یہ مصر کی بہت بڑی بندرگاہ تھی۔ جہاں بحری جنگوں کی مشق ہوتی تھی یہاں دو برج بنائے گئے تھے۔ اور اُن کے بیچ میں لوہے کی موٹی زنجیر پڑی رہتی تھی۔ تاکہ اُس کے ساحل پر کوئی جہاز سرکاری اجازت کے بغیر لنگر نہ ڈال سکے۔

۲۰۔ اِسکندریہ :۔ مصر کے قدیم مشہور

بندرگاہوں میں سے ایک ہے یہ یونانیوں کے زمانہ میں آباد ہوئی تھی۔ اُس کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سکندرِ اعظم نے بنوائی تھی۔ غرض کہ اُس زمانہ سے لے کر آج تک اسکندریہ کی رونق قائم ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں اسلامی بندرگاہوں میں ایک مشہور بندرگاہ تھی۔

ہم نے تھوڑا سا حال بندرگاہوں کا بتایا تم بڑے ہوکر زیادہ معلوم کرنا۔ ملکی حفاظت اور ملکی تجارت کے لئے بندرگاہ بہت ضروری ہے۔

جن ملکوں کے پاس بندرگاہ نہیں وہ ملک طاقتور نہیں ہو سکتے۔ تجارتی اور جنگی طاقت کے لئے بندرگاہ، جہاز سازی

اور جہاز رانی کا وجود نہایت ضروری ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ قومیں جن کے پاس آباد بندرگاہیں ہیں۔ جن کے جہاز سازی کے کارخانے دن رات تعمیر میں مصروف رہتے ہیں۔ جن کے جہاز سمندر کے سینہ کو چیر کر ملکوں ملکوں سے نئی نئی چیزیں لاتے ہیں اور اپنی چیزیں لے جاتے ہیں۔

تمہارا بھی فرض ہے کہ اپنے ملک اور قوم کی خدمت بحری بن کر بجا لاؤ۔ خدا تمھیں ہمت دے اور تمہاری مدد کرے۔ قوم کی عزت اور قوم کا وقار بحری طاقت میں ہے۔

(۶)

مسلمانوں کے روشنی کے مینارے

وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ○

"ستاروں کے علاوہ کچھ اور علامتیں بھی
ہیں جن سے رہنمائی کا کام لیا جاتا ہے"
(قرآن۔ سورۂ نحل)

۶۔ مسلمانوں کے روشنی کے مینارے

سمندری راستوں پر جہازرانی میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے جابجا روشنی کے مینارے لگائے جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے کہ "ستاروں کے علاوہ کچھ اور علامتیں بھی ہیں جن سے رہنمائی کا کام لیا جاتا ہے" (سورۂ نحل[۱۶])

دنیا میں سب سے پرانا اور پہلا مینارہ اسکندریہ کا ہے۔ آج سے کوئی دو ہزار سال سے بھی زیادہ دنوں کی بات ہے جب یہ مینار بنایا گیا تھا۔ اس مینار کے بننے کے ایک سو سال بعد جہازوں کو راستہ بتانے کے لئے مختلف مقامات پر روشنی کے مینارے

بنائے گئے تھے۔

جہازرانی میں نقشہ کے بعد دوسری ضروری چیز روشنی کے مینارے ہیں۔ مسلمان اپنی جہاز رانی کے زمانہ میں انھیں روشنی کے میناروں سے کام لیتے تھے۔

مسلمانوں کے میناروں کی صورت وشکل یہ یہ ہوتی تھی کہ سمندر میں مناسب مقام پر بڑے بڑے لٹھے کھڑے کر دیتے تھے۔ اُن پر روشنی کے مینارے بنا دیتے تھے۔ اور ان میناروں میں کچھ ایسے لوگ موجود رہتے تھے جو رات کو روشنی برقرار رکھیں اگر روشنی بجھ جائے تو اُسے جلاتے رہیں۔

یہ مینارے زیادہ تر ایسی جگھوں یا پہاڑی

چٹانوں پر بناتے تھے جو جہازوں کے لئے
خطرناک ہوتی تھیں۔ یہ اس بات کی نشانی
ہوتے تھے کہ یہ جگہ خطرناک ہے یہاں سے
دُور رکھّے جائیں۔ یا پھر بندرگاہوں کے لئے
یہ نشانی ہوتے تھے کہ یہاں بندرگاہ ہے،
یہاں آکر جہاز ٹھیریں۔

مسلمانوں نے اسکندریہ کے مینارے کو
بہت اچھّی حالت میں رکھّا۔ اسکندریہ کا مینار
دُنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ ۲۷۵
فٹ اُونچا ہے۔ یہ اسکندریہ کی عظیم الشان
اور قدیمی بندرگاہ کے دہانے پر نصب ہے۔

اس مینارے پر مسلمانوں کے زمانہ
میں آتش دان جلتے رہتے تھے۔ جن میں

آگ روشن کی جاتی تھی۔ اسی طرح خلیج فارس میں بھی بڑے بڑے لٹھوں کو زمین میں گاڑ کر یہ نشانیاں بنائی جاتی تھیں۔

مسلمانوں کے زمانے میں ان روشنی کے میناروں کا رواج بہت بڑھ گیا تھا۔ بحرِ روم کی مختلف سمندری گذرگاہوں پر روشنی کے مینارے بنائے گئے تھے۔ مسلمانوں نے جہاز سازی اور جہاز رانی کی ترقّی کے ساتھ روشنی کے میناروں کو بھی ترقّی دی۔

اسکندریہ کے منار بننے کے بعد رومیوں نے مختلف مقامات میں روشنی کے مینارے بنائے۔ ۱۸۰۰ء عیسوی میں انگلستان کے ساحل پر صرف پچیس ۲۵ روشنی کے مینارے تھے۔ سمندر کے بیچ

میں پہلا مینار ۱۶۹۶ء عیسوی میں بنایا گیا تھا۔
اٹھارویں صدی کے شروع میں یہ مینارے
لکڑی کے بنائے جاتے تھے۔ سب سے پہلا
پتھر کا مینار ۱۸۰۷ء میں انگلستان کے مشہور
انجینئر رابرٹ سٹیونسن نے ایک عظیم الشان
مینار بنایا جو چھ لاکھ روپے کی لاگت سے
چار سال میں تیار ہوا۔

مسلمانوں نے یہ مفید ایجاد دنیا کی اور
قوموں تک پہنچائی تاکہ جہاز رانی میں آسانی
ہو یہ مینارے پہلے پہل ایک خاص قسم
کے تیل سے روشن کئے جاتے تھے۔ پھر
جب بجلی ایجاد ہوئی تو یہ مینارے بجلی سے
روشن ہونے لگے۔

بعض میناروں میں ابھی تک تیل جلتا ہے

مغربی آسٹریلیا کے جزیرۂ اکلیپن میں ایک مینار ہے جو گیارہ لاکھ ساٹھ ہزار موم بتیوں کی طاقت والا ہے۔ یعنی جتنی روشنی گیارہ لاکھ ساٹھ ہزار موم بتیوں کے جلانے سے ہوتی ہے اتنی روشنی اُس مینار کی ہے۔ اُس میں تیل استعمال ہوتا ہے فرانس کا مشہور مینار جس کا نام "کیپ ڈی ہیو" ہے یہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ روشن ہے اس میں دو کروڑ پچیس لاکھ موم بتیوں کی طاقت کی روشنی ہے۔

جن قوموں کے روشنی کے مینار روشن ہیں اُن قوموں کی قسمت بھی روشن ہے۔ روشنی کے میناروں کی روشنی اور عظمت سے اس قوم

کی بحری طاقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اِس وقت دنیا کی طاقتور قوموں کے بارہ ہزار روشنی کے مینار جہاز کی رہبری کر رہے ہیں جن میں سے تین ہزار امریکہ کے ساحلوں پر ہیں۔ اُن میں سے بعض تو سمندری پُر خطر راستوں پر ہیں۔ جو اپنی دائمی روشنی سے ہزاروں انسانوں کی جان بچاتے ہیں اور یہ امریکی قوم کی عظمت کا نشان ہیں۔

انگلستان کے ساحلوں پر تقریباً تین سو مینار ہیں۔ دن رات جہازوں کی رہنمائی کا کام کرتے رہتے ہیں، یہ انگلستان کے جزیرہ کے بسنے والوں کی بحری اُولوالعزمی کے نشان ہیں۔ جن قوموں کے سمندروں میں روشنی کے

مینار روشن ہیں اُن قوموں کی عظمت و اقبال کی قندیل روشن ہے۔

ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ بحری طاقت کو بڑھائیں۔ جہاز رانی، جہاز سازی کے کاموں میں حصّہ لیں۔ سمنّدر کے خطروں سے نہ ڈریں۔ جن قوموں کے نونہال سمنّدروں کے تھپیڑوں، سمندروں کے بلا خیز طوفانوں سے نہیں ڈرتے، خدا انھیں نئی دنیا دیتا ہے۔ خدا انھیں دنیا کی قوموں میں عظمت و وقار دیتا ہے۔ تم بھی آزما کر دیکھو!

جو قومیں سمنّدر سے ڈرتی ہیں۔ جن کے نونہال سمنّدروں کے طوفان میں نہیں گھسنا چاہتے، اُن سے قدرت نہ صرف حکومت ہی چھینتی ہے بلکہ اُس کی عظمت و اقبال کو بھی

ختم کر دیتی ہے۔ سمندر کے فائدوں، سمندر کے سفروں کے فیضان کے ذکر سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ قرآن کی ہدایتوں پر اگر ہم عمل کرتے تو ہم دنیا میں عظمت و اقبال والی قوم ہوتے۔ کوشش کر کے دیکھو! خدا محنت ضائع نہیں کرتا۔

(۷)
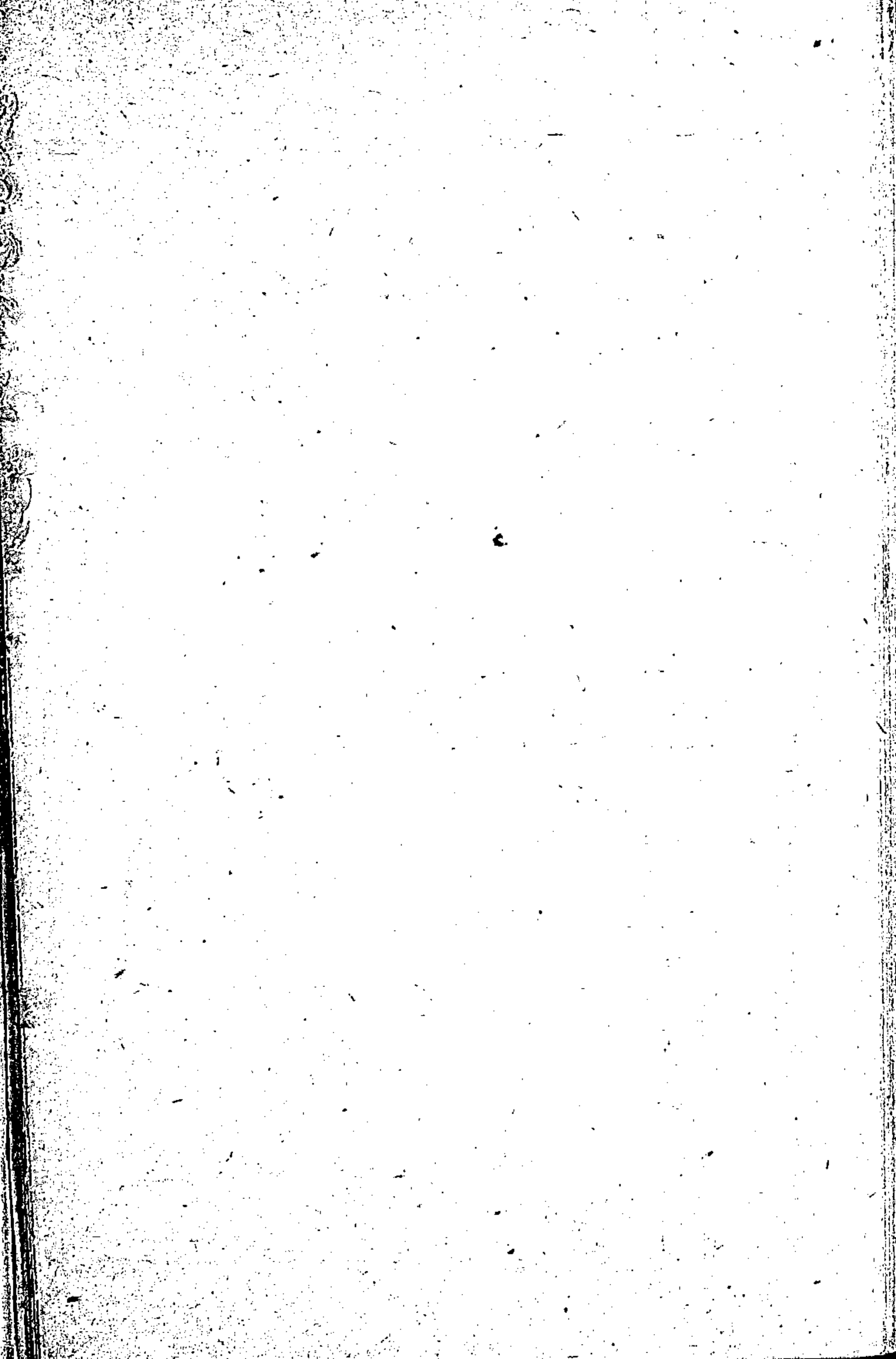
مسلمانوں کا سمندروں پر اقتدار

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سُوْرَۃ فَاطِر)

"تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کی سطح کو چیرتی ہوئی نکل جاتی ہیں کہ تم تجارت کر کے اللہ کی رحمت (دولت) کما سکو اور پھر اس دولت کو قوم کی مضبوطی اور قیام پر صرف کر کے عملی طور پر شکر کر سکو"

(سورۂ فاطر)

مسلمانوں کا سمندروں پر اقتدار

اپنے عروج کے زمانے میں مسلمان دُنیا کی قوموں میں سر بلند تھے۔ اُن کا اقتدار تمام سمندروں پر تھا۔ خلیج فارس مشرقی ملکوں کی جہاز رانی کا مرکز تھا۔

ہندباد اور سند باد جہازی کے قصّے تم نے پڑھے ہوں گے؟ کتنے دلچسپ ہیں! یہ سارے کے سارے اسی مرکز سے تعلّق رکھتے ہیں۔ ان قصّوں کے ذریعہ نوجوانوں میں سمندری سفروں اور بحری مُہمّوں کا شوق پیدا کرنا مقصد تھا۔

مشرقی ملکوں کو جہازوں کے راستے ہندوستان کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ چین، جاوا، سماترا،

اور ملایا وغیرہ تک جاتے تھے۔ اِن تمام راستوں پر مسلمان جہاز راں قابض تھے۔ اِسلام کا پھریرا نہ صرف سمندری راستوں پر لہراتا تھا بلکہ جاوا، سماٹرا اور ملایا وغیرہ کے ملکوں میں بھی انھیں اُولوالعزم جہاز رانوں کے ذریعہ اسلام کا فیضان پہنچا تھا۔ ان سمندروں میں مسلمانوں کی جہازرانی پُر سکون تجارتی تھی۔ مسلمان تاجر جہازوں کے ذریعہ چین اور ہندوستان کا سامانِ تجارت مغربی ملکوں میں پہنچاتے تھے۔

بحرِ روم میں مسلمانوں کی بحری قوّت جنگی بیڑوں کی تھی۔ چونکہ بحرِ روم کے ساحلوں پر رہنے والی قومیں زیادہ تر جنگی بیڑوں کی مالک تھیں اور بحری جنگوں کی ماہر تھیں۔ اِس لیے

مسلمانوں کو بھی جنگی بیڑے رکھنے پڑے اور جہاز سازی کے کارخانے بنانے پڑے تھوڑے ہی دنوں میں مسلمان بحرِ رُوم کے مالک بن گئے، کوئی بحری طاقت اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی، اور اُن کو بحری اقتدار حاصل ہوگیا تو مختلف پیشے والے اپنا اپنا ہنر لے کر اُن کی خدمت میں پہنچے مسلمانوں نے ملّاحوں اور جہاز رانوں کو نوکر رکھا اُن کی سمندری واقفیت اور مشق ترقی کر گئی۔ اُن میں سمندر کے بڑے بڑے ماہر پیدا ہوئے بحری لڑائیوں کا اُن میں شوق پیدا ہوا۔ اُنھوں نے جنگی جہاز بنوائے جنگی بیڑوں کو سپاہیوں اور ہتھیاروں سے آراستہ کیا۔ فوجوں کو سمندر کی

پیٹھ پر سوار کیا۔ ان فوجوں کو بحرِ رُوم کے مقابل کے ساحل پر لڑنے کے لئے بھیجا۔

اِن لڑائیوں کے لئے اُنھوں نے سمندر کے کنارے چُنے۔ جیسے شام، افریقہ، مراکش اور اُندلس کے ساحل، عبدالملک بن مروان نے حسّان بن نعمان والیٔ افریقہ کو حکم دیا کہ تونس میں جہاز سازی کے کارخانہ قائم کرے۔

چنانچہ تونس میں ایک عظیم الشان جہازسازی کا کارخانہ قائم کیا، اِس کارخانے کے جہازوں نے بحرِ رُوم کی بندرگاہوں کو بھر دیا۔ تونس اپنے زمانہ میں عظیم الشان جہاز رانی اور جہاز سازی کا مرکز تھا۔

اِسی مرکز سے سسلی پر خاندانِ غلبیہ کے

دور میں صقلیہ پر زیادۃ اللہ بن ابراہیم اغلب نے بحری حملہ کیا۔ وہ فتح ہوا اور قوصرہ پر بھی قبضہ کیا۔

اغلبیوں کے بعد افریقیہ اور اندلس کے جنگی بیڑے عبیدیوں اور امویوں کے زمانے میں مقابل کے ساحلوں پر حملے کرتے رہتے۔ عبدالرحمٰن الناصر کے زمانے میں اندلس کے بیڑے میں تقریباً دو سو جہاز تھے اور اتنی ہی تعداد افریقیہ کے جہازوں کی تھی۔

اندلس کے امیر البحر کا نام ابن رماحس تھا۔ اور اِن جہازوں کا مرکزی بندرگاہ بجایہ اور مرّیہ تھا۔ ہر بندرگاہ کے تمام جہازوں کا ایک افسرِ اعلیٰ ہوتا تھا جس کی نگرانی میں تمام

جہاز، ملّاح اور سمندری سپاہی کام کرتے تھے
ہر جہاز کے کپتان کو "رئیس" کہتے تھے یہ
رئیس جہاز کا پورا نگراں ہوتا تھا۔
لڑائی کے موقع پر تمام جہازوں کو بندرگاہ
میں جمع کر کے اُن کو جنگی سامان سے آراستہ کر کے
کسی ایک امیر کی ماتحتی میں روانہ کیا جاتا تھا۔
مسلمان اپنے ترقّی کے زمانے میں بحرِ رُوم
کے جنگی ناکوں پر پوری طرح قابض تھے۔ اُن کے
مقابلہ میں عیسائی بیڑوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ چنانچہ
مسلمانوں نے ہر جگہ بحری فتوحات حاصل کیں۔
بحرِ رُوم کے تمام ساحلوں پر قابض ہو گئے۔
خصوصیت سے میورقہ، منورقہ، یابسہ، سردانیہ،
صقلیہ، قوصرہ، مالٹا، کریٹ اور سائپرس وغیرہ

ابوالقاسم اور اُس کے بیٹے بحرِ روم کی مشہور بندرگاہ "مہدیہ" سے اپنے بیڑے لے کر نکلتے تھے اور یورپ کے ساحلوں پر حملہ کر کے ساحلی ملکوں پر قبضہ کر لیتے تھے۔

مجاہد عامری جو دانیہ کا والی تھا۔ اُس نے ۴۰۵ھ ہجری میں اپنے بیڑوں سے سردانیہ کو فتح کیا۔ مسلمان اُس زمانہ میں تمام بحرِ روم کے جزیروں اور ساحلوں پر قابض تھے۔

بنی حسین خاندان کے زمانہ میں مسلمانوں کے جنگی جہاز عیسائیوں کے جنگی جہازوں پر اس طرح ٹوٹ پڑتے تھے جیسے باز اپنے شکار پر گرتا ہے۔ پورا سمندر مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ صلح و جنگ کے لئے راستوں میں مسلمانوں

کے جنگی جہازوں کی آمد و رفت لگی رہتی تھی۔ اور عیسائیوں کا ایک تختہ بھی بحرِ رُوم میں نہ تھا۔

عبیدیوں کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی بحری قوّت کمزور ہو گئی تو عیسائیوں کے جنگی جہاز صلیبیوں کو لے کر شام اور مصر کے ساحلوں پر قابض ہونے لگے۔

لیکن سُلطان صلاح الدین نے جب عبیدیوں کا خاتمہ کیا اور عیسائیوں کو شام اور مصر کے ساحلوں سے مار بھگایا تو صلاح الدین نے جہازوں کی طرف بھی توجّہ کی۔

اُنھوں نے عکّا میں ایک بڑا کارخانہ بنایا جس میں جہاز سازی کا کام ہوتا تھا۔ شام کے

ساحل کے علاوہ ایک دُوسرا جہاز سازی اور جہاز رانی کا مرکز اسکندریہ میں تھا۔

چنانچہ جب سلطان صلاح الدین بیت المقدّس کی جنگ میں مصرُوف تھے تو اُنھوں نے مصر کے والی کو لکھا کہ "جہازوں میں سامانِ رسد بھر کر بھیجو۔ اِن جہازوں پر بہادر سپاہی ہوں"

جب یہ جہاز شام کے ساحلوں پر نظر آئے تو صلیبی جہازوں نے اُنھیں گھیرنا چاہا۔ لیکن اسلامی جہازوں نے پہلے بہادری سے اپنے آپ کو بچایا اور پھر خیریت سے شام کے ساحلوں پر پہنچ گئے۔ عبیدین کے زوال کے بعد اسلامی جنگی بیڑے کی حالت اور بھی خراب ہوگئی تھی۔ البتّہ افریقہ کے چند بندرگاہوں میں کچھ

جنگی جہاز تھے۔

مراکش میں جنگی جہازوں کی حالت اچھی تھی۔ اُن کوئی صدمہ نہیں پہنچا تھا۔ لمتونہ کے زمانہ حکومت تک عربی بیڑے کی طاقت برقرار رہی پھر موحدین آئے اُنھوں نے بھی اس طاقت کو برقرار رکھا۔ موحدین کے عروج کے زمانہ میں اندلس اور افریقہ کے ساحلوں پر مسلمانوں کے جنگی بیڑے قابض تھے۔

موحدین کے جنگی بیڑوں کا سب سے بڑا حاکم احمد صقلی تھا۔ یہ سسلی کا رہنے والا تھا۔

مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں، بحرِ روم جو جنگی قوموں کے بیڑوں کا مرکز تھا۔ اُس پر مسلمانوں کا اقتدار قائم ہو گیا تھا۔ کسی قوم

کے جنگی جہاز کو بغیر مسلمانوں کی اجازت کے بحرِ روم میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔

اسلامی جنگی جہازوں کی حالت اس بھوکے شیر کی سی تھی جو اپنے شکار کی تلاش میں ہو اور شکار ملنے پر اس کو دبوچ لے۔ چنانچہ جب کبھی دشمن کا کوئی جہاز اُن کو ملتا، اُسے جا دبوچ لیتے۔ اس طرح تمام سمندروں پر مسلمانوں کا اقتدار قائم ہوگیا تھا۔

لیکن جب بھاپ کا دور شروع ہوا تو اُس کے ساتھ بدقسمتی سے مسلمانوں کے زوال کا بھی دور شروع ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان آرام طلب بن گئے۔ اُنھوں نے خشکی کی حکومتوں پر قناعت کرلی۔ سمندروں

کی طوفان خیز زندگی سے ڈرنے لگے۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی بحری قوّت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔

ہمیں ضرورت ہے کہ پھر سے بحری قوّت حاصل کریں۔ ہمارے نوجوان، نوخیز اور نونہال سمندر کے طوفانوں سے لڑنا سیکھیں۔ سمندروں کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ جہازرانی اور جہاز سازی کے ماہر بنیں، جب جاکر ہم بحری طاقت حاصل کرسکیں گے۔ یہ بالکل مانی ہوئی بات ہے کہ جن قوموں کے پاس بحری طاقت نہیں ہے وہ دُنیا میں ہمیشہ کمزور رہیں گی۔

قرآن پاک نے سمندروں، کشتیوں اور

اُن کے سفر کو برکت اور نعمت بتایا ہے۔ یہ تو تم اِس کتاب کے پہلے سبق میں پڑھ چکے ہو۔ یہاں اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے

جن قوموں کے پاس جنگی بیڑے مضبوط ہیں وہ دُنیا میں حکومت کرنے کے قابل ہیں اُن کو دُنیا کی تمام برکتیں حاصل ہیں۔ جن کی بحری قوت کمزور ہے وہ دنیا میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔

---

(۸)
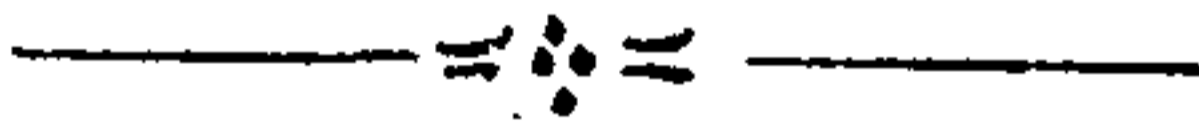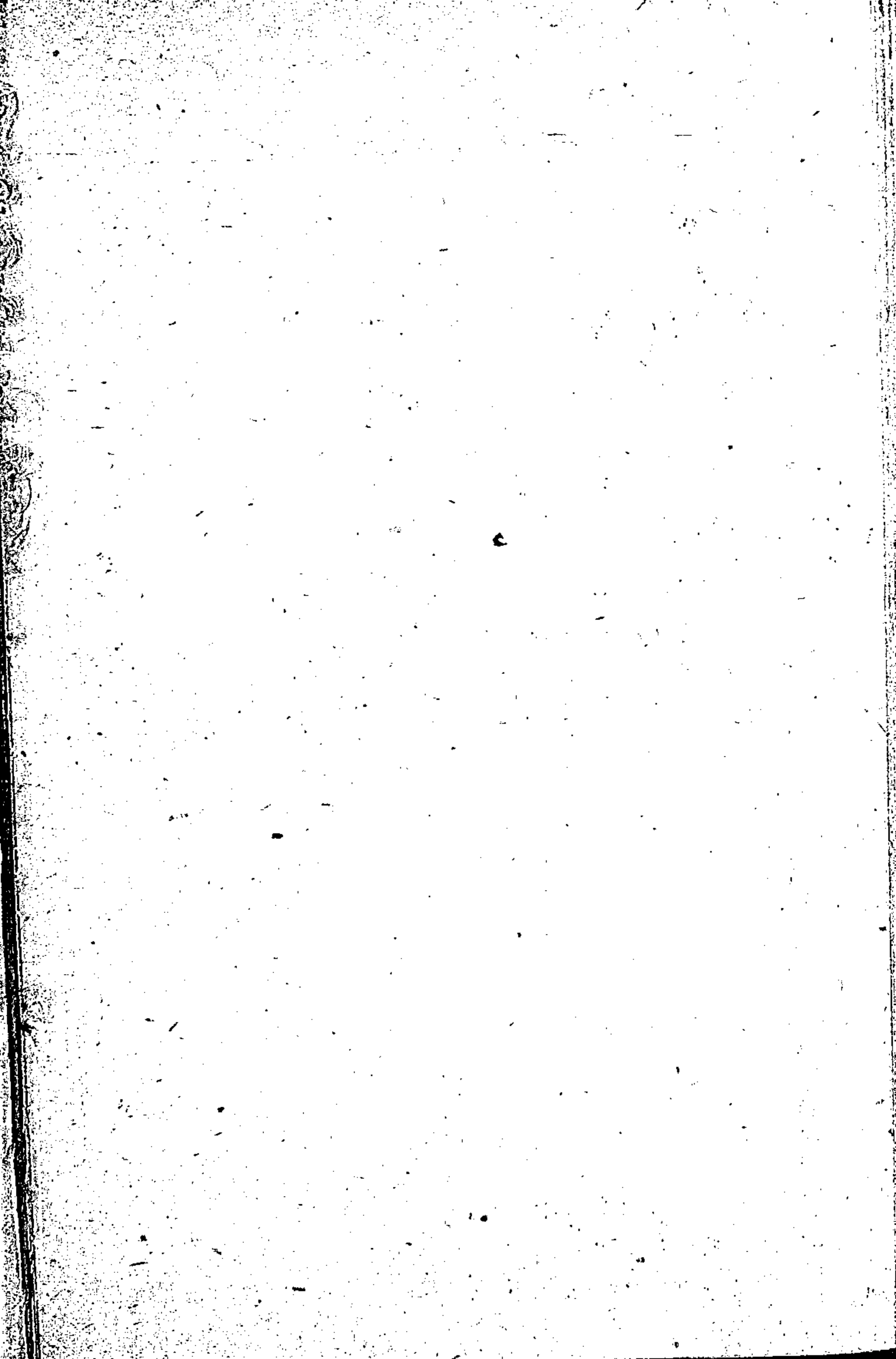
امیر معاویہ بانیٔ اسلامی بیڑا

"اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے امیر معاویہؓ نے بحری حملوں کا آغاز کیا اور بحری بیڑے کو اتنی ترقی دی کہ اسلامی بیڑا اُس زمانے کے بہترین بیڑوں میں شمار ہونے لگا۔ اور اسلام کی بحری فوج بڑی طاقت ور اور مستعد تھی"

(ایک مؤرخ)

۸۔ امیر معاویہ بانیٔ اسلامی بیڑا

معاویہ نام ابو عبدالرحمٰن کنیت ابوسفیان کے بیٹے تھے۔ ان کا خاندان قریش میں ممتاز تھا۔ قریش کا قومی جھنڈا ابوسفیان ہی کے پاس تھا۔

ابوسفیان اور اس کی بیوی ہندہ فتح مکہ تک اسلام کے شدید ترین دشمن تھے رسولِ خداؐ اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں یہ دونوں آگے آگے تھے۔ اسلام کی بیخ کنی میں ہر طرح کی کوششیں کرتے رہے۔

فتح مکہ کے دن ابوسفیانؓ، ہندہ اور معاویہؓ مسلمان ہوئے۔ ابوسفیان کی اسلام سے سخت دشمنی معاویہ کو اسلام اور مسلمانوں سے کوئی

خاص دشمنی نہ تھی۔ اِس لئے کہ قریش مکّہ میں
جتنے بڑے بڑے معرکے ہوئے ہیں، جیسے بدر
اور اُحد وغیرہ، معاویہؓ مسلمانوں کے خلاف
اُن میں سے کسی میں شریک نہ ہوئے۔
کچھ تاریخ لکھنے والوں کا خیال ہے کہ
معاویہؓ صلح حُدیبیہ کے بعد درپردہ مسلمان تھے
اور اپنا اِسلام کسی طرح ظاہر نہ ہونے دیتے
تھے۔ اور فتح مکّہ کے بعد یہ ظاہری طور پر مسلمان
ہو گئے۔
کہتے ہیں کہ اُن کے مسلمان ہونے کی خوشی
میں رسُولِ خداؐ نے اُنھیں مبارک باد دی۔
مسلمان ہونے کے بعد وہ حُنین اور طائف
کی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور بڑی بہادری

سے لڑے۔ اِن معرکوں کے بعد رسُول خداؐ نے انھیں "وحی" لکھنے کی بڑی اہم خدمت سُپرد کی۔

امیر مُعاویہؓ کو اپنی بہادری کے کارنامے دکھانے کے موقعے حضرت ابُوبکرؓ کے زمانے میں میسّر آئے۔ شام کی فتوحات کے سلسلہ میں اپنے بھائی یزید بنِ سفیان کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے۔ یزید بنِ سفیان شام میں فوجوں کے بڑے افسر تھے۔

شام میں معاویہ نے بڑے بڑے کارنامے دکھائے۔ رُومی فوجوں کے ساتھ لڑنے میں انھیں بڑا لطف آتا تھا۔ شام میں رُومیوں کے

ساتھ قریب قریب سب معرکوں میں ممتاز حیثیت
سے شریک رہے۔

شام کی فتح کے بعد معاویہؓ کا بھائی یزید
بن ابی سفیان شام کے والی مقرّر ہوئے
تھے۔ اُن کے بے وقت انتقال سے حضرت
عمرؓ کو بہت رنج ہوا۔ کیوں کہ یزید بن
ابی سفیان فوجی تنظیم اور ملکی انتظام میں بڑی
زبردست مہارت رکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے مُعاویہؓ کو شام کا والی مقرّر
کیا۔ حضرت عمرؓ کی نظرِ انتخاب اِن پر اس لئے
پڑی کہ مُعاویہؓ بہترین دل و دماغ کے انسان
تھے۔ اِن کو ان کی سیاسی تدبیروں اور عالی
حوصلہ ہونے کی وجہ سے حضرت عمرؓ ان کو

"کسرائے عرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔
غرض کہ ۴ سال تک حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں شام کے حکمراں رہے۔ شام میں امن و امان اور ملکی انتظام اور فوجی تنظیم اتنی بہترین رکھی کہ تمام اسلامی والیوں کے لئے بہترین نمونہ تھی۔
چونکہ معاویہؓ کو شروع ہی سے رومیوں سے لڑنے کا واسطہ پڑا تھا۔ رومیوں کی جہاں خشکی کی فوجیں شام میں تھیں وہاں اُن کی بحری فوجیں بھی تھیں۔ شام کے تمام ساحل ان رومی فوجوں اور جنگی بیڑوں سے پٹے پڑے تھے۔
خشکی میں تو امیر معاویہؓ اُن کا اچھی طرح

مقابلہ کر سکتے تھے۔ اور ان مقابلوں میں کامیاب رہتے تھے۔ لیکن بحری بیڑے کا اُن کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ بحری بیڑے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان شام کے ساحلی علاقوں کی حفاظت نہ کر سکتے تھے۔ رومی بحری بیڑے بار بار ساحلی علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے۔

امیر معاویہ کے سامنے یہ تمام واقعات تھے۔ اُن کا دل بحری بیڑے کے قیام کے لیے بے چین تھا۔ چونکہ اُن کا زیادہ تر تعلق رومیوں سے تھا۔ وہ رومیوں کو مکمل ترین شکست اُس وقت دے سکتے تھے جب کہ اُن کے پاس ایک مضبوط جنگی بحری بیڑا ہو۔

چنانچہ امیر معاویہؓ نے ان حالات کے ماتحت حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک درخواست اِس سلسلہ میں پیش کی، کہ مسلمانوں کو بحری بیڑا قائم کرنا چاہیئے۔ اوْر اُس کے ذریعہ رُومیوں کو پوْری پوْری شکست دینی چاہیئے۔

جب یہ درخواست حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچی تو اُنھوں نے بحری بیڑے کے قیام سے امیر معاویہؓ کو روک دیا۔ اِس لئے کہ حضرت عمرؓ مسلمانوں کے لئے جنگی بحری بیڑے کا قیام ابھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔ اُن کے لئے بحری بیڑے کے قیام سے ابھی زیادہ ضروری کچھ اوْر باتیں تھیں۔

امیر معاویہؓ نے بار بار اِس سلسلہ میں

درخواستیں بھیجیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے اوُر والیوں سے مشورہ پوچھا، اُنھوں نے دریائی سفر اوُر بحری بیڑے کے قیام کو ابھی تک ضروری نہیں سمجھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے امیر معاویہؓ کی درخواست کو منظور نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے تو اُن کے زمانۂ خلافت میں امیر معاویہؓ نے بحری بیڑے کے قیام کے لیے پھر کوشش کی۔ حضرت عثمانؓ نے اُن کو اِس شرط پر اجازت دیدی کہ بحری فوجوں میں بھرتی اختیاری ہوگی۔ یعنی جو چاہے بحری فوج میں شامل ہو۔ جو نہ چاہے وہ نہ شامل ہو۔

اس اجازت کے بعد امیر معاویہؓ نے نہایت تیزی کے ساتھ بحری بیڑے کی تیاری شروع کی۔ ۲۸ سنہ ہجری میں امیر معاویہؓ نے سمندر کے راستے سے قبرص کے جزیرہ پر حملہ کیا۔ قبرص کے بسنے والوں نے صلح کرلی۔ اس صلح کی شرطیں یہ تھیں۔

۱۔ سات ہزار سالانہ خراج مسلمانوں کو دیں گے۔ اور اتنا ہی رومیوں کو۔ مسلمانوں کو اس میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

۲۔ جزیرۂ قبرص پر اگر کوئی دشمن حملہ کرے گا تو مسلمان مدافعت کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

۳۔ اگر مسلمان رومیوں پر حملہ کرنا چاہیں

تو جزیرہ قبرس والے اُن کو اپنے جزیرہ سے گذرنے دیں گے۔

اِس معاہدہ کے چار سال بعد ۳۲ سنہ ہجری میں قبرس کے جزیرہ کے بسنے والوں نے خلافِ معاہدہ مسلمانوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی اور اُن کو جنگی جہاز دیئے۔

امیر معاویہؓ نے ۳۳ سنہ ہجری میں پانچ سو بحری جہازوں کا بیڑا لے کر بحر روم میں اُترے اور قبرس پر زور کا حملہ کیا۔ پہلے ہی حملہ میں قبرس پر قبضہ کرلیا۔ امیر معاویہ نے قبرس میں ۱۱ ہزار مسلمانوں کو بسا دیا۔

تیونس، الجزائر اور مراکش افریقہ کے

یہ تمام ساحلی علاقے قیصر روم کی حکومت میں شامل تھے۔ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں یہاں کثرت سے رومی فوجیں قتل ہوئیں۔ اِس وجہ سے قیصرِ روم جوشِ انتقام سے بھرا ہوا تھا۔

چنانچہ قیصر نے مسلمانوں سے انتقام لینے اور ملکوں کو واپس لینے کے لئے بڑی تیاریاں کیں۔ اِس سے پہلے قیصر نے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے اِتنی زبردست تیاری کبھی نہیں کی تھی۔ رومی جنگی جہازوں کی تعداد (۶۰۰) چھ سو تھی۔

امیر معاویہؓ اپنے جنگی بیڑے کے ساتھ

مقابلے کے لئے بڑھے تو اُس وقت سخت طوفان سمندر میں اُٹھا۔ اس لئے دونوں فریقوں نے ایک رات کے لئے عارضی صلح کر لی۔ دونوں نے اپنے اپنے طرز پر خدا کی عبادت کی۔

دوسرے دن صبح کو رومی لڑنے کے لئے بالکل تیّار ہوگئے۔ دونوں جنگی بیڑے آپس میں لڑنے کے لئے نکل چکے تھے۔ رومیوں نے فوراً حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی نہایت تیزی سے جواب دیا۔

آخر دونوں طرف سے تلواریں چلنے لگیں۔ اس قدر گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ سمندر کا پانی خون کی کثرت سے لال ہوگیا۔

لڑائی کی جگہ سے لے کر ساحل تک خون کی موجیں اُٹھتی تھیں۔ دونوں طرف کے بہادُر کٹ کٹ کر سمندر میں گرتے تھے۔ اور پانی اُنھیں اُچھال اُچھال کر دُور پھینکتا تھا۔ یہ سخت مقابلہ دیر تک رہا۔ امیر مُعاویہؓ اپنے مُستقل ارادہ اور عزم کے ساتھ فوجوں کو لڑاتے رہے، آخر رومیوں کے پاوں اُکھڑ گئے۔ رومیوں کے امیرالبحر نے لنگر اُٹھا دیا اور یہ لوگ بھاگ نکلے

رومیوں کو بحری جنگ میں سخت شکست دینے کے بعد امیر معاویہؓ نے بحرِ روم کو کھنگال ڈالا۔ رومیوں کے تعاقب میں قسطنطنیہ

کی خلیج کے آخری گوشہ تک پہنچے۔ غرضکہ رومیوں کے مقابلے امیر معاویہؓ سے بڑی تیاری کے بعد ہوئے۔ امیر معاویہؓ نے رومیوں کو جس طرح خشکی میں شکست دی اسی طرح انھیں سمندر میں بھی شکست دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کو کچھ ایسے گھریلو جھگڑے پیش آئے۔ جس کی وجہ سے اُن کی توجہ ایک عرصہ تک اسلامی فتوحات سے ہٹ گئی، لیکن سنہ ۴۴ ہجری میں گھریلو جھگڑوں کے کم ہونے کے بعد امیر معاویہؓ رومیوں سے بحری مقابلہ کرنے کے لئے اپنے مختلف امیر البحر بھیجتے رہے جنھوں

نے رومیوں سے کامیاب مقابلے کئے۔

چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے صاحبزادہ عبدالرحمنؓ نے رومیوں سے کئی بار کامیاب مقابلے کئے۔ بسر بن ابی ارطاۃ بحر روم میں اسلامی بیڑے دوڑاتے پھرتے رہے۔

۴۹ سنہ ہجری میں مالک بن ہبیرہ رومیوں سے مقابلے کرتے رہے۔ فضالہ نے خرہ فتح کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی طرح یزید بن شجرہ رہاوی نے کئی دفعہ بحری حملے کر کے رومیوں کی سمندری طاقت کو تہ و بالا کر دیا۔ ۴۸ سنہ ہجری میں عقبہ بن عامر مصری فوج کے ساتھ بحری

جنگوں میں مصروف رہا۔

یہ تمام جنگی مہمیں مشق کے طور پر تھیں۔ امیر معاویہؓ کو اِن مشقوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ یہ چاہتے تھے کہ مسلمان نوجوان سمندری لڑائیوں میں خوب مہارت حاصل کریں۔ چنانچہ امیر معاویہؓ کے زمانۂ حکومت میں مسلمان امیر البحر بڑی کثرت سے پیدا ہوئے جنھوں نے رومیوں کی طاقت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

امیر معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ اِس حملہ کے لئے اُنھوں نے خشکی اور تری کی فوجوں کو تیار کیا۔ قسطنطنیہ

کی بڑی اہمیت تھی۔ اِس لئے کہ اُس زمانہ میں یہ تمام مشرقی یورپ کا مرکز تھا۔

امیر معاویہؓ یہ چاہتے تھے کہ قسطنطنیہ پر حملہ کر کے عیسائی طاقتوں اور خصوصاً رومیوں کو بھگایا جائے۔ امیر معاویہؓ کو بحری بیڑے کا بھی بڑا شوق تھا۔

اُنھیں کے شوق کی وجہ سے بحرِ رُوم اِسلامی بیڑوں کا بازی گاہ بن گیا۔ امیر معاویہؓ چاہتے تھے کہ بحرِ روم کے تمام جزیروں پر قبضہ کر کے بحرِ روم کے اُس حصّہ کے ساحلی علاقوں کو رومیوں کے بحری حملوں سے ہمیشہ محفوظ رکھیں، جو

شام، اناطولیہ، اور مصر سے گھرے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ۴۹ سنہ ہجری میں امیر معاویہ رضؓ نے ایک بڑا لشکر سفیان بن عوف کی سرداری میں روانہ کیا۔ یہ جنگی بیڑا بحرِ رُوم کی لہروں سے کھیلتا ہوا باسفورس میں داخل ہوا۔ قسطنطنیہ رُومیوں کا بڑا زبردست مرکز تھا۔ رُومیوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ یہ مقابلہ اُنھوں نے پوری شدّت سے کیا۔ اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ یعنی قسطنطنیہ فتح نہ ہو سکا۔

غرض امیر معاویہ رضؓ کے زمانہ میں مسلمانوں

کو سال میں کئی کئی دفعہ رومیوں سے مقابلے کرنے پڑتے تھے اِن مقابلوں میں مسلمانوں نے کتنے ہی جزیروں پر قبضہ کرلیا۔

۵۳ سنہ ہجری میں امیر مُعاویہؓ نے جزیرۂ روڈس پر جو اناطولیہ کے قریب ہے قبضہ کرلیا۔ یہ جزیرہ فوجی نقطۂ نظر سے بہت بڑی اہمیّت رکھتا ہے۔ امیر مُعاویہؓ نے اُسے فتح کرکے یہاں مسلمانوں کی آبادی بسادی۔

اِسی طرح ۵۴ سنہ ہجری میں جزیرۂ ارواڈ کو جو قسطنطنیہ کے قریب ہے۔ اُسے فتح کرکے یہاں بھی مسلمانوں کی آبادی بسادی۔ اُسی

زمانہ میں جزیرۂ صقلیہ پر بھی مسلمانوں نے حملہ کیا لیکن فتح نہ ہو سکا۔

سنہ ۶۰ ہجری میں امیر مُعاویہؓ نے انتقال کیا۔ اُن کا پُورا زمانۂ حکومت ۱۹ سال تین مہینے ہے۔ ہمیں اُنؓ کے اس عزم، ثابت قدمی اور مُستقل مزاجی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جو اُنھوں نے بحری بیڑے کے قیام میں دِکھائی اُن کی بحری فوجوں نے رُومیوں کی تجربہ کار سمندری فوجوں کو زبردست شکستیں دیں۔

اُن کے زمانۂ حکومت میں بحری بیڑے نے خاص ترقّی کی۔ تھوڑے دنوں میں اِتنی ترقّی کی کہ اسلامی بیڑا اُس زمانہ کے مشہور

روُمی بیڑے سے بھی بڑھ گیا۔

امیر مُعاویہؓ نہ صرف جنگی بیڑے کے اسلامی تاریخ میں بانی ہیں بلکہ جہاز سازی کی ابتدا بھی اُنھیں سے ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اپنے زمانۂ حکوُمت میں جہاز سازی کے کئی کارخانے قائم کئے۔ اُنھوں نے شام، فلسطین اور مصر کے ساحلوں پر کارخانے قائم کئے۔

امیر مُعاویہؓ نے بحری محکمہ کو الگ قائم کیا اور اُسے خوُب ترقّی دی۔ جنگی بیڑے، بحری فوج، بحری سامانِ جنگ اور اُس کا پوُرا اِنتظام اِسی محکمہ کے ماتحت تھا۔

(۹)

بنی اُمیّہ کے زمانے میں اسلامی بحری بیڑا

"بنی اُمیہ کے زمانہ میں تمام بندرگاہیں بحری بیڑوں سے بھری رہتیں تھیں۔ یہ اس لئے کہ اُن کو رومی بحری بیڑوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔"

(ایک مورّخ)

۹۔ بنی اُمیّہ کے زمانے میں اسلامی بحری بیڑا

خلافتِ بنی اُمیّہ اِس لحاظ سے مُمتاز رہی ہے کہ اُس کا پُورا زمانہ اسلامی فتوحات اور اِسلامی شان و شوکت کا رہا ہے۔ اگرچہ بنی اُمیّہ کے زمانہ میں اندرُونی شورشیں اور بغاوتیں برابر ہوتی رہیں۔ لیکن یہ حکُومت فوجی نقطۂ نظر سے بڑی مضبُوط تھی۔

بنی اُمیّہ کی فتوُحات کا سلسلہ ایک طرف خُشکی پر تھا تو دُوسری طرف سمُندروں میں بنی اُمیّہ کا بحری بیڑا بڑا مضبُوط تھا۔ امیر معاویہؓ جو مسلمانوں میں بحری بیڑے کے بانی تھے۔

اُنھوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں اُس کو بڑا مضبوط کردیا تھا۔ اس کی تفصیل تو پیچھے پڑھ چکے ہو۔ یہاں ہم صرف یہ بتائیں گے کہ امیر مُعاویہؓ کے بعد اُن کے جانشینوں نے اِس سلسلہ میں کیا کچھ کیا؟

امیر مُعاویہؓ نے اپنے پیچھے سترہ سو (۱۷۰۰) مُسلّح کشتیاں چھوڑیں۔ اُن کے بعد بحری بیڑے میں کافی ترقّی ہوتی رہی۔ اور بحری فوجوں کی فتوحات میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔

یزید کے زمانہ میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ افریقہ کی آخری حدود تک جاکر پہنچا تھا۔ اِس لئے بحرِ رُوم میں

مسلمانوں کے لئے بحری بیڑے کو رکھنا لازمی
تھا۔ اور اُسے نہایت طاقت ور حالت
میں رکھنا ضروری تھا۔ مصر سے لے کر مراکش
تک تمام بندرگاہوں میں جہاز سازی اور
جہازرانی کے بہترین انتظامات تھے۔
یزید کے زمانہ میں شمالی افریقہ کی تمام
بندرگاہیں بحری بیڑوں سے بھری پڑی تھیں
اس کی وجہ تو تحقیق معلوم ہے وہ یہ کہ
رومی بحری بیڑے کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔
چنانچہ اسلامی بحری بیڑے نے کئی
دفعہ رومی بحری بیڑے کو زبردست شکست
دی۔ اسلامی بحری بیڑے کی سرداری

جن لوگوں کے ذمّہ تھی اُن میں سے خصوصیت سے یہ نام زیادہ مشہور ہیں۔ عبداللہ بن قیس حارثی اور جنادہ بن ابی اُمیّہ۔ انھوں نے اپنی بہادری اور دلیری سے رومیوں کے بحری بیڑے کو زبردست شکستیں دیں۔

انھیں جانباز بہادروں نے جزائر قبرس، روڈس اور کریٹ فتح کئے اور اُن کی حفاظت کے لئے ان جزیروں میں بحری بیڑے رکھے۔

اس کے علاوہ یزید کے زمانۂ حکومت میں متعدّد بار قسطنطنیہ پر برّی حملہ کے ساتھ ساتھ بحری حملہ بھی کیا گیا۔ افریقہ کی بندرگاہوں میں افریقہ کے ساحلوں کی حفاظت کے لئے ایک بحری بیڑا متعیّن تھا۔ تمام بحری محاذ کی

سرداری عربوں کے ہاتھ میں تھی۔

ولید بن عبدالملک کے زمانۂ حکومت میں ۸۹ھ ہجری میں بحری بیڑے کی نئے سرے سے تنظیم ہوئی۔ یہ سمندری بیڑے کی تنظیم دو باتوں کے لئے ہوئی۔ (۱) بحرِ روم کے افریقی ساحل اسلامی مقبوضات کی حفاظت کے لئے بحری بیڑے کی ضرورت تھی۔ بحری بیڑے کو مضبوط بنائے بغیر حفاظت نہ ہوسکتی تھی۔

(۲) بحرِ روم کے جزیروں میں سے میورقہ اور منورقہ کو فتح کیا جائے۔ تاکہ رومیوں کی بحری طاقت کا مقابلہ کیا جا سکے۔ رومی بحری بیڑے جو آئے دن شمالی افریقہ کے ساحلوں

پر حملے کرتے رہتے تھے اُن کی روک تھام کی جا سکے۔

بحرِ روم میں ایک مشہور جزیرہ سارڈینیا نامی ہے۔ یہ جزیرہ اپنی سرسبزی اور شادابی کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتا ہے۔ رقبہ میں بھی کافی بڑا ہے۔ اسلامی بحری بیڑے نے اُس پر حملہ کیا۔ وہاں کے بسنے والوں نے اسلامی فوجوں کا مقابلہ بالکل نہیں کیا مسلمانوں کو بغیر لڑے بھڑے سارڈینیا کا جزیرہ مل گیا۔

اُسی زمانے میں اسلامی بحری بیڑے نے اور بھی کئی جزیرہ بحرِ روم میں فتح کر ڈالے۔ رومیوں کی بحری طاقت مسلمانوں

کے بحری بیڑے کے آگے ماندہ پڑگئی تھی۔ ولید کے زمانہ میں افریقہ کے ساحل پر جہاز سازی کے نئے نئے کارخانے کھولے گئے۔ اسی طرح شام اور مصر کے پُرانے جہاز سازی کے کارخانوں کی نئی تنظیم کی گئی۔

ہشام بن عبد الملک کے زمانۂ حکومت میں بڑی فتوحات کے ساتھ ساتھ بحری مہمات کا سلسلہ پھر سے شروع ہوا۔ ادھر کچھ دنوں سے بحرِ روم میں سمندری مہمات رُکی ہوئی تھیں۔ ہشام کے مشہور امیر البحر ابنِ حجاب نے جہاز سازی کے پُرانے کارخانوں کی تنظیم کی اور نئے کارخانے

قائم کیے۔

سنہ ۱۱۷ ہجری میں حبیب بن ابی عبیدہ کی سرکردگی میں جزیرۂ سردانیہ کی بحری مہم شروع ہوئی جو کامیاب ہوئی۔ اسلامی بحری بیڑے نے پورے جزیرہ پر قبضہ کرکے وہاں بحری چھاونی قائم کی۔

رومیوں نے صقلیہ پر اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ لیکن ہشام کے زمانہ میں سنہ ۱۲۲ ہجری میں حبیب نے جزیرۂ صقلیہ پر حملہ کیا اس کے مشہور شہر اور بندرگاہ سرقوسہ پر قبضہ کرلیا۔ جزیرہ کے اندر خشکی پر حبیب کے نامور اولو العزم فرزند عبدالرحمٰن نے رومیوں کو زبردست شکستیں دیں۔

حبیب کا ارادہ تھا کہ وہ پورے جزیرہ کو فتح کرنے کے بعد واپس ہوگا لیکن انہیں دنوں شمالی افریقہ میں بربریوں نے سخت بغاوت برپا کردی۔ یہاں فوجی قوت کم تھی اس لئے ابنِ حجاب نے حبیب کو واپس بلالیا

غرض کہ ہشام کا زمانۂ حکومت اسلامی شان و شوکت کا عہد تھا۔ اِس عہد میں ہر قسم کی ترقیاں ہوئیں خصوصیت سے فوجی نظام بڑا منظّم تھا۔ اِس عہد کے فوجی سپہ سالار اور امیر البحر بڑے مستعد تھے۔ بحری بیڑے کی مہمیں بڑی کامیاب ہوتی رہیں۔

انتظامی شعبوں کی ترقّی کے ساتھ فوجی

شعبوں میں خصوصیت ترقّی ہوئی۔ سرحدوں
پر جہاں جہاں ضرورت تھی مضبوط قلعے بنوائے
انطاکیہ جو اسلامی اور رومی حکومت کی
سرحد پر تھا وہاں تین بڑے مضبوط قلعے
بنوائے جن کے نام یہ تھے۔ قلعۂ قطر غاش،
قلعہ بورہ اور قلعہ بوفا ان کے علاوہ تمام
سرحدی علاقوں کو مضبوط کر کے وہاں
ہر قسم کا جنگی سامان بڑی تعداد میں جمع کیا۔
بحری بیڑے کے محکمہ کی نئے سرے
سے تنظیم کی۔ اور اُس کی ترقّی کے لئے
نئی نئی تجویزیں سوچیں اُن پر عمل کیا شمالی
افریقہ کی بندرگاہوں کی مرمّت کرائی۔
اور مناسب مقامات پر بحری بیڑے کے لئے

جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ اور
بحرِ رُوم میں کامیاب بحری حملے کئے رُومیوں
کی بحری طاقت کو پاش پاش کر دیا۔

بنی اُمیّہ نے اِسلامی عظمت و شان
کا پُھریرا خشکی اور تری میں بلند رکھا۔
خُشکی کی بلندیوں پر اسلامی جھنڈا شان و
شوکت کے ساتھ لہراتا رہا۔ اسلامی فوجیں
اسلامی مُلکوں کی حفاظت میں مُستعد رہیں۔

تری میں اسلامی بیڑے کی جولانیاں
بحرِ رُوم کی پشت پر ہمیشہ جاری رہیں۔
رُومیوں کے بحری بیڑے اسلامی بیڑے
سے اِس طرح چھُپتے پھرتے تھے جس طرح
چھوٹی چھوٹی چڑیاں شاہین اور باز کے

چھپنے سے۔

کاش کے موجودہ زمانہ کی اسلامی حکومتیں اپنی اس بنیادی کمزوری کو پہچانیں اور جہاز سازی اور جہاز رانی میں پیش قدمی کریں تو مسلمانوں کو پھر وہ عہدِ زرّیں حاصل ہو سکتا ہے۔ صرف ارادہ کی ضرورت ہے۔

(۱۰)

بنی عباس کے عہد میں اسلامی بحری بیڑا

"عبّاسیوں نے اپنے عروج و اقبال کے زمانہ میں ہر طرح اسلامی بحری بیڑے کی شان برقرار رکھنے کے لئے کوششیں کیں اور ہمیشہ رومیوں سے سطح سمندر پر معرکہ آرائیاں کیں"

(ایک مورّخ)

۱۰۔ بنی عبّاس کے عہد میں اسلامی بحری بیڑا

عبّاسیوں کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ قدرے سُست پڑ گیا تھا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت کا پھیلاؤ بڑھ گیا تھا۔ اسلامی ملکوں کی حفاظت اور انتظام نہایت ضروری تھا۔ اس لئے اُن کی پوری توجّہ ملکی حفاظت اور اِنتظام کی طرف تھی۔

لیکن پھر بھی اُنھوں نے وقتاً فوقتاً برّی اور بحری مُہمّیں بھیجیں تھیں۔ جن میں وہ کامیاب ہوئے۔ اب یہاں اُن کے بحری حملوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عبّاسیوں کے زمانہ کا سب سے بڑا واقعہ صقلیہ کی فتح ہے۔

مامُون کے زمانے میں اِسلامی بحری بیڑے نے صقلیہ پر حملہ کیا۔ صقلیہ پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں تھا، لیکن پھر رُومیوں نے حملہ کرکے اُس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اُس زمانے میں صقلیہ کا حاکم قسطُنطین تھا۔

صقلیہ کا امیر البحر فیمی نامی تھا۔ فیمی نے اِسلامی بحری بیڑے پر کئی دفعہ حملے کئے۔ ایک دفعہ رُوم کا بادشاہ، امیر البحر فیمی سے خفا ہوگیا اور والیِ صقلیہ کو حُکم دیا کہ فیمی کو گرفتار کرکے اُسے موت کی سزا دی جائے۔

امیر البحر فیمی کے دوست اور حامی یہ سُن کر بہت خفا ہوئے اُنھوں نے اُسے صقلیہ کے والی کی مخالفت پر آمادہ کیا چنانچہ وہ افریقہ سے صقلیہ پہنچا اور صقلیہ کے دار الخلافہ سرقوسہ پر قبضہ کر لیا۔

صقلیہ کے والی نے اُسے ہٹانے کی کوشش کی مگر خود شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ اور مارا گیا۔ اب فیمی صقلیہ کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔

اُسی زمانہ میں امیر زیادۃ اللہ بحری معرکوں میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ اُس کی حکومت افریقہ میں تھی۔ افریقہ سے امیر زیادۃ اللہ نے اسدؒ بنِ فرات کی

سرداری میں ۳۱۲ سنہ ہجری میں صقلیہ پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے قیصر کو شکست دی اور مسلمانوں نے کئی قلعے فتح کئے۔ رومیوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہا۔ لیکن مسلمانوں نے اُن کا مُستعدی سے مقابلہ کیا۔

اسلامی بحری بیڑے نے سرقوسہ کا محاصرہ کر لیا اور تھوڑے دنوں میں سرقوسہ فتح کر لیا۔ سرقوسہ کی فتح کے بعد اُس کے آس پاس کے تمام علاقے فتح کر لئے غرض کہ چند ہی دنوں میں پورے صقلیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور اسلامی بحری بیڑے کا اقتدار بحرِ روم میں بڑھ گیا۔

صقلیہ کی فتح کے بعد اسلامی بحری بیڑے

نے بہت سے چھوٹے چھوٹے جزیروں پر بھی قبضہ کیا۔

۲۲۸ سنہ ہجری میں مسلمانوں کے مشہور خلیفہ واثق باللہ کے زمانہ میں بحرِ روم کے جزیروں میں مسلمانوں نے اپنی فوجیں بڑھائیں اور جہازوں کے کارخانے قائم کیے۔ صقلیہ کی مشہور بندرگاہ مسینی کو اُنھوں نے ترقی دی۔ جہاں سے بحرِ روم کے بحری راستوں کی دیکھ بھال کی جاتی تھی۔

۲۳۹ سنہ ہجری میں تین رومی سردار تین سو کشتیاں لے کر مصر پر حملہ آور ہوئے۔ اُنھوں نے مصر کی بندرگاہ دمیاط میں لنگر ڈالے۔

اتّفاق سے اِسلامی بحری بیڑے کی
تمام فوجیں عید کی خوشیاں منانے مصر
میں اندرُونی حصّوں میں چلی گئیں تھیں۔ دمیاط
کی بندرگاہ بالکل خالی تھی۔ رُومیوں نے
بلا روک ٹوک آزادی کے ساتھ جس قدر
سازوسامان اور ہتھیار ہاتھ لگے اُنھیں لُوٹا
اور شہری مسلمانوں کو مارا اور لوٹا۔

ایک مسلمان فوجی سردار جو قید
میں بند تھا۔ اُس نے اپنی بیڑیاں توڑیں
اور مسلمانوں کو جمع کرکے رُومیوں پر اِس قدر
زور کا حملہ کیا کہ سوائے بھاگنے کے اُن
کے لئے کوئی چارہ ہی نہ رہا۔ اِس واقعہ
کے بعد دمیاط کی بحری چھاونی کو اور زیادہ

مضبوط کیا۔ ساحل پر قلعے تعمیر کئے۔ اور بحری بیڑے میں اور اضافہ کیا۔

یہ تو تمھیں پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ صقلیہ کا جزیرہ اور اُس کی مشہور بندرگاہ سرقوسہ رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان زبردست کشمکش کا سبب بنے ہوئے تھے کبھی مسلمان صقلیہ پر اور اُس کی بندرگاہ پر قبضہ کر لیتے تھے۔ اور کبھی رومی۔

چنانچہ ۲۶۴ سنہ ہجری میں مسلمانوں نے امیر صقلیہ جعفر بن محمّد نے بحری اور بری دونوں طرفوں سے سرقوسہ پر حملہ کیا۔ رومیوں نے اپنی تمام بحری فوجیں مسلمانوں کے مقابلہ پر لگا دیں لیکن کامیاب

نہ ہوئے۔ ایک دفعہ پھر صقلیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کے بیڑے نے رومی بیڑے کو شکست دے کر اُس پر قبضہ کرلیا۔

خلیفہ مُعتضد کے زمانہ میں سنہ ۲۸۷ ہجری میں مسلمانوں نے طرطوس کی مشہور بندرگاہ سے رومیوں پر حملہ کیا اُن کے تیس (۳۰) جہاز پکڑ لئے اور اُن کو جلا دیا۔ اور تین ہزار فوج کو ختم کر دیا۔

رومیوں نے اُس کے جواب میں طرطوس کی بندرگاہ پر حملہ کیا اور اُسے تباہ کرنا چاہتے تھے لیکن طرطوس کے حاکم ابُوثابت نے اُنھیں پسپا کر دیا۔ اِس طرح اُن کے جوابی حملے کو بیکار کر دیا۔

عبّاسیوں نے اپنے عروج و اقبال کے زمانے میں ہر طرح اسلامی بحری بیڑے کی شان برقرار رکھنے کے لئے کوششیں کیں اور ہمیشہ رومیوں سے سطح سمندر پر معرکہ آرائیاں کیں۔ لیکن جب عبّاسیوں کی طاقت گھٹنے لگی تو ترکوں اور مختلف فوجی سرداروں کا اقتدار بڑھنے لگا اور عبّاسیوں کی عظیم الشان سلطنت فوجی سرداروں میں تقسیم ہوگئی۔ چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں تو اسلامی بحری بیڑا بھی ختم ہونے لگا۔ لیکن کچھ نئے خاندانوں نے نئے سرے سے بحری طاقت کو مضبوط بنانے کی کوششیں کیں جن کا ذکر اپنی اپنی جگہ پر آئے گا۔

(۱۱)

اغلبیوں کے زمانے میں بحری بیڑا

"اغالبہ اپنے زمانے میں بہترین بحری قوت رکھتے تھے۔ بحرِ روم کی تمام بندرگاہیں اور بحری چھاونیاں اغالبہ کے قبضہ میں تھیں۔ بحرِ روم میں جتنے جزیرے تھے سب انہیں کے قبضہ میں تھے۔"

(ایک مؤرّخ)

۱۱۔ اغلبیوں کے زمانے میں اسلامی بحری بیڑا

اغلبیوں کی حکومت افریقیہ اور صقلیہ میں صرف ایک سو گیارہ سال اور کچھ مہینہ تک رہی۔ اس تھوڑے سے زمانہ میں اُنھوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔

خاندانِ اغالبہ کی حکومت شمالی افریقہ میں بحرِ رُوم کے ساحل پر واقع تھی۔ ان کا دارالسلطنت افریقہ کا مشہور شہر قیروان تھا۔ شمالی افریقہ اور صقلیہ کے درمیان جتنے جزیرے تھے وہ سب مسلمانوں کے

قبضہ میں تھے۔ اس لئے اغالبہ نے بحری طاقت میں نمایاں امتیاز حاصل کرلیا تھا۔ اغالبہ اپنے زمانے میں بہترین بحری قوت رکھتے تھے۔

بحرِ رُوم کی تمام بندرگاہیں اور بحری چھاونیاں اغالبہ کے قبضہ میں تھیں۔ جتنے جزیرے تھے اُن پر اُن ہی کا قبضہ تھا۔

جزیرۂ صقلیہ پر اسلامی بحری بیڑے کے حملے امیر معاویہؓ کے زمانہ ہی سے شروع ہو گئے تھے لیکن اس جزیرہ پر دیرپا قبضہ اور اُسے مستقل اسلامی قبضہ میں لانے کی کوشش۔ اور رُومیوں سے بحری مقابلے اغالبہ ہی کے زمانہ

میں شروع ہوئے۔
چنانچہ اغالبہ نے صقلیہ پر قبضہ رکھنے کے لئے بحرِ رُوم کے اکثر جزیروں پر قبضہ کرلیا تھا۔ صقلیہ اور اٹلی کے درمیان کے جزیروں اور خلیج مسینا پر بھی اغالبہ کا اقتدار تھا۔ اغالبہ کے اولوالعزم ملّاح اٹلی کے ساحلوں پر پہنچے اور اٹلی کی بندرگاہوں پر قبضہ کرکے اندرونِ اٹلی داخل ہوگئے۔ نہ صرف اٹلی بلکہ ساحلِ فرانس پر جا پہنچے۔ اغالبہ کی یہ تمام کامیابیاں اور کامرانیاں صرف اُن کی بحری قوّت کی بُنیاد پر تھیں۔
بالآخر یورپ کی تمام عیسائی حکومتوں

اور خصوصاً رومیوں نے اُن کے بحری اقتدار کو مان لیا۔

یہی وجہ تھی کہ شمالی افریقہ اور صقلیہ کے درمیانی جزیروں پر مسلمانوں کا قبضہ تھا اٹلی کے ساحلی شہر اور ریاستیں بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئیں۔ اٹلی میں آبنائے مسینا سے لے کر کوہ آلپس تک راستہ میں کوئی قوت اُن کے راستہ میں روکاوٹ نہیں ہو سکتی تھی غرض کہ بحرِ روم میں جو فتوحات اغلبیوں کو رومیوں کے مقابلہ میں ہوئی تھیں وہ افریقہ اور اسپین کے دوسرے عربوں کی فتوحات سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں۔

جیسا کہ پہلے بتا چکے ہیں کہ اغالبہ کی حکومت ایک سو گیارہ سال اور کچھ مہینے رہی۔ اُنھوں نے اِس حکومت کے زمانہ میں اپنی پوری توجّہ بحری قوّت پر صرف کی بحری چھاؤنیاں قائم کیں۔ سمندری بیڑے کے لئے مختلف مقامات پر بڑے بڑے کارخانے قائم کئے۔

اغالبہ کے زمانے میں بہت بڑے اولعزم امیرالبحر گذرے ہیں لیکن یہاں ہم صرف ایک امیرالبحر ابُو الاغلب کا حال بتاتے ہیں۔ تم کو ابو الاغلب کی زندگی سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ قوم کی عظمت و سربلندی سمندر کے طوفانوں سے

ہم آغوش ہونے میں ہے۔ جن قوموں نے سمندر کی پُر خطر سطح کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا وُہی دُنیا میں عزّت و اقتدار حاصل کرتی ہیں۔

(۱۲)

ابوالاغلب، فاتح صقلیہ

"ابوُ الاغلب کی شجاعت، جوانمردی، اولوالعزمی مُستقل مزاجی قابلِ نمونہ ہے۔ اُن کی زندگی کا ہر لمحہ بحری بیڑے کی تنظیم اور تربیت میں گذُرا۔"

(ایک مورّخ)

۱۲۔ ابوالاغلب فاتح صقلیہ

افریقہ میں ایک نامور حکمران خاندان گذرا ہے جس کا نام بنی اغالبہ تھا۔ اِس خاندان کا بانی ابراہیم الاُغلبؒ تھا۔ یہ خاندان اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے تاریخ اسلام میں کافی شہرت رکھتا ہے۔

ابوالاغلبؒ اسی خاندان کا ایک فرد تھا۔ یہ افریقہ کی حکومت کی طرف سے امیر البحر اور گورنر بن کر صقلیہ جا رہے تھے کہ اتفاقاً اُن کا جہاز طوفان میں گھر گیا۔ اور اِس جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اُنھیں دوسرا جہاز بدلنا پڑا

اِس مُصیبت سے نجات پائی تو پھر اُن کے جہاز کو رُومی سمندری ڈاکوؤں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا پڑا۔ اُنھوں نے اِس بیڑے کو جلانا چاہا لیکن ابُوالاغلبؒ نے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ رُومی ڈاکو جان بچاکر بھاگے۔ اس کے بعد والیِ صقلیہ کا بیڑا بخیر و خوبی بلرم پہنچا۔

ابُوالاغلبؒ نہایت عقلمند، ہوشیار، اولوالعزم اور بہادر تھا۔ اُس نے صقلیہ کی حکومت سنبھالتے ہی بحری طاقت کی طرف پوری توجّہ کی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ ابُوالاغلبؒ کو راستہ میں رومیوں کی بحری قوّت کا اندازہ ہوگیا تھا۔ چنانچہ

سب سے پہلے اُس نے بحری محکمہ کی نئے سرے سے تنظیم کی طرف توجّہ کی۔

ابو الاغلب نے ارادہ کر لیا کہ بحرِ روم کے تمام جزیروں پر قبضہ کر کے اسلامی قبضہ کے ماتحت لائے جائیں۔ فی الحال افریقہ اور صقلیہ کے درمیان جتنے جزیرے ہیں اُن کو فتح کر کے افریقہ اور صقلیہ کے درمیان کے راستہ کو صاف کر دیا جائے۔ دونوں ملکوں کی آمدورفت باقاعدہ جاری رہ سکے۔ اور اُس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہونے پائے۔

ابو الاغلب نے سب سے پہلے ایک عظیم الشان بیڑا تیّار کیا۔ رومیوں کے اس

بحری بیڑے کے تعاقب میں بھیجا۔ جس نے اسلامی بیڑے پر کئی بار حملے کیے تھے اور اُسے کافی نقصان پہنچایا تھا۔

ابو الاغلب نے اسلامی بیڑے کی خود رہنمائی کی۔ اسلامی بیڑا اپنی مضبوطی، استحکام اور لڑائی کے ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ اسلامی بیڑے نے رومی بیڑے پر آگ برسانا شروع کی۔ رومی بیڑے نے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر اپنے آپ کو اسلامی بیڑے کے حوالہ کردیا۔ اس طرح اسلامی بیڑا اپنے مستقر میں لوٹ آیا۔

اس کے بعد ابو الاغلب نے اپنے ارادہ کے مطابق بحرِ روم کے جزیروں

کی طرف توجّہ کی۔ اِن جزیروں میں سے پہلا جزیرہ قوصرہ تھا جو افریقہ اور صقلیہ کے درمیان واقع تھا۔ اسلامی بیڑے نے اسے فتح کیا۔ ایک دفعہ پھر رُومی بیڑا اسلامی بیڑے کے سامنے آیا اسلامی بیڑے نے فوراً حملہ کرکے اُسے گرفتار کرلیا۔ اور اُسے اپنے قبضہ میں کرلیا۔

قوصرہ کی فتح کے بعد ابُو الاغلبؒ نے کئی جزیرے فتح کرڈالے۔ اسلامی بیڑا اپنا بلند پھریرا لہراتا ہوا بحرِ رُوم میں پھر رہا تھا اور رُومی بیڑا ساحلوں پر چھُپتا پھرتا تھا۔

ابُو الاغلبؒ نے صقلیہ کے اندرُونی علاقوں

کی فتح کی طرف توجّہ کی۔ تمام صقلیہ اور
صقلیہ کی تمام بندرگاہوں پر مسلمانوں کا
قبضہ ہوگیا۔ اب بحرِ رُوم رُومیوں کے جنگی
بیڑوں سے بالکل خالی ہوگیا۔ اُن کے بچے
کھچے جہاز بھی اسلامی بیڑے نے گرفتار کر لئے
ابُو الاغلبؒ نے اِن بحری حملوں کے علاوہ
صقلیہ کے اندرونی علاقوں میں فوجیں بھیجنا
شرُوع کر دیں۔ سنہ ۲۲۱ ہجری میں کوہِ آتش فشاں
اٹنا کے گردو نواح میں اِسلامی فوجیں پہنچیں
اُنھوں نے کئی اہم قلعوں پر قبضہ کرلیا۔
اِس کے بعد مہم قصریانہ پر اِسلامی فوجیں
روانہ ہوئیں۔ اُنھوں نے نہایت شاندار طریقہ
پر قصریانہ پر قبضہ کرلیا۔

قصریانہ کی فتح کے بعد جفلوذی کا محاصرہ کیا۔ یہ شہر صقلیہ کے ساحل پر واقع تھا۔ اسلامی فوجوں نے دونوں طرف سے یعنی خشکی کی فوج اور بحری فوج سے حملہ کیا۔ رومی حکومت نے قسطنطنیہ سے ایک عظیم الشان بحری بیڑا مدد کے لئے بلایا۔ دونوں فوجوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ لڑائی بڑی تیزی سے جاری تھی۔

اسی دوران میں افریقہ کے مشہور حکمران زیادۃ اللہ بن ابراہیم نے وفات پائی۔ اِس حادثہ کی خبر نے نہ صرف افریقہ بلکہ صقلیہ کے مسلمانوں پر ایک بجلی گرادی۔ اور اسلامی فوجیں نہایت رنج و غم میں میدانِ

جنگ چھوڑ کر دار السلطنت میں سوگ منانے آگئیں۔

زیادۃ اللہ نے اکیس سال ، مہینے تک حکومت کی۔ زیادۃ اللہ اپنے زمانہ کے بہترین حکمرانوں میں سے تھے۔ اُنھوں نے افریقہ کی حکومت مضبوط کی۔ اس کے بعد صقلیہ کی طرف پوری توجّہ دی۔

زیادۃ اللہ کے بعد اُس کا بھائی ابو عقال اغلب افریقہ کے والی مقرّر ہوئے شروع میں ابو عقال کو کافی بغاوتوں اور شورشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ افریقہ اور صقلیہ دونوں جگہوں کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔

لیکن ابو عقال نے بہت جلد افریقہ کے معاملات درست کرلئے۔ اس کے بعد ۲۲۴ سنہ ہجری میں ایک عظیم الشان فوج صقلیہ روانہ کی۔ اس فوجی کمک کی اطلاع پہنچتے ہی تمام صقلیہ میں سکون پیدا ہوگیا۔ صقلیہ کے تمام قلعوں پر اسلامی پھریرے پھر سے لہرانے لگے۔

ابو الاغلب نے ایک دفعہ پھر سے تمام صقلیہ پر اچھی طرح اقتدار حاصل کرلیا۔ اب اُنھوں نے صقلیہ سے باہر اپنے اثر پھیلانا شروع کیا۔ جنوبی اٹلی میں کچھ سیاسی باتوں میں اُن کو دخل دینا پڑا۔ اس کے بعد اُنھوں نے حکومتِ نیپلس کی مدد کے

لئے اپنا جنگی بیڑا بھی روانہ کیا۔ جس نے نہایت بہادری اور شجاعت سے نیپلس کی مدد کی۔

اس کے بعد ابوالاغلب نے اپنی پوری توجہ صقلیہ کی اندرونی تنظیم کی طرف دی۔ تھوڑے ہی زمانہ میں صقلیہ نے زبردست ترقی کی۔

دو سال سات ماہ حکومت کرنے کے بعد ابوعقال کا انتقال ہوا۔ اُن کی جگہہ محمد بن اغلب افریقہ کے والی مقرر ہوئے اُنھوں نے بھی ابوالاغلب کو صقلیہ کی گورنری اور امیرالبحری کے عہدہ پر برقرار رکھا۔

ابوُ الاغلبؒ نے صقلیہ پر اچھّی طرح قبضہ کرلیا۔ صقلیہ کے ساحلی شہر پر مختلف قسم کی بحری چھاونیاں قائم کیں۔ بحری بیڑے کو اوٗر زیادہ مضبوُط کرلیا۔ سنہ ۲۳۶ ہجری میں ابوُ الاغلبؒ نے وفات پائی۔ ابوُ الاغلبؒ اپنے زمانہ کے بہترین امیرالبحر تھے۔ سوٗلہ (۱۶) سال تک اُنھوں نے صقلیہ میں شاندار طریقہ پر حکوُمت کی۔

ابوُ الاغلبؒ کا زمانۂ حکوُمت صقلیہ کا بہترین عہد شمار ہوتا ہے۔ اُن کا قائم کیا ہوا بحری بیڑا اوٗر نظم و نسق ہمیشہ ٹھیک طرح سے قائم رہا۔

ابوُ الاغلبؒ کی شجاعت، جوانمردی، اولوالعزمی

مُستقل مزاجی قابلِ نمونہ ہے۔ اُن کی زندگی کا ہر لمحہ بحری بیڑے کی تنظیم اور تربیت میں گذرا۔

(۱۳)

امیر البحر عُبَید اللہ المہدی

"عُبیداللہ المہدی دولتِ فاطمیہ کا بانی
اور فاطمی خاندان کا نہایت جری اور اولوالعزم
امیرالبحر تھا۔ اُس نے اپنے بحری بیڑے کے ذریعہ
بحرِ رُوم پر قبضہ کرلیا تھا۔ بحرِ رُوم کے افریقی ساحل
اور یورپی ساحل اُن کی بحری بازگاہ تھی"
(ایک انگریز مؤرّخ)

۱۳۔ عُبیدُاللہ المہدی۔

خاندانِ اغالبہ کے بعد شمالی افریقہ اور صقلیہ کی حکومت کی باگ ڈور فاطمی خاندان کے ہاتھ میں آئی۔ فاطمی خاندان کے خلاف صقلیہ میں کئی دفعہ بغاوتیں اور شورشیں برپا ہوئیں لیکن آخر کار فاطمی خاندان کا اقتدار قائم ہو گیا۔

فاطمی خاندان کے امیرالبحر اپنی اولوالعزمی اور روشن کارناموں کی وجہ سے تاریخِ اسلام میں مشہور ہیں۔ اِن تمام بہادروں کے حالات اِس چھوٹی سی کتاب میں نہیں بتائے جا سکتے ہیں۔ تم بڑے ہو کر بڑی

بڑی کتابوں میں خود پڑھنا۔ یہاں ہم تمہیں سالم بن ابی راشد مشہور امیر البحر فاطمی کے حالات بتاتے ہیں۔

سالم بن ابی راشد فاطمی ۳۰۵ سنہ ہجری میں صقلیہ کے والی بن کر آئے۔ اُنھوں نے نہایت مستعدی اور عقلمندی سے صقلیہ میں نظم و نسق قائم کرلیا۔ صقلیہ کے انتظام میں آٹھ سال صرف کیے اس کے بعد صقلیہ کی بندرگاہیں اور جہاز سازی کے کارخانے ٹھیک ٹھاک کیے۔

اَب اُنھوں نے بحرِ رُوم کے مختلف جزیروں پر قبضہ کیا۔ اُسی دوران میں رُومیوں اور یونانیوں کے سمندری بیڑوں

سے مقابلے کرنے پڑے۔

۳۱۰ سنہ ہجری میں نئے سرے سے اٹلی کے ساحلوں پر فاطمی بیڑے نے حملے کئے۔ اِن حملوں کا آغاز افریقہ سے شروع ہوا۔ اِس کا پورا انتظام سالم بن ابی راشد والیِ صقلیہ کے ہاتھ میں تھا۔

یہ بحری بیڑا ایک آزمودہ کار بحری سپاہی قوارب نامی کی قیادت میں ہوا۔ اِس بحری بیڑے نے اٹلی کے ساحل پر پھر سے اِسلامی جھنڈا بلند کیا۔ اٹلی کے کئی بڑے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

اگلے سال ایک نہایت زبردست بحری بیڑا ایک بحری افسر مسعود نامی کی قیادت

میں اٹلی بھیجا۔ یہ بحری بیڑا بیس[۲۰] جہازوں پر مشتمل تھا۔ اٹلی کے مشہور شہر آغانی پر حملہ آور ہوا جس میں مسعود کو بڑی کامیابی ہوئی۔

اس کامیاب بحری حملہ کے بعد مسعود اپنے بحری بیڑے کے ساتھ شمالی افریقہ مہدیہ چلا گیا۔

مسعود کی اس کامیابی سے حکومتِ فاطمی کو اٹلی میں ایک شاندار مستقبل کی جھلک دکھائی دی۔ چنانچہ صقلیہ کی طرف سے ایک زبردست بحری بیڑا تیار کیا گیا۔ اس سمندری بیڑے کی کمان دو مشہور بحری افسروں کے ہاتھ میں تھی۔

جن میں سے ایک کا نام امیر سالم تھا اور
دوسرے کا نام امیر جعفر۔
اِٹلی کے ساحل پر اُتر کر اُن دونوں
امیر البحروں نے مختلف سمتوں میں فوجی
پیش قدمیاں شروع کیں۔ اُنھوں نے اٹلی
کے مشہور شہر بریھانہ پر قبضہ کرلیا اور
اُس کے تمام علاقہ پر اِسلامی علَم لہرادیا۔
امیر جعفر نے اپنی فوجوں کے ذریعہ
اٹلی کے ایک دوسرے شہر واری پر قبضہ
کرلیا۔ واری کا گورنر اور کئی بڑے بڑے
فوجی افسر اِس حملہ میں گرفتار ہوئے۔ اٹلی
کے شہر واری سے فاطمی فوجوں کو بہت
سا مال غنیمت ہاتھ لگا۔

اِس فوجی کامیابی نے فاطمی بحری بیڑے میں ایک نئی اُمنگ پیدا کی۔ ۳۱۵ھ سنہ ہجری میں ایک بحری افسر صارب نامی کی کمان میں بحری حملہ کی تیّاری کی گئی۔ اُنھوں نے چالیس جہازوں کے بیڑے سے جنوبی اٹلی کے مشہور شہر اور بندرگاہ ٹارنٹو پر بحری حملہ کیا۔ اور اُس پر قبضہ کرلیا۔ اِس کامیابی کے بعد صارب اپنے بیڑے کے ساتھ صقلیہ واپس آیا۔

دوسرے سال صقلیہ سے بحری بیڑے نے نیا حملہ کیا۔ اٹلی کے ساحلوں پر رومی اور یونانی بیڑوں کو گرفتار کرتا ہوا واپس صقلیہ پہنچا۔ صقلیہ میں آرام لینے کے بعد

پھر اُس بحری بیڑے نے اٹلی کے ساحلوں
پر حملے کر کے نئے شہر فتح کر لئے۔
سنہ ۲۱۱ ہجری میں صارب نے رومیوں
سے سمندر میں بحری مقابلے کئے۔ صارب
کے پاس صرف چار جہاز تھے۔ اور رومیوں
کے پاس اُس سے دُگنی بحری فوج تھی۔
دونوں نے جان توڑ کوششیں کیں کہ دشمن
کے جہازوں کو ڈبو دیا جائے۔ لیکن فتح
اور کامرانی صارب کے نام لکھی ہوئی تھی
چنانچہ کامیابی کا سہرا صارب ہی کے سر
بندھا۔
اس کامیابی کے بعد صارب اٹلی کے
مشہور شہر ترمولہ پہنچا جو اٹلی کے مشرقی

ساحل پر واقع ہے۔ اسی شہر پر قبضہ کرلیا۔ بہت زیادہ مالِ غنیمت کے ساتھ صقلیہ واپس ہوا۔

فاطمی اولوالعزم نوجوانوں نے ۳۱۰ سنہ ہجری سے لے کر ۳۱۷ سنہ ہجری تک مسلسل فوجی حملوں کی وجہ سے اٹلی میں تہلکہ مچا دیا۔ حکومتِ اٹلی نے فاطمی حکومت سے صلح کی درخواست کی اور اس کے ساتھ خراج دینا قبول کرلیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر اٹلی سے واپس چلا آیا۔ حکومت اٹلی کی طرف سے باقاعدہ خراج افریقہ میں پہنچتا رہا۔

اٹلی سے صلح ہونے کے بعد اب

عُبید اللہ المہدی نے اپنے بحری حملوں کا رُخ فرانس اور اٹلی کی سرحد کے مشہور شہر جنیوا کی طرف کیا۔ چنانچہ ۳۲۲ سنہ ہجری میں عُبید اللہ المہدی نے ایک زبردست بحری بیڑا مشہور بحری افسر یعقوب بن اسحٰق کی سرکردگی میں بھیجا۔ یہ بحری بیڑا جنیوا کے بحری استحکامات دیکھ کر واپس آگیا۔

یوُرپ میں اِسلامی فتوحات کی رَو جنیوا کی دیواروں تک پہنچنے پائی تھی کہ عُبید اللہ المہدی اپنے کارناموں کو آنے والی نسلوں کے سُپرد کرکے ۳۲۲ سنہ ہجری میں انتقال کر گیا۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے اِسلام کی بحری تاریخ میں سُنہری کارنامے ہمیشہ

کے لئے چھوڑ گیا۔

عُبید اللہ المہدی دولتِ فاطمیہ کا بانی اور فاطمی خاندان کا نہایت جری اور اولوالعزم امیر البحر تھا۔ اُس نے اپنے بحری بیڑے کے ذریعہ بحرِ روم پر قبضہ کر لیا تھا۔ بحرِ روم کے افریقی ساحل اور یورپی ساحل اُن کی بحری بازی گاہیں تھیں۔

عُبید اللہ المہدی نہ صرف بحری اولوالعزم سردار تھا بلکہ حکمرانی کے اصولوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اُس نے اپنے قوّتِ بازو اور عقل و تدبیر سے تھوڑے ہی دنوں میں یعنی چوبیس (۲۴) سال اور دس مہینے میں افریقہ، طرابلس، برقہ اور صقلیہ پر

قبضہ کرلیا۔ اور پھر اپنی بحری اولوالعزمی سے اٹلی پر فوجی حملے کرکے اٹلی کو اپنے اقتدار کے ماتحت لانے میں کامیاب ہوا۔ اٹلی کے بعد فرانس کی طرف رُخ کیا ہی تھا کہ موت نے موقع نہ دیا۔

عُبید اللہ المہدی کے بحری کارناموں اور اُس کی شجاعت کے واقعات سے ہمیں اچھّی طرح سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور یہ اچھّی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا میں عزّت و وقار اُن قوموں کو حاصل ہوتا ہے جو قُدرت کی نعمتوں کی قدر کرنا جانتی ہیں۔ جو بحر و بر میں اپنے کارناموں سے عزّت حاصل کرتی ہیں۔

(۱۴)

دولتِ عثمانیہ اور بحری بیڑا

"دولتِ عثمانیہ میں قپودان پاشا عثمانی امیر البحر کے عہدہ کا نام تھا۔ اس کے ماتحت سلطنت کے مختلف بیڑوں کے علاوہ جس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا اور تمام بحری انتظامات تھے"

(ایک مؤرخ)

۱۴۔ دولتِ عثمانیہ اور بحری بیڑا

یورپ کی جن قوموں نے مشرق سے تجارتی اور بحری رشتہ جوڑا ان میں وینس کے باشندے اور جینوا کے رہنے والے سب سے آگے تھے۔ اُنھیں دونوں ملکوں کے اولوالعزم اور نڈر ملّاحوں نے یورپ کی قوموں کو جہازرانی اور جہاز سازی سکھائی۔

جینوا اور وینس والوں کی ترکی سے بڑی دوستی تھی۔ یورپ کے حکمران جب کبھی دولتِ عثمانیہ پر حملے کرتے تو جینوا اور وینس کے جہاز حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔

سُلطان محمّد فاتح ، فاتح قسطنطنیہ کے زمانہ تک دوْلتِ عثمانیہ کے جتنے حکمران گذرے ہیں وہ ہمیشہ ضرورت کے وقت اہلِ وینس اوْر اہلِ جینوا کے بحری بیڑے کام میں لاتے رہے۔ لیکن سلطان محمّد فاتح نے قسطنطنیہ کی فتح کے لئے ضروری سمجھا کہ ترکی کا بحری بیڑا مستقل ہو چنانچہ اُسی خیال کے ماتحت سلطان محمّد فاتح نے دوْلتِ عثمانیہ کے بحری بیڑے کی بُنیاد ڈالی۔

محمّد فاتح نے قسطنطنیہ کے محاصرہ میں ۵ میل خشکی پر کشتیاں چلائیں جس کا حال تم محمّد فاتح کے امیر البحری کے کارناموں میں آگے چل کر پڑھو گے۔ کاش

تم میں بھی کوئی ایسا امیر البحر پیدا ہو
یا کوئی ایسا جہاز راں پیدا ہو جو خشکی پر
جہاز چلا سکے۔

فتح قسطنطنیہ کے بعد محمدؒ فاتح نے
قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے ترکی بیڑے
کی ترقّی اور تنظیم ضروری سمجھی۔ چنانچہ بحرِ
رُوم میں اُن کی جنگی مشقیں کراکر اپنے
بیڑے کو مضبوط کیا۔

اِس کے بعد محمدؒ فاتح کو جنیوا کی
سرکوبی کا خیال پیدا ہوا۔ ۱۴۷۵؁ عیسوی
میں محمّد فاتح کو ایک اچھّا موقع ہاتھ
آیا۔ کریمیا کے خانوں میں آپس میں خانہ
جنگی چلی آتی تھی۔ ایک خان ایک طرف

تھا اور باقی دوسرے جنیوا کی طرف۔ جنیوا نے کریمیا کے مشہور شہر یافا پر قبضہ کرلیا تھا دوسرے فریق نے دولتِ عثمانیہ سے مدد مانگی۔

سلطان نے ایک زبردست بحری بیڑا کپتان احمد کی کمان میں بھیج کر شہر یافا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے یونان کے ساحل پر تمام بندرگاہوں پر قبضہ کرلیا۔

محمّد فاتح نے ترکی کے بحری بیڑے کی بُنیاد رکھّی تھی۔ اُس نے جب قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تو اُس محاصرہ میں تیس جنگی جہازوں کا بیڑا بھی تھا۔ جس نے تاریخ ترکی میں سب سے پہلے ترکی امیر البحر بلوطغلی

کی ماتحتی میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔
قسطنطنیہ کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد سلطان نے طرابزون، سینوپ، کافا، ازاف جیسے مشہور ساحلی مقامات بحری لڑائیوں میں جیتے۔ بحرِ مارمورا اور بحرِ اسود بھی ترکی مقبوضات میں شمار ہونے لگے۔

غرض کہ ترکی بحری بیڑے نے کافی ترقّی کر لی تھی بحرِ روم، بحرِ مارمورا اور بحرِ اسود میں اُن کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔ خاص طور پر سلیمانِ اعظم قانونی کے زمانہ میں خیر الدین پاشا نے دولتِ عثمانیہ کے بحری بیڑے کی تنظیم کی۔ خیر الدین پاشا باربروسہ دنیا کے زبردست امیر البحروں

میں سے تھا۔

آج تک ترکی میں باربروسہ کا نام عزّت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ جس نے دولتِ عثمانیہ کے بیڑے کو زبردست ترقّی دی۔ یورپ کے بحری بیڑے دولتِ عثمانیہ کے بحری بیڑے کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے۔

یورپ کے عیسائی بحری بیڑے متحدہ طور پر بھی باربروسہ کے بحری مقابلے میں شکستیں کھاتے تھے۔ عیسائیوں کے مشہور امیر البحر انڈریا ڈوریا جو اپنے زمانہ کا مشہور ترین امیر البحر تھا وہ بھی خیر الدین پاشا سے مقابلہ کرتے ہوئے ڈرتا تھا۔

یہاں ہم کچھ ترکی کے امیر البحروں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کے کچھ تفصیلی حالات آگے لکھیں گے۔ یہاں تو صرف اُن کے نام لکھے جاتے ہیں۔ محمّد فاتح، خیرالدین، پاشا، طورغوت پاشا، حسن پاشا، پیری رئیس پاشا، سیّدی علی اور سلیمان پاشا۔

اب آگے اُن میں سے ہر ایک کے کارنامے مختصر طریقے پر بتائے جاتے ہیں۔ تاکہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ دولتِ عثمانیہ کے امیر البحر کس طرح تاریخ میں تابناک کارنامے رکھتے تھے۔ جن کے عظیم الشان کارناموں سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

دولتِ عثمانیہ میں قپودان پاشا عُثمانی

امیر البحر تھا۔ اُس کے ماتحت سلطنت کے مختلف بیڑوں کے علاوہ جس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا۔ عثمانی بحری بیڑے کے تمام افسر اور جہاز راں عیسائی لڑکے ہوتے تھے یہ لوگ سلطان کے غلام ہوتے تھے۔

اِسلامی صحبت اور تربیّت نے اُنھیں ایسا بنا دیا تھا کہ سولھویں صدی میں سارا یورپ اُن کے عظیم الشان کارناموں کی وجہ سے ہیبت زدہ رہتا تھا امیر البحروں کے نام پہلے بتائے جا چکے ہیں۔ اُن کی شہرت و عظمت نہ صرف اسلامی تاریخ بلکہ یورپ کی بحری تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ اِن قپودان پاشاؤں نے اپنی عظیم الشان

فتوحات سے سلطنتِ عثمانیہ کی وسعت میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ بحری فتوحات کے علاوہ اُن میں سے بعض نے علمی کارنامے بھی دکھائے۔

پیری رئیس نے بحرِ روم اور بحرِ ایجیں کا ایک ایسا نقشہ تیار کیا جس میں بحری رووں، مختلف مقامات کی گہرائیوں اور بندرگاہوں کی ضروری معلومات تھیں۔

اسی طرح سیدی علی جس کا جہاز مخالف ہوا کی وجہ سے ہندوستان کے ساحل پر پہنچ گیا تھا۔ خراسان، بلوچستان اور ایران ہوتا ہوا خشکی کے راستہ سے ترکی پہنچا۔ اُس نے اپنے سفر کے حالات لکھ کر

مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں اس کے علاوہ اُس نے ایک کتاب "محیط" نامی ہندوستان کے سمندر کے حالات میں لکھی۔

دولتِ عثمانیہ کی بحری فوج میں سولھویں صدی کے آخر میں زوال شروع ہوگیا۔ اور یہ فوج روز بروز کمزور ہوتی گئی۔

اس کی اصلی وجہ حکومتِ نظام کی بنیادی کمزوری اور خرابی تھی۔ بحری بیڑا عیسائی نوجوانوں کے لئے مخصوص ہوگیا تھا۔ اس کے نتیجے جس قدر خراب پیدا ہوسکتے تھے وہ ہوئے۔

تین سو سال کے بعد سلطان عبدالعزیز خاں نے اپنے شوق اور دلچسپی سے بحری

بیڑے کی تعمیرات کی طرف توجّہ کی اور اُسے اتنا طاقتور بنا دیا تھا کہ یورپ کے بہترین بیڑوں میں شمار ہونے لگا تھا لیکن سلطان عبد الحمید خاں کے زمانہ میں اُن جہازوں کو شاخ، زرّیں سے نکلنے کی بھی نوبت نہیں آئی۔ اور وہ وہیں پڑے پڑے زنگ آلود ہوتے رہے۔

(۱۵)

امیر البحر محمدؐ فاتح، فاتحِ قسطنطنیہ

"محمدؐ فاتح نے قسطنطنیہ کے محاصرہ میں ایک عجیب و
عزیب تدبیر سوچی وہ تدبیر یہ تھی کہ باسفورس اور قسطنطنیہ
کی بندرگاہ کے درمیان پانچ میل کا فاصلہ تھا اُس نے
باسفورس اور بندرگاہ کے درمیان لکڑی کے تختوں کی
ایک سڑک تیار کی اُس پر خوب چربی لگوائی جب یہ سڑک
چکنی ہو گئی تو ایک رات خاموشی سے کشتیاں
بیلوں سے کھچوا کر قسطنطنیہ کے ایک ایسے علاقہ میں
میں پہنچا دیں۔ جہاں سے قسطنطنیہ بالکل حملہ کی زد
میں آگیا"
(ایک مورخ)

۱۵۔ محمدؒ فاتح، فاتحِ قسطنطنیہ

محمدؒ فاتح اپنے زمانہ کے مشہور فاتحین میں سے گذرا ہے۔ اُنھوں نے قسطنطنیہ کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کا تہیّہ کرلیا تھا۔ رومیوں کے تمام ایشیائی ملکوں پر ترکوں کا قبضہ ہوچکا تھا صرف قسطنطنیہ اُن کے قبضہ سے باہر تھا۔

محمدؒ فاتح نے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کی تیّاری کے لئے تمام توجّہ اُسی کی طرف کردی۔ اُدھر قسطنطنیہ کے حکمران قسطنطین نے بھی مدافعت کی تیّاریاں کیں۔ برّی فوج کے حملہ کے حالات تو تم اور جگہ پڑھوگے

یہاں ہم تمھیں محمدؐ فاتح کے بحری حملوں کے حالات بتاتے ہیں۔

قسطنطنیہ کے محاصرہ کے دوران میں سب سے پہلے بحری لڑائی پیش آئی رومیوں کی طرف سے پانچ جہاز قسطنطنیہ کے لئے سامانِ خوراک لا رہے تھے۔ بحرِ مارمورا پار کر کے جب آبنائے باسفورس میں داخل ہوئے تو عثمانی جہازوں نے اُن کے راستہ کو روک لیا۔

جس وقت یہ جہاز بندرگاہ میں داخل ہوئے ترکی بیڑے کی کشتیوں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ اُدھر سے رومیوں کے بیڑے نے پتھر اور آگ برسانا شروع کیا۔ ترکی

بیڑے میں انتشار پیدا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے رومیوں کے جہاز نہایت آسانی سے بندرگاہ میں پہنچ گئے۔

محمد فاتح نے اپنی پہلی بحری شکست سے پر بحری جنگ کے لئے طریقے سوچے اُن میں سے ایک تدبیر یہ سوچی کہ آبنائے باسفورس کے اُس حصّہ میں جہاں پانی گہرا تھا۔ ترکی بیڑا رومیوں کے جہازوں کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اِس لئے اُس نے اپنی کشتیوں کی بڑی تعداد بندرگاہ کے اوپر کے حصّہ میں منتقل کر دینی چاہی۔ جہاں پانی کم تھا۔

یہ صورت ایک عجیب و غریب تھی۔ اور

محمّد فاتح کے ارادے آہنی عزم و استقلال کی ایک غیر فانی مثال تھی۔ باسفورس اور قسطنطنیہ کی بندرگاہ کے درمیان لکڑی کے تختوں کی ایک سڑک تیار کی اُس پر خوب چربی لگوائی جب یہ سڑک خوب چکنی ہوگئی تو ایک رات خاموشی سے ۸۰ کشتیاں بیلوں سے کھچواکر قسطنطنیہ کے ایک ایسے علاقہ میں اُن کو پہنچا دیا جہاں سے قسطنطنیہ بالکل حملہ کی زد میں آگیا۔

قسطنطنیہ کی فتح کے بعد محمّد فاتح نے یونانی جزیروں کی طرف توجّہ کی۔ یونانیوں کے قبضہ میں بہت سارے جزیرے تھے اُنھوں نے ان جزیروں پر حملہ کرکے

اُنھیں فتح کرلیا۔ اُن میں سے کچھ جزیروں
کے نام یہ ہیں۔ لسبوس۔ لمنوس اور
سیفالونیا وغیرہ۔

وینس کو اپنی بحری طاقت پر بڑا غرور
تھا۔ دوسری طرف ترکوں کو جب بلقانی
ریاستوں پر اقتدار حاصل ہو گیا تو بحیرۂ
ایڈریاٹک اور بحرِ ایجین میں ترکوں نے اپنے
جنگی جہازوں کی تعداد بڑھانا شروع کردی
محمدؐ فاتح نے جنگی جہازوں کے ذریعہ
البانیہ پر قبضہ کر لیا۔ بحرِ ایڈریاٹک کے
ساحلی علاقوں پر بھی ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔
ترکوں اور وینس والوں کی بحری لڑائیاں
سولہ سال تک جاری رہیں۔

وینس کے تمام ساحلی علاقے ترکوں کے قبضہ میں آگئے۔ وینس کے بحرِ روم میں جتنے جزیرے تھے وہ بھی ترکوں کے قبضہ میں آگئے۔

وینس نے مزاحمت کے لئے ایک فوج تیار کی لیکن ترکی کا ایک مشہور امیر البحر آگے بڑھتا ہوا گیا اور اُس نے وینس کی فوجوں کو سخت شکست دیدی۔

وینس کی بحری طاقت ٹوٹ چکنے کے بعد بھی بحرِ ایجین میں روڈس کا جزیرہ محمدؐ فاتح کے جہازوں کے لئے ایک کانٹا بنا ہوا تھا۔ اِس جزیرہ پر ڈیڑھ سو سال سے صلیبیوں کا قبضہ تھا۔ صلیبی آسانی سے عثمانی

جہازوں پر چھاپے مارا کرتے تھے۔

محمد فاتح نے جزیرۂ روڈس کو فتح کرنا ضروری خیال کیا۔ چنانچہ اُس نے ۱۴۸۰ء عیسوی میں اپنے ایک مشہور امیرالبحر مسیح پاشا کو اِس مہم پر بھیجا جس نے روڈس کا محاصرہ کرلیا۔

دوسری طرف عیسائی اپنی پوری مدافعت کے لئے تیار تھے۔ محاصرہ نے طول کھینچا۔ بالآخر ترکوں نے ایک عام حملہ کیا جس میں روڈس فتح ہوتے ہوتے رہ گیا۔ یہ ناکامی پچاس سال تک رہی۔

مسیح پاشا کو اِدھر روڈس میں شکست ہوئی اُدھر احمد کدک نے سرزمین اٹلی

میں قدم رکھا۔ جہاں پر کسی ترکی سپاہی نے ابھی تک قدم نہیں رکھا تھا۔ ترکی فوج نے اٹلی کی مشہور بندرگاہ ٹرانٹو پر قبضہ کر لیا۔

اس فتح سے محمّد فاتح نے اٹلی کی فتح کا راستہ ترکی فوجوں کے لئے کھول دیا پورے اٹلی پر قبضہ کرنے اور روم پر ہلالی پرچم لہرانے کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ موت نے ہمیشہ کے لئے اُسے ہار جیت کے جھگڑوں سے الگ کر دیا۔

(۱۶)

امیر البحر عروج باربروسہ

"عروج اسلام کا دلیر فرزند درمیانی قد کا جسیم و قوی ہیکل تھا۔ داڑھی اور سر کے بال سُرخ تھے۔ آنکھیں تیز، روشن اور متجسّس تھیں جو دل کی بیچینی ظاہر کرتی تھیں۔ ناک لمبی اور اونچی تھی چہرہ کا رنگ نہایت نورانی تھا۔"

(ایک مورّخ)

۱۶۔ امیر البحر عروج باربروسہ

یونان کے جزیروں میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جس کا نام الوبیا ہے۔ سلطان محمدؒ ثانی نے اُسے سنہ ۱۴۶۲ عیسوی میں فتح کیا۔ اور اپنے مقامی افسر یعقوب نامی کے ذمہ جزیرۂ الوبیا کا انتظام کر دیا۔ اور خود قسطنطنیہ میں چلا آیا۔

ترکی مورخ اُسے مسلمان بتاتے ہیں اور عیسائی مورّخ اُسے عیسوی ظاہر کرتے ہیں۔ غرض کہ یعقوب جزیرۂ الوبیا کا انتظام کرتے کرتے انتقال کر گیا۔

اُس نے چار لڑکے چھوڑے، اِسحٰق،

الیاس، عروج اور خضر۔ اُن میں سے اسحٰق تو یورپ کا دولتمند تاجر بنا۔ عروج اور خضر شروع ہی سے جرأت اور دلیری کے کاموں کی طرف زیادہ مائل تھے اس لئے الیاس، عروج اور خضر نے بحری مشاغل اختیار کئے۔ الیاس تو شروع ہی میں کسی بحری معرکہ میں کام آیا باقی عروج اور خضر (خیرالدین) کے بحری کارنامے "تاریخِ اسلام" میں اپنی مثال آپ ہیں۔

مورّخین اس بارہ میں مختلف الرائے ہیں کہ خاندانِ باربروسہ نے بحری مشاغل کیوں اختیار کئے۔ اس زمانہ میں جنوبی یورپ اور بحرِ روم میں جہازرانی نوجوانوں

کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اِس لئے بار بروسہ
کے ان نوجوانوں نے بحری مشاغل اختیار
کئے۔

عرُوج اور خیرالدین پاشا کے ابتدائی عُمر
کے حالات مورّخوں نے بڑے ذوق وشوق
سے لکھے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ
دونوں بھائی شرُوع ہی سے دلیر و جانباز
تھے۔

سب سے پہلے یہاں اِس جگہ ہم عرُوج
کے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں۔ عرُوج نے
اپنی قوّت کے سہارے ترقّی کر کے ایک
مختصر بحری بیڑا تیّار کر لیا۔

چونکہ یونانی جزیروں کو یہ اپنی ترکتازی کے لئے ناکافی سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ ترکی بیڑے کی روز افزوں ترقی اس چھوٹے سے قطعۂ آب میں اُس کے حوصلوں کی اکثر مزاحم ہوتی تھی اس لئے اُس کو ایک وسیع تر جولان گاہ کی ضرورت تھی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اندلس کے مظلوم مسلمان سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں اندلس چھوڑ چھوڑ کر ساحلِ افریقہ پر آکر بسنے لگے تھے۔ ان بچاروں کے پیچھے عیسائی لٹیرے پڑ جاتے تھے۔ جن کو لوٹ مار کر ختم کر دیتے تھے۔

عروج نے اسلامی ہمدردی اور مسلمانوں

کی مدد میں اپنا بحری بیڑا ساحلِ افریقہ اور بحرِ روم میں مسلمانوں کی مدد اور حفاظت میں لگا دیا۔

۱۵۰۴ء عیسوی میں امیر البحر عروج نے اپنے مختصر بیڑے کو لے کر ساحلِ بربر کے پاس ایک محفوظ بندرگاہ میں چھپا دیا اور جب کبھی دشمن کا کوئی بیڑا اسپین کے مسلمانوں کو ستانے کے لئے پیچھا کرتا تو امیر البحر عروج اُن کا بڑی دلاوری سے مقابلہ کرتا۔

تونس کی بندرگاہ قدرتی طور پر بڑی مُستحکم اور مضبوط بندرگاہ تھی۔ حلق الوید کا چھوٹا سا قلعہ امیر البحر عروج کے مختصر بحری

بیڑے کے لئے مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔

چنانچہ عرُوج نے اُسے اپنا بحری مرکز بنایا۔ تونس میں یہ خوبی تھی کہ یہ بڑی چھپی ہوئی بندرگاہ تھی۔ علاوہ ازیں اسپین کے مسلمان جلا وطنوں کا عرُوج یہیں خیرمقدم کرتا تھا اور اُن کے آرام کے لئے ہر طرح کوشش کرتا تھا۔

عرُوج سلطان تونس کے دربار میں پہنچا اور ملازمت کی درخواست کی۔ سُلطان نے اُنھیں امیر البحر مقرّر کیا۔ اُس نے بحری بیڑے اور بندرگاہوں کی تنظیم کی۔ امیرالبحر عرُوج نے بحرِ رُوم میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور جنوبی یورپ کے عیسائی بحری بیڑے

کو زبردست نقصان پہنچایا۔

امیر البحر عروج نے اسپین کے مصیبت زدہ مسلمانوں کو اسپین سے نکالنے میں بڑی مدد کی اور عیسائی بحری بیڑے کا عروج نے خوب مقابلہ کیا۔

روم کے مشہور پوپ کا بحری بیڑا جس پر کسی نے آج تک حملہ نہیں کیا تھا۔ اس کے بحری بیڑے کو عروج نے پکڑ لیا اور اس کے خلاصیوں اور افسروں کو قید کر دیا۔

بربریوں کے لئے یہ مہم مفید تھی لیکن امیر البحر عروج کے لئے اور بھی زیادہ۔ پوپ کے خلاصیوں سے امیر البحر عروج نے بہت کام لیا یعنی اپنے بحری بیڑے کی

تنظیم کا کام شروع کرایا۔

بحری بیڑے کی تنظیم کے بعد امیر البحر عروج نے اسپین سے مقابلہ کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کیں۔ ایک زبردست بحری بیڑا تیار ہوا۔ جس میں بڑے بہادر چیدہ چیدہ نوجوان شریک ہوئے۔ اسپین کی بحری قوت اس زمانہ میں تمام یورپ کی بحری۔ قوت سے بڑھ چڑھ کر تھی۔

جبر الٹر کے پاس دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا اس میں فیصلہ امیر البحر عروج ہی کے حق میں ہوا۔ یعنی اسپین کو شکست ہوئی۔

اس کامیابی نے عروج کی شہرت اور عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ یہ وہ زمانہ تھا

جب عرُوج کی بحری قوّت انتہائی کمال کو پہنچ چکی تھی۔ آٹھ سَو (۸۰۰) جنگی جہاز ہر وقت حلق الوید کی بندرگاہ میں امیر البحر عرُوج کے حکم کے منتظر رہتے تھے۔ اِس کے علاوہ عرُوج کے کچھ جنگی جہاز جزیرۂ جربہ کی بندرگاہ میں اُس کے دو بھائیوں کی سرکردگی میں رہتے تھے جو عیسائی بحری بیڑوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

امیر البحر عرُوج جیسے بہادُر، اولوالعزم انسان کے لئے ضرُوری تھا کہ وہ اپنی شہرت و عظمت کے لئے کوشش کرے نہ کہ جربہ جیسی چھوٹی سی ریاست پر قناعت کرکے بیٹھ جائے۔

سنہ ۱۵۱۲ عیسوی میں امیر البحر عروج کو ایک نیا موقع ملا۔ بوجیہ کی بندرگاہ کے حاکم سے اہلِ اسپین نے مار کر تخت چھین لیا۔ اور اُسے ملک سے نکال دیا۔ اُس نے ہر طرف سے مایوس ہوکر امیر البحر عروج سے مدد کی درخواست کی۔ اور یہ وعدہ کیا کہ کامیابی کی صورت میں بندرگاہ بوجیہ آپ کی اور آپ کے رفیقوں کی آزاد آمد و رفت کے لئے کھول دیجائے گی۔

عروج کے لئے اسپین پر حملہ کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا۔ اور بوجیہ سے بڑھ کر اور کوئی مقام نہ تھا چنانچہ معاہدہ لکھا گیا۔ اب امیر البحر عروج

نے اپنے بحری بیڑے کی تیاری شروع کی۔ عروج نے جب اسپین پر حملہ کرنے کا اعلان کیا تو ہزاروں مسلمان اُس کے بحری بیڑے میں شامل ہونے کے لئے پہنچے۔

غرض کہ عروج اپنا بیڑا لے کر بوجیہ کی بندرگاہ میں پہنچا۔ بوجیہ کے حکمراں اور عروج کی فوجوں نے مل کر اسپین والوں کی فوج پر حملہ کیا۔ اسپینی فوجیں ذرا دیر مقابلہ کرنے کے بعد ایک قلعہ میں محصور ہوگئیں۔ دس دن تک محاصرہ کرنے والوں نے قلعہ کی دیواروں پر گولہ باری کی لیکن اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اتّفاق ایسا ہوا کہ امیر البحر اس محاصرہ

میں زخمی ہوا۔ زخم کے علاج کے لئے تونس گیا۔ اب فوجوں نے محاصرہ اُٹھا لیا اور تمام فوجیں افریقہ پہنچ گئیں۔ واپسی میں عرُوج کی فوجوں نے جینوا کا ایک تجارتی جہاز پکڑ لیا اور اُسے تونس لے آئیں۔

عرُوج کی بیماری کے زمانہ میں خیرالدین پاشا نے اُس کے کاموں کو سنبھال لیا۔ جہاز کے لُٹنے کی خبر جب جینوا پہنچی تو وہاں سے ڈوریا کی کمان میں ایک بیڑا تونس پہنچا جس نے بندرگاہ پر حملہ کرکے اپنے تجارتی جہاز لے لئے اور تونس کی بندرگاہ کو برباد کرکے واپس چلا گیا۔

اس شکست نے خیرالدین کو غیرت دلائی اپنے بھائی عروج کو بیماری کی حالت میں چھوڑ کر سیدھا جربہ کے جزیرہ میں پہنچا اور وہاں نئے سرے سے بحری بیڑا ٹھیک ٹھاک کیا۔ اتنے میں امیر البحر عروج بھی تندرست ہوکر چھوٹے بھائی خیرالدین سے آکر مل گیا۔

امیر البحر عروج نے اپنے بحری بیڑے کا لنگر اُٹھا بوجیہ کی بندرگاہ میں پہنچا۔ بوجیہ کے قلعہ پر حملہ کیا کئی دن کے بعد قلعہ کے سر ہونے کی اُمید بندھ چلی تھی کہ ٹھیک اُسی وقت اسپین والوں کی بحری کمک پہنچ گئی۔ امیر البحر عروج کی فوجوں کو

ناکام واپس ہونا پڑا۔ عروج نے جلدی میں اپنے باقی ماندہ زائد جہازوں کو آگ لگا کر ڈبو دیا تاکہ دشمن اُس سے فائدہ نہ اُٹھا سکے

امیر البحر عروج اس ناکامی پر بہت شرمندہ ہوا۔ اُس نے تونس واپس جانے کی بجائے جبل بنی ہلال کی ایک پوشیدہ پہاڑی کھاڑی میں پناہ لی اور جبل بنی ہلال پر قبضہ کر لیا۔

جبل بنی ہلال کے باشندے بڑے سرکش تھے اپنے سردار کی اطاعت کے بغیر اور کسی کی اطاعت نہ قبول کرتے تھے۔ امیر البحر عروج نے نرمی اور اسلامی اخوت کے برتاوے سے اُن کے دل موہ لئے اُنھوں

نے امیر البحر عروج کی نہ صرف اطاعت قبول
کر لی بلکہ اُس کی بحری مُہمّوں میں دل و جان
سے شریک رہتے تھے۔

اندلس کے سینکڑوں قبیلے جو غرناطہ، اشبیلیہ
قادس اور الیامہ کے پُر رونق شہروں سے
جلا وطن ہو کر الجزائر کے ساحل پر خانہ بدوشوں
کی طرح پڑے تھے۔ یہاں بھی اسپین والے
اُن کو ستاتے تھے اور لوٹ کھسوٹ کر
اُن کو کنگال بناتے رہتے تھے۔

سلیم شاہ حاکمِ الجزائر کی بَرّی فوج تو
زبردست تھی لیکن بحری فوج بہت کمزور
تھی۔ چنانچہ سلیم شاہ نے امیر البحر عروج
سے بحری بیڑے کی مدد مانگی اور اُسے بتایا

کہ اسپین والوں کے ظلم سے مسلمانوں کو
بچانا ہمارا فرض ہے۔

امیر البحر عروج بڑا پکا مسلمان تھا۔ اُس
کا دل مسلمانوں کی ہمدردی سے بھرپور
تھا۔ سلیم شاہ کی تجویز مان لی۔ سنہ ۱۵۱۶ عیسوی
کو ایک مختصر بحری بیڑا جس میں چھ ہزار
جوان تھے۔ خشکی اور تری دونوں طرف الجزائر
کی طرف روانہ ہو گیا۔

راستہ میں شہر شرشیل پر قبضہ کرلیا یہ
شہر ایک ترک حاکم قرہ حسن نامی کے قبضہ
میں تھا۔ قرہ حسن نے مقابلہ کیا جس میں
یہ مارا گیا۔ اس کے بعد خشکی کی فوجیں آگے
بڑھیں۔

اِدھر بحری فوجیں الجزائر کی بندرگاہ میں پہنچیں۔ الجزائر کے پاس ایک قلعہ پر اسپین والوں کا قبضہ تھا۔ امیر البحر عروج نے اسلامی اصولوں کے مطابق قلعہ والوں کو کہلا بھیجا کہ "قلعہ خالی کر کے اسلامی فوجوں کے سپرد کر دو گے تو تمھیں کسی قسم کی اذیّت نہ پہنچے گی"۔ قلعہ کے افسر نے جواب میں کہلا بھیجا کہ "ہم اس دل گردہ کے آدمی نہیں ہیں کہ معمولی نرم گرم فقروں سے پگھل جائیں ذرا بوجیہ کے قلعہ کے معاملہ کو یاد رکھئے"۔

دوسرے دن محاصرہ شروع ہوا۔ بیس (۲۰) دن تک قلعہ پر عروج کے دلاوروں اور جانبازوں نے آگ برسائی۔ پختہ اُمید

تھی کہ اگر گولہ باری اِسی طرح اور کچھ دن جاری رہی تو قلعہ ضرور فتح ہو جائے گا۔

اُسی عرصہ میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ اندلس کے جلا وطن مسلمانوں اور عروج کے سپاہیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ جس نے بغاوت کی صورت اختیار کر لی۔

اندلسیوں نے عروج کی فوج کے خلاف خفیہ سازش کی۔ اِس بغاوت کی سازش پکڑی گئی اور سازشیوں کو سزائے موت دیدی۔ عیسائی فوجیں جو قلعہ میں بند تھیں وہ اِس اُمید میں تھیں کہ بس بغاوت ہو جائے اور ہم محاصرہ سے نجات حاصل کریں۔ لیکن

اِس سازش کی ناکامی پر اُن پر مایوسی چھا گئی۔

اب اُنھوں نے اسپین کی حکومت سے فوجی مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ اسپین کے بحری محکمہ نے ایک بحری بیڑا سات ہزار نوجوانوں کی مسلّح جمعیّت کے ساتھ ڈان ڈی گوڈی ویرا کی سرکردگی میں بھیجا یہ امیرالبحر بڑا پُرانا تجربہ کار تھا۔

اِدھر عرُوج بھی کچھ کم تجربہ کار نہ تھا۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ شرُوع ہوا۔ شرُوع میں ڈان ڈیگوڈی ویرا کے بحری بیڑے نے حملہ کیا۔ عرُوج کی بحری فوج نے مدافعت کی۔ عرُوج کی فوج میں کمزوری کی علامتیں

پیدا ہونا شروع ہوئیں اُس نے اپنی فوجوں اور خلاصیوں کو ہمّت بندھائی۔ چار گھنٹے کی کشمکش کے بعد دونوں فوجوں کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ امیر البحر ڈان ڈیگو ڈی ویرا کو شکست فاش ہوئی اور وہ ایک جہاز بھی نہ بچا سکا۔

اسپین کی عیسائی حکومت جو اسپین سے اسلامی حکومت کو مٹا کر پھولے نہ سماتی تھی وہ اس ناکامی پر یورپ کی عیسائی حکومت کے سامنے منہ اُٹھانے کے قابل نہ رہی۔

اب عروج نے اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے برّی اور بحری فوج کی نئے سرے

سے تنظیم کی۔ کچھ دن برّی فوج کی سپہ سالاری
کرکے تمام الجزائر کو فتح کر کے ایک مضبوط
حکومت قائم کی اب الجزائر کی پوری حکومت
عروج کی تھی۔ حکومت کی بہترین تنظیم کی۔
الجزائر کے بعض ساحلی کھاڑیوں میں جہاں قلعہ
تھے وہاں اسپین کا قبضہ تھا۔

عروج کی سلطنت کی وسعت فیض اور
مراکو کی حکومت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اب
عروج نے اسپین کے ساحل پر خوب ڈٹ کر
حملے کئے۔ اُس کی حملہ آور کشتیاں ہر دفعہ
ہزاروں سینکڑوں اندلس کے مظلوم مسلمانوں
کو اسپین کے پنجہ سے چھڑا کر لاتیں۔

اسپین تو خیر اپنے کئے کی سزا بھگت

ہی رہا تھا لیکن جنوبی یورپ کے تمام بحری بیڑے عروج کے نام سے کانپتے تھے۔ جنیوا نیپلز اور وینس عروج کی بحری ترکتازیوں سے لرزہ بر اندام رہتے تھے۔ بحرِ روم کے بحری ناکوں پر عروج کا قبضہ تھا۔ کوئی جہاز بغیر بحری محصول ادا کئے آگے نہیں جا سکتا تھا۔

اسپین کے جہاز رانوں نے حکومتِ اسپین سے کافی درخواستیں کیں کہ بحرِ روم میں عروج کے اقتدار کو ختم کیا جائے۔ مگر اسپین والوں میں عروج سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

بالآخر جب چارلس پنجم اسپین کے تخت پر بیٹھا تو اُس نے اِس مقصد کے لئے ایک خاص بحری بیڑا تیار کیا اور پندرہ ہزار بحری فوج اور دس ہزار برّی فوج الجزائر پر حملہ کرنے کے لئے منظّم کی۔ اور اُس پوری فوج کو الجزائر روانہ کیا۔

اتّفاق کی بات تھی کہ عروج اپنی برّی فوج کے ساتھ الجزائر کے علاقۂ طلمسان میں بہت ہی مختصر فوج کے ساتھ مقیم تھا۔ اُس کے پاس کل ڈیڑھ ہزار فوج تھی۔ اِتنی تھوڑی فوج سے دشمن کی ٹڈّی دَل فوج کا مقابلہ کرنا خلافِ مصلحت سمجھ کر عروج نے پہل نہیں کی بلکہ فوجی جمعیّت کے اِکٹھے

کرنے میں لگ گیا۔

اسپینی فوجوں نے عروج کا مقابلہ طلسمان کے علاقہ میں کیا۔ عروج نے اپنے جانبازوں کے ساتھ دشمن کی فوجوں کا مقابلہ دل کھول کر کیا۔

ایک یورپ کا مورّخ لکھتا ہے کہ "کہاں پندرہ سو کی جمعیّت اور کہاں دس ہزار کا ریلا۔ لیکن مسلمانوں نے حیرت انگیز دلیری سے مقابلہ کیا اُن میں سے ہر ایک شخص شیر ببر کی طرح آخری دم تک لڑتا رہا۔ اِس مختصر فوجی جمعیّت میں سے کسی نے بھی پیٹھ نہ پھیری سب کے سب شہید ہو گئے۔"

اِن شہیدوں میں وہ دلیر اور اولوالعزم

امیر البحر بھی تھا جس کے نام سے جنوبی یورپ کے عیسائی جہازراں کانپتے تھے۔ عروج کی لاش اپنے رُعب دار چہرہ کی وجہ سے تمام شہیدوں میں ممتاز تھی اُس کے ہاتھ میں وہ تلوار تھی جس نے اسپین کے مسلمانوں کو بچایا تھا جس کی چمک سے عیسائی سورما کانپتے تھے۔

(۴۵) امیر البحر عروج کی شہادت پینتالیس سال کی عُمر میں ہوئی۔ یہ اِسلام کا دلیر فرزند درمیانی قد کا جسیم و قوی ہیکل تھا داڑھی اور سر کے بال سُرخ تھے۔ آنکھیں تیز، روشن اور متجسّس تھیں جو دل کی بے چینی ظاہر کرتی تھیں۔ ناک لمبی اور

اونچی تھی۔ چہرہ کا رنگ نہایت نورانی تھا۔

یہ ناموز، شجاع، اولوالعزم امیرالبحر خونخوار نہ تھا۔ بلکہ رحم دل، نیک تھا۔ میدانِ جنگ میں شیر ببر کی طرح گرجتا تھا۔ اُس نے اسلامی تاریخ میں اپنے وہ روشن کارنامے چھوڑے ہیں جن کی تابناکی سے اِسلام کی بحری تاریخ کا صفحہ صفحہ چمک رہا ہے۔

امیر البحر عروج نے اپنے پیچھے وہ اولوالعزم دلیر شاگرد اور چھوٹا بھائی چھوڑا جس نے اِسلام کی بحری تاریخ میں وہ نشانات چھوڑے ہیں جو قیامت تک نشانِ راہ یا بُنیادی پتھر کا کام دیں گے۔ جس کو دُنیا خیرالدین پاشا باربروسۂ اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے اور

آج بھی ترکی بحری بیڑا جب بحری مُہم پر روانہ ہوتا ہے تو بکشطاش کے مقام پر شاخ زرّیں درۂ دانیال میں خیرالدین پاشا کی قبر کو بحری سلامی کی توپیں سر کرکے آگے بڑھتا ہے

خیرالدین پاشا کے حالات آگے آتے ہیں۔ ذرا سوچو تو عروج اور خیرالدین پاشا دونوں تمہاری طرح نوجوان تھے۔ اُنھوں نے اپنی زندگی کو اسلام کے لئے کِس قدر مفید بنایا۔ دونوں بھائیوں نے اسپین کے ستائے ہوئے جلا وطن مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں نکالا۔ اور اُن کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگادی۔ اپنے ایک

بھائی الیاس کو اس کام میں شہید کرا دیا۔

تاریخ اسلام کا یہ وہ زمانہ ہے جب اسلامی حکومتوں میں خود غرضی گھر کر چکی تھی اپنے اپنے جلا وطن بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے تیار نہ تھیں۔ یہ واقعات تاریخ اسلام میں بڑے ہو کر پڑھ لینا۔

دونوں بھائی عروج اور خیرالدین عیسائی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اسلام نے اُن کے اندر وہ جوش اور ولولہ پیدا کیا جو پرانے مسلمانوں میں باقی نہ رہا تھا۔

اسلام کی تعلیم کا یہ فیض ہے کہ وہ اپنے دامن میں تربیت پانے والوں میں بہادری اولوالعزمی اور دلیری کے جذبات پیدا کرتا ہے

تم تاریخ اسلام میں ایسی شخصیتوں کا ذکر کثرت سے پڑھو گے۔

کوشش کرو تم بھی دُنیا میں عروج اور خیرالدین پاشا کی طرح روشن کارنامے اسلام کی بحری تاریخ میں چھوڑ کر جاؤ، خدا تمھاری مدد کرے۔

خدا بھی جب ہی مدد کرتا ہے جب ہم تم کوشش کریں اور دنیا میں کچھ کام کر کے اپنے کارنامے پیچھے چھوڑ جائیں۔ ورنہ دُنیا میں ہمارے آنے کا مطلب ہی جاتا رہتا ہے خدا نے ہمیں دُنیا میں اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسلام کی عظمت و ترقّی کے لئے کام کریں اگر اس کام میں اپنی جان تک دینی پڑے تو نہ ہچکچائیں

(۱۷)
امیر البحر خیر الدین پاشا

"آج بھی امیر البحر خیر الدین پاشا بکنسطانش میں اپنے مزار میں ابدی آرام کی نیند اطمنان و سکون کے ساتھ سویا ہوا ہے۔ بکنسطانش کو چوبیس گھنٹے سمندر کی لہریں چومتی رہتی ہیں۔"

(ایک مورّخ)

۱۷۔ خیر الدین پاشا باربروسہ

خاندانِ باربروسہ کی شہرت اُس کے خاص امیر البحر خیر الدین پاشا کی وجہ سے ہے۔ سلطان محمدؐ ثانی نے جزیرۂ ایوبیا یونان کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ فتح کیا۔ وہاں ایک بحری افسر یعقوب نامی مقرّر کیا۔

اسی افسر کے دو ہونہار بیٹے تھے۔ ایک کا نام عرُوج تھا اور دُوسرے کا خیر الدین پاشا۔ خیر الدین پاشا اپنی غیر معمولی قابلیّت کی وجہ سے مشہور امیر البحر باربروسہ (سرُخ داڑھی والا) تھا۔ یہ شخص شرُوع میں کچھ جہازوں کو لے کر بحرِ رُوم کے تجارتی جہازوں پر چھاپے مارا

کرتا تھا۔

رفتہ رفتہ اُس نے افریقہ کے ساحلوں پر حملے شروع کئے۔ چنانچہ اُس نے الجزائر پر حملہ کیا۔ الجزائر کے شہر اور اُس کے گردو نواح پر قبضہ کر لیا۔ لیکن خیرالدین پاشا نے یہ دیکھ کر کہ وہ اپنی حکومت قائم نہ رکھ سکے گا اُس نے سلطان سلیم ترکی سے درخواست کی کہ اُسے اپنی حکومت میں لے لے۔ یہ زمانہ ۹۲۱ھ ہجری کا تھا۔ جب کہ اندلس کے مظلوم مسلمانوں پر عیسائی حکومت انتہائی مظالم کر رہی تھی۔ خیرالدین پاشا نے اپنے جہازوں کے ذریعہ ہزاروں مسلمانوں کو اندلس سے الجزائر پہنچایا۔

ترکی کے تخت پر جب سلیمان آیا تو اُس نے خیر الدین پاشا کو عثمانی محکمۂ بحریہ کا امیرالبحر مقرر کیا۔ خیر الدین پاشا نے شہنشاہ چارلس کے زبردست بیڑے پر حملہ کیا اور کورن پٹراس اور دوسرے ساحلی شہروں کو جن پر چارلس کے مشہور امیر البحر انڈریا ڈوریا نے قبضہ کرلیا تھا واپس لے کر اٹلی کے ساحلوں پر حملہ کیا۔

اس کے بعد سلیمانِ اعظم کی ہدایت کے مطابق اُس نے شمالی افریقہ کے مشہور شہر اور بندرگاہ تونس پر قبضہ کر کے اُسے الجزائر کی ریاست میں شامل کر لیا۔ لیکن تونس کے سلطان حسن نے شہنشاہ چارلس سے فریاد کی چارلس پانچ سو جہازوں کا بیڑا اور تیس ہزار

فوج لے کر تونس پر حملہ آور ہوا۔ خیرالدین پاشا کو شکست ہوئی اور تونس چھوڑنا پڑا۔

چارلس فاتحانہ طریقے پر تونس میں داخل ہوا۔ اُس نے مسلمانوں پر انتہائی مظالم ڈھائے تیس ہزار مسلمان مرد، عورتوں، بچّوں اور بوڑھوں کو قتل کیا اور زبردستی عیسائی بنایا۔

تونس کی ہار کے بعد ترکی اور فرانس میں ایک بحری معاہدہ ہوا جس میں ایک شرط یہ تھی کہ بوقتِ ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہوگی۔ چنانچہ ۹۴۲ھ ہجری میں فرانس اور چارلس کے درمیان بحری جنگ ہوئی۔

سلیمان نے فرانس کی مدد کی۔ خیرالدین

پاشا ترکی کا بحری بیڑا لے کر چارلس کے خلاف لڑا خیر الدین نے جزیرۂ کارفو پر حملہ کیا۔ اور محاصرہ کرلیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد کارفو پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد بحر ایجین کے تمام جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ یہ تمام جزیرے وینس کے ماتحت تھے۔ اور اب یہ سب حکومتِ ترکی کے ماتحت آ گئے۔

سنہ ۹۴۵ ہجری میں پوپ، فرڈینیڈ شاہ ہنگری نے چارلس اور جمہوریہ وینس سے مل کر ترکوں کے خلاف "اتحاد مقدس" قائم کیا۔ اتحادیوں کا زبردست بیڑا جو اپنی تعداد اور قوت کے لحاظ سے ترکی بیڑے سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھا۔ چارلس کے مشہور امیر البحر

انڈریا ڈوریا کی زیر کمان جزیرہ پریویسا کے سامنے مقابلہ پر ڈٹ گیا۔

امیر البحر ڈوریا کی زبردست شہرت اور عیسائی بیڑے کی مجموعی طاقت عیسائیوں کی فتح کے لئے کافی ضمانت سمجھی جاتی تھی۔ مگر خیر الدین پاشا نے اتحادیوں کو ایسی زبردست شکست دی کہ اُن کی طاقت پاش پاش ہوگئی اتحادیوں کو اپنے بحری مقبوضات سے دست کش ہونا پڑا۔ خیر الدین پاشا نے اُن تمام جزیروں کو ترکی کی حکومت میں شامل کر لیا۔

الجزائر پر خیر الدین پاشا کا قبضہ چارلس کے اندلسی اور اطالوی مقبوضات کے لئے

ایک مستقل خطرہ کا باعث تھا۔ اس لئے ۹۴۲ سنہ ہجری میں چارلس نے الجزائر پر بحری حملہ کرنے کے لئے ایک بیڑا روانہ کیا۔ یہ بیڑا بالکل ناکام رہا۔ دوسرے سال فرانس نے صلحنامہ نیس ختم کر کے چارلس سے پھر جنگ شروع کر دی۔ ترکی بیڑے کی مدد سے شہر نیس پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔

فرانس نے ترکی کی مدد کا اعتراف کیا۔ اور اس کے عوض ٹولوں کی بندرگاہ ترکوں کے حوالہ کر دی۔

۹۵۱ سنہ ہجری سے لے کر ۹۵۳ سنہ ہجری تک خیر الدین پاشا نہایت بہادری اور اولوالعزمی

دلیری اور جرأت سے بحرِ رُوم میں مختلف طاقتوں سے بحری مقابلے کرتا رہا اور ترکوں کا بحری بیڑا ترقی کرتا رہا۔

۹۵۳ھ ہجری کے آخر میں خیر الدین پاشا کا انتقال ہو گیا۔ اُس نے اپنی حیرت انگیز شجاعت، بہادری، اولوالعزمی سے نہ صرف ترکی حکومت کے بحری مقبوضات میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ بلکہ بحرِ رُوم، بحرِ احمر اور بحرِ ہند میں ترکی کی بحری قوّت کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ یورپ کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ چارلس پنجم بھی اکیلے اُس کے مقابلہ سے ڈرتا تھا۔ خیر الدین پاشا پیدائشی سپاہی تھا۔

سپاہی بھی ایسا جو سمندر کی طوفان خیز گودیوں میں کھیلتا ہو۔

وہ اپنی دولت اور وقت کا بہت بڑا حصّہ بحری بیڑے کی تیّاری، بحری فوج کی تنظیم میں صرف کرتا تھا۔ غرض خیرالدین پاشا کا اُٹھنا، بیٹھنا، اوڑھنا، بچھونا بحری بیڑے کی تیّاری اور تنظیم تھی۔

یہی وجہ ہے کہ خیرالدین پاشا کی عظمت و شہرت اِسلامی تاریخ میں سُنہری حرفوں میں لکھی ہوئی ہے۔

آج بھی خیرالدین بکشطاش میں اپنے مزار میں آرام سے اطمینان و سکون کے ساتھ سویا ہوا ہے۔ بکشطاش کو چوبیس گھنٹے سمندر

کی لہریں چومتی رہتی ہیں۔

خیرالدین پاشا کی وفات نوّے سال کی عمر میں ہوئی۔ یہ امیر البحر اگرچہ بلند و بالا نہ تھا لیکن بڑا وجیہ و شکیل تھا۔ بحری زندگی بسر کرنے کی وجہ سے اُس کا جسم مضبوط اور گٹھا ہوا تھا۔ داڑھی کے بال گنجان اور گھنگھروالے تھے۔ آنکھیں بڑی روشن اور چمکدار تھیں۔ اُن کی آنکھوں میں ایک خاص کشش تھی جو اُس کی اولوالعزمی اور دلیری کا پتہ دیتی تھی۔

خیرالدین کے چہرہ سے ایک خاص قسم کا جلال و رُعب ٹپکتا تھا وہ بحری حملوں میں خاص مہارت رکھتا تھا۔ جب دشمن پر حملہ

کرتا تھا تو وہ حملہ اتنا تیز و تُند ہوتا تھا کہ دشمن کی صفوں کی صفیں درہم برہم ہو جاتی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خیرالدین پاشا اپنے زمانہ کا بے مثال اور یکتائے زمانہ امیر البحر تھا۔ شکست خوردہ دشمن کے ساتھ نرمی اور محبّت سے پیش آتا تھا۔ اپنے ماتحت افسروں اور سپاہیوں کی خوش حالی اور آرام کا ہمیشہ خیال رکھتا تھا۔

بحری لڑائیوں سے اُسے خاص ذوق و شوق تھا۔ بحری لڑائی اور جہاز سازی سے اُسے اس قدر دلچسپی اور لگاؤ تھا کہ جہاز سازی سے لے کر معمولی ملّاح اور خلاصی تک کا کام

کر لیتا تھا۔

خیر الدین پاشا اسلام کا سچّا جان نثار اور بہی خواہ تھا۔ اُس کا چودہ سال کا امیر البحری کا زمانہ تاریخِ اسلام میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حکومتِ ترکی کا ایک زمانہ تک یہ رواج رہا کہ جب کوئی ترکی بیڑا کسی مہم پر جاتا تو خیر الدین کی قبر پر فاتحہ اور توپوں کے گولوں سے سلامی دیتے ہوئے شاخِ زرّیں سے لنگر اُٹھاتا۔

سچ ہے کہ دُنیا میں محنت اور جدّوجہد پر عزّت و شہرت موقوف ہے۔ تم بھی عزّت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تُم بھی خیر الدین پاشا کی طرح سمندر کی لہروں اور طوفانوں سے کھیلنا سیکھو

(۱۸)

امیر البحر حسن آغا

"اولوالعزم امیر البحر حسن آغا ۳، سال کی عمر میں اس دُنیا سے چل بسا اور اپنے پیچھے شاندار کارنامے آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ گیا۔"

(ایک مورّخ)

۱۸۔ امیر البحر حسن آغا۔

خیر الدین پاشا بڑے مردم شناس تھے۔ اُنھوں نے اپنی امیر البحری کے زمانہ میں ایک مشہور دلیر، ناموز شجاع حسن آغا کو اپنا جانشین مقرّر کیا۔

خیر الدین پاشا نے حسن آغا کی اپنی نگرانی میں تربیّت کی تھی۔ اپنی نگرانی میں اُسے بڑے اہم ذمّہ داری کے عہدے سُپرد کئے تھے۔ جن کو اُس نے نہایت خوش اسلوبی اور سلیقہ سے انجام دیا۔

خیر الدین پاشا کے انتقال کے بعد دوٗلتِ عثمانیہ نے حسن آغا کو الجزائر کا گورنر

اور امیر البحر مقرّر کیا۔ اُس زمانہ میں یورپ
کے بحری بیڑوں کی مدافعت کے لیے ترکی
کے مشہور امیر البحر طورغوت پاشا اور اُن
کے نائب صالح رئیس اور رئیس سدّ
سکندری بنے ہوئے تھے۔ جنوبی یورپ کے
امیر البحر اُن کا نام سُن کر کانپتے تھے اور
اپنے بحری بیڑے لئے ہوئے پوشیدہ خلیجوں
اور کھاڑیوں میں چھپے رہتے تھے۔ کھلے
سمندروں میں اُنھیں نکلنے کی جرأت نہ ہوتی
تھی۔

اسپین سے مسلمانوں کو بری طرح نکالنے
کے بعد شاہ چارلس نے عیسائی بحری
بیڑوں کو متحد کیا۔ اُس نے یہ ارادہ کرلیا

کہ الجزائر پر بحری حملہ کر کے اُس پر قبضہ
کرکے۔ اِسی مقصد کے لئے اُس نے گرمی
کا موسم پسند کیا۔ یورپ کے مشہور امیرالبحر
نے اُس کی رائے کو پسند کیا۔

اِس اتّحادی بیڑے میں اٹلی، وینس، اسپین
اور جرمنی کے جہازوں نے شرکت کی۔ اِن
بحری بیڑوں کے علاوہ صلیبی بحری لُٹیرے
بھی اِس مُہم میں شریک ہوئے۔

غرض کہ یہ متّحدہ بیڑا امیر البحر ڈوریا کی
سرکردگی میں الجزائر کی مُہّم پر روانہ ہوگیا
بندرگاہ اسپنزا سے نکلتے ہی طوفان کا سامنا
ہوا۔ یہ طوفان اِس قدر تیز تھا کہ سارے کے
سارے جہاز مخالف سمت کو روانہ ہو گئے۔

لیکن اتفاق سے جزیرہ کارسیکا پاس پڑتا تھا
جہاں جاکر اُس بیڑے نے پناہ لی۔
جب طوفان تھما تو اُس کے کئی روز
بعد ڈوریا نے لنگر اُٹھانے کا حکم دیا۔ اور
ساحل کے قریب برِّ اعظم افریقہ کے
ساتھ ساتھ پھونک کر قدم رکھا۔ اور
اتّحادی بیڑوں کے ساتھ ساتھ بَرا باندھے چلا۔
جزیرۂ منارکا کے قریب پہنچکر وہ طوفان
نازل ہوا جس کی وجہ سے جہازوں کے مستول
ٹیڑھے ہوگئے، بادبانوں کے ڈنڈے پھٹ گئے
بادبانوں کی دھجیاں اُڑ گئیں اور جہاز قابو سے
باہر ہوگئے۔
ڈوریا بہت آہستہ قریب کے جزیرہ

کی بندرگاہ میں پہنچا، جو بحرِ روم کے تمام اطراف کے بحری بیڑوں کا مقامِ اتصال تھا یہاں سے آبنائے پاما میں جنوبی یورپ کی تمام بحری قوتیں الجزائر سے ٹکرانے کے لئے اکٹھی ہوئیں۔

اِن جہازوں کی ترتیب یہ تھی کہ سب سے اوّل اسپین کا خاص شاہی بیڑا تھا جس میں ایک سو (۱۰۰) جنگی جہاز تھے۔ یہ بیڑا جرمنی اور اٹلی کے اولوالعزم چیدہ چیدہ دلاوروں کی سرکردگی میں اور کولونا اور اینوزا جیسے پرانے تجربہ کار امیر البحر کی کمان میں تھا۔ اسپین کے بحری بیڑے نیپلز اور پلرمو کے ڈیڑھ سو (۱۵۰) جنگی جہاز تھے۔ پھر نوڈی منڈوزا

کے دو سو (۲۰۰) جہاز تھے۔ جن میں قلعہ شکن توپ خانہ اور ڈوبنے کے ہتھیار رکھے تھے۔ اِن جہازوں میں بہادروں اور تجربہ کار بحری فوجوں کی پلٹنیں تھیں۔

اِن جہازوں پر اسپین کو فخر تھا۔ غرض کہ کُل مِل کر پانچ سو (۵۰۰) سے زیادہ کوہ پیکر جنگی جہاز توپ خانہ بارہ ہزار بحری اور چوبیس ہزار برّی فوج تھی۔ اِن جہازوں پر پوپ کے فدائی دعاؤں میں مصروف تھے۔ اِن انتظامات کے ساتھ ڈوریا الجزائر کی طرف روانہ ہوا۔

چارلس کو اس مُہم میں اِس قدر پُختہ یقین تھا کہ ضرور اتحادی بیڑا کامیاب ہوگا۔ ۱۵۳۵ء عیسوی کے تونس کے معرکہ پر چارلس

پھولا نہ سماتا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا اور ٹھیک سمجھتا تھا کہ اِس عظیم الشان بیڑے کو دیکھ کر الجزائر والوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ ڈر جائیں گے۔

ڈوریا نے خاص انداز سے اپنے جہازوں کو الجزائر کے قریب ترتیب دیا۔ اُس کا خیال تھا کہ الجزائر کے باشندے کثیر تعداد میں سطحِ سمندر پر جہاز دیکھ کر ڈر جائیں گے۔ اتحادی بیڑا بندرگاہ سے ذرا دُور آکر لنگر انداز ہوا۔

حسن آغا کو دشمن کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اُس نے مدافعت کی اسکیم سوچی۔ تین دن تک الجزائریوں کو مزاحمت کی کوئی ضرورت ہی نہ محسوس ہوئی اِس لیے کہ سخت طوفان

اوؔر مینہ کی وجہ سے عیسائی حملہ آوروں کے قدم نہ جمنے پائے۔ چوتھے دن جب طوفان تھما تو اتحادی فوجیں محاصرہ کے سامان سمیت خشکی پر خیمہ زن ہوگئیں۔

عربوں اوؔر بربریوں کے فوجی دستے جو پہاڑوں کی گھاٹیوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے اُنھوں نے اتحادی بیڑوں کی اُن فوجوں پر حملے شروع کر دیئے جو خشکی پر خیمہ زن تھیں عربوں نے بڑی بے جگری کے ساتھ اُن پر حملے کرنے شروع کئے۔ عرب دستے کرتے یہ تھے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے بڑی بڑی چٹانیں لڑھکا دیتے جن سے دشمن کا بڑا جانی نقصان ہوتا اوؔر بہتوں کو گرفتار بھی کر لیتے مگر حملہ آوروں

نے بڑھ بڑھ کر قدم رکھا اور شہر کی فصیل
کے پاس پہنچ کر پھیل گئے۔

آغا حسن نے اپنی مختصر سی قوت لے کر جس
میں کُل آٹھ سو ترک اور پانچ ہزار عرب اور
بربری تھے اُن کی کمان سنبھالی اور مقابلہ کے لئے
کھڑا ہوا۔ چارلس نے اُسے پیام بھیجا کہ بے کار
فوجیں کیوں کٹاتے ہو شہر ہمارے سُپرد کر دو
ورنہ ہم شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔
مگر بہادُر امیر البحر آغا حسن نے یہی جواب دیا
کہ "تلوار آپ فیصلہ کر دے گی"

دونوں فوجوں کی متضاد حالتوں کو دیکھ
کر معلوم ہوتا تھا کہ آج الجزائر کی آخری ساعت
آن پہنچی ہے۔ یورپ کے تمام مشہور بہادر سمٹ

کر الجزائر کی فصیلوں پر جمع ہو گئے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ الجزائر کسی طرح فتح ہو جائے، یورپ کے جہازوں کے توپخانوں کے دہانے الجزائر کی فصیل کی طرف تھے۔

ایسی نازک گھڑی میں زبردست طوفان آیا تمام فضا کو گھنگور گھٹا نے گھیر لیا۔ سخت بارش شروع ہوئی اور ایسی بجلی چمکی کہ کڑک سے لوگوں کے دل دہلے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کائنات بھی الجزائریوں کی مدد کے لئے اپنے تمام جتن کر رہی ہے۔

عربی دستوں نے عیسائی حملہ آوروں پر زبردست حملے کئے۔ جوابی حملے دشمنوں کی طرف سے ہوئے۔ یہ جوابی حملے بڑے سخت تھے

عربوں نے فصیل کے برجوں اور مورچوں سے اس قدر آتش باری کی کہ دشمن کی فوج کا بہت بڑا حصّہ تباہ و برباد ہو گیا۔ اب امیرالبحر آغاحسن نے شہر سے نکل کر اتحادیوں کے دستوں پر پُرزور حملے کیے۔ ان حملوں کی تاب نہ لا کر اتحادی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں۔

دوسرے دن آرام کے لیے اتحادی فوجیں جہازوں میں پہنچیں۔ اُن کے پہنچتے ہی پھر سے زبردست باد و باراں کا طوفان آیا۔ جس نے اتحادی جہازوں کے انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے۔ جہاز اپنے آپ سے ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ رہے تھے۔ ڈیڑھ سو (۱۵۰) کوہ پیکر جہاز تو پانی میں بتاشے کی طرح بیٹھ گئے دو ہزار بحری فوج کے تجربہ کار نوجوان

بھی اُن کے ساتھ سمندر کی تہہ میں جا پہنچے۔

ڈوریا اِس موقع پر ہوشیار رہا اُس نے ایک بڑی تعداد جہازوں کی خلیج ٹیمنڈ فاسٹ میں پہنچا دی۔ جو ایک محفوظ مقام تھا چارلس بھی آخر میں خلیج ٹیمنڈ فاسٹ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔

اِس تباہی کے بعد جتنی اتحادی فوجیں باقی بچیں تھیں چارلس اُنھیں خشکی کے راستہ سے ساحل لے کر چلے لیکن آغا حسن کی فوجوں نے اُن پر سخت حملے کئے جن کی وجہ سے اتحادی فوجوں کی ایک بڑی تعداد برباد ہوگئی۔

خلیج ٹیمنڈ فاسٹ پہنچ کر باقی ماندہ فوج

لے کر چارلس اور ڈوریا بوجیہ کی بندرگاہ میں پہنچا۔ اتّحادی فوجیں بھوک اور تھکن سے چکنا چور تھیں۔ بوجیہ کی بندرگاہ میں بھوکے فوجی اور ٹوٹے جہاز آکر ٹھہرے۔

بالآخر جب چارلس اور ڈوریا واپس اپنی ناکامی کے ساتھ پہنچے تو لوگوں نے اُنھیں بد دُعائیں دیں۔ کیونکہ معمولی سپاہیوں چھوڑ کر سینکڑوں بڑے بڑے تجربہ کار افسر اِس مُہم میں کام آئے جن کی موت پر مہینوں ماتم رہا۔

یہ بہت بڑا اور مشہور حملہ جو بڑے گھمنڈ اور غرور سے شروع ہوا تھا، ذلّت اور رُسوائی پر ختم ہوا اُس میں یورپ

کے تمام بہادر اور سوار شریک تھے۔ الجزائر پر اس حملہ کا یہ اثر ہوا کہ الجزائریوں کے قبضہ میں سینکڑوں جہاز، توپیں اور سامانِ رسد آیا۔

اس سے بڑھ کر اس جنگ کا یہ نتیجہ نکلا کہ الجزائر کے باشندوں کے حوصلے اور ہمّت ہزار گناہ بڑھ گئی۔ اسپین والے اس شکست پر بھی نہ شرمائے چنانچہ امیر البحر جورین ڈی لا اس مہم کی کیفیت لکھتے ہوئے اپنی پردہ پوشی ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ "الجزائر کی آب و ہوا بہادری کے کارناموں کے لئے موزوں نہیں ہے۔

امیر البحر آغا حسن کی جنگی سوجھ بوجھ نے

الجزائر کو دشمن کے قبضہ میں پڑنے سے بچالیا
اگر کوئی اور امیر البحر ہوتا تو یورپ کے
متحدہ بیڑے کی اس اطمینان اور سکون
کے ساتھ مدافعت نہ کرسکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ طوفان
نے اتحادی بیڑے کو جمنے نہ دیا لیکن امیرالبحر
آغا حسن کی جنگی تدبیریں طوفان سے پہلے
کافی کارآمد ثابت ہوئیں۔

غرض یہ اولوالعزم امیر البحر ۷۰ سال
کی عمر میں اس دنیا سے چل بسا اور اپنے
پیچھے شاندار کارنامے آنے والی نسلوں
کے لئے چھوڑ گیا۔

اس روشنی کے مینار سے مسلمانوں کی

نئی نسل پستی کی اندھیریوں میں روشنی حاصل کرکے ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ حسن آغا کے کارنامے ہمیں تاریخ کی کتابوں میں مختصر ملتے ہیں لیکن وہ ہیں بڑے عظیم الشان اُس کے کارناموں کی عظمت کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے متحدہ یورپ کے بحری بیڑے کو وہ شکست دیدی جس کو یورپ ایک عرصہ تک نہ بھلا سکا۔

(۱۹)

امیر البحر طورغوت پاشا

"طور غوث پاشا اپنے زمانہ کے نہایت دلیر معرکہ آرا، شیر میدانِ عزم تھا۔ اپنے زمانہ کے امیر البحروں میں سب سے زیادہ شجاع تھا۔ خیر الدین کا ہم پلّہ تھا۔ امیر البحر ڈوریا سے زیادہ دلیر تھا۔ بڑے بڑے امیر البحروں کا منہ پھیر دینے والا تھا۔"

(ایک مورّخ)

۱۹۔ امیرُ البحر طورغوت پاشا

خیر الدین پاشا باربروسہ کے علاوہ سلیمانِ اعظم کو اِس قسم کے دو اَور مشہور امیرالبحروں کی خدمات بھی حاصل تھیں۔ جن کی غیرمعمولی شجاعت اَور قابلیّت کی دھاک بحرِ رُوم اَور اُس کے ساحلی علاقوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔

اُن میں سے ایک طورغوت پاشا تھا اَور دُوسرا پیالے پاشا۔ طورغوت پاشا کو بچپن ہی سے بحری بیڑے سے بڑی دلچسپی تھی۔ اُنھوں نے شرُوع ہی سے بحری

بیڑے کو منظّم کیا۔ ایک دفعہ اُس نے تیس جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا۔ رومیوں کے ایک جزیرہ کارسیکا پر حملہ کیا لیکن انڈریا ڈوریا عیسائی امیر البحر نے طورغوت پاشا کو گرفتار کرکے، اُس کے تمام جہازوں پر قبضہ کرکے اُس کے ملّاحوں کو زنجیروں میں جکڑ کر باندھ لیا۔

کئی مہینے تک طورغوت پاشا انڈریا ڈوریا کی قید میں رہا۔ خیر الدین پاشا باربروسہ نے ڈوریا کو دھمکی دی کہ "اگر طورغوت پاشا، اُس کے ملّاحوں اور جہازوں کو نہ چھوڑا تو میں جنیوا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"

ڈوریا نے طورغوت پاشا اور اُس کے

ملاحوں کو جہازوں کے ساتھ رہا کر دیا۔ طورغوث پاشا اپنی مہارتِ فن اور شجاعت کی وجہ سے خیر الدین پاشا کے ہم پلّہ تھا۔

دولتِ عثمانیہ نے طورغوث پاشا کو امیر البحر بنا دیا۔ اُس نے اپنے زبردست بحری حملوں سے اٹلی اور اسپین کے ساحلوں کو روند ڈالا۔ اٹلی اور اسپین کا بحری بیڑا طورغوث پاشا کے نام سے کانپتا تھا۔

طورغوث کے بحری حملے اِتنی شدّت اور مُستعدی کے ساتھ ہوتے تھے کہ دشمنوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔ بعض وقت یہ دولتِ عثمانیہ کے حلیفوں کے جہازوں پر حملہ کرنے سے بھی نہ جھجکتا تھا۔

ایک دفعہ وینس کے کئی جہازوں کو گرفتار کرلیا سلیمانِ اعظم نے اُس سے بازپُرس کی اور اُسے قسطنطنیہ میں بُلایا لیکن طورغوت پاشا نے قسطنطنیہ آنے سے انکار کیا۔ اپنے بیڑے کو لے کر مراکش چلا گیا۔ سلطانِ مراکش کے ہاں ملازمت کرلی۔

دربارِ مراکش کے بحری بیڑے کی تنظیم کی اور ترقّی دے کر عروج پر پہنچا دیا۔

خیرالدین پاشا کے انتقال کے بعد دولتِ عثمانیہ کو طور غوت پاشا کی ضرورت پڑی۔ سلیمانِ اعظم نے طورغوت پاشا کو معاف کرکے بڑی عزّت و احترام سے قسطنطنیہ بُلایا اور امیرالبحری کے عہدہ پر فائز کیا۔

اس کے بعد طورغوت پاشا نے طرابلس پر حملہ کیا۔ طرابلس اس زمانہ میں صلیبوں کے قبضہ میں تھا۔ اِن صلیبوں کا مرکز اُس زمانہ میں مالٹا تھا۔ مالٹا میں اُن کی زبردست بحری طاقت تھی۔ طورغوت نے حملہ کر کے اُسے فتح کرلیا۔ اور اُسے سلطنتِ عثمانیہ میں شامل کر دیا۔ اِس کے بعد وہ طرابلس پر حاکم مقرّر ہوا۔ اُس نے افریقہ کی تمام بندرگاہوں کی حفاظت کی اور جہاز سازی کے کارخانوں کی ازسرِ نو تنظیم کی۔

سنہ ۹۷۳ ہجری میں جب قسطنطنیہ سے ترکی بیڑے نے مالٹا پر بحری حملہ کیا۔ تو طورغوت پاشا اپنا بیڑا لے کر طرابلس سے

وہاں پہنچا۔ ترکی بیڑے کی مدد میں شامل ہوا اور خوب دل کھول کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ لیکن بحری لڑائی میں اُسے ایک گولہ لگا جس سے وہ شہید ہو گیا۔

طور غوت پاشا اپنے زمانے کے نہایت دلیر، معرکہ آرا، شیرِ میدانِ رزم تھا۔ اپنے زمانے کے امیر البحروں میں سب سے زیادہ شجاع تھا۔ خیر الدین کا ہم پلّہ تھا۔ امیر البحر ڈوریا سے زیادہ دلیر تھا۔ بڑے بڑے امیر البحروں کا مُنہ پھیر دینے والا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر البحر طور غوت پاشا

بحری لڑائیوں میں بے مثال امیر البحر تھا۔ ہمیشہ سپاہیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ جاہ و منصب کا خواہشمند نہ تھا بلکہ صرف جانبازی پر سب کچھ نچھاور کرتا تھا۔ وہ اِس بات کو نہ دیکھتا تھا کہ کامیابی ہوگی یا ناکامی۔

اپنے مغلوب دشمنوں خصوصاً قیدیوں کا سچّا ہمدرد اور رفیق تھا۔ نہایت زندہ دل آزادمنش اور بے تکلّف تھا۔

اپنے ماتحتوں سے برابری کا سلوک کرتا تھا۔ اُس کی فوج اُس کی مٹّھی میں رہتی تھی اُسے سپہ گری میں کمال تھا۔ اُس کی موت سے تقریباً ڈھائی سو سال بعد انگریز امیرالبحر لارڈ نیلسن کی موت ہوئی۔ دونوں کی موت

ایک ہی جیسی ہوئی تھی۔ دونوں سچّے سپاہیوں
کی طرح فرائض ادا کرتے ہوئے لڑائی
کے شباب میں زخمی ہوکر مرے، یہ وہ
انجام ہے جس کی دونوں کو آرزو تھی۔

طور غوت پاشا کی زندگی سے ہمیں دلیری
جانبازی، اولوالعزمی اور فداکاری کا سبق
ملتا ہے۔ تم بھی طور غوت پاشا کی طرح سپاہی بنو

امیر البحر علی العلوجی پاشا

"امیر البحر علی العلوجی پاشا جس کا لقب مؤذن زادہ بھی تھا۔ یہ دولتِ عثمانیہ کی طرف سے امیر البحر تھا۔ اُس کے کارنامے اور بحری ترکنازیاں خیرالدین پاشا سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ یہ طورغوت پاشا کی طرح نڈر، اولوالعزم تھا۔ بحری لڑائیوں میں دشمن کے چھکے چھڑا دیتا تھا۔ ترکی امیر البحروں میں کارآزما اور تجربہ کار تھا۔ ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(ایک مؤرخ)

۱۷۔ امیر البحر علی العلوجی پاشا

علی العلوجی پاشا، طورغوت پاشا اور خیرالدین پاشا کی طرح دلیر، اولو العزم اور یکتائے زمانہ امیر البحر تھا۔ علی العلوجی طورغوت پاشا کا شاگرد تھا۔ خیر الدین پاشا کی طرح نڈر تھا اور اُن کے قدم بقدم چلتا تھا۔

علی العلوجی پاشا کلبیریا کے عیسائی گھرانے کا ایک نوجوان تھا۔ اُس نے الجزائر میں آکر اِسلام قبول کیا۔ پھر بحری فوج میں شامل ہوا شروع میں بطور ملّاح کے کام کیا۔ پھر رفتہ رفتہ ترقّی کرتے کرتے امیر البحری کے عُہدہ

پر پہنچا۔

علی العلوجی پاشا نے تونس میں حکومت کا انتظام سنبھالا۔ افریقہ کے ساحلوں کی اچھی طرح نگرانی کا انتظام کیا۔ اور جہازسازی کے کارخانوں کی پھر سے تنظیم کی۔

اس کے بعد علی العلوجی پاشا نے افریقہ کے مختلف علاقوں سے دشمنوں کو خارج کیا۔ ۱۵۷۰ء عیسوی میں جب کہ وہ مغربی بحرروم میں دورہ کر رہا تھا۔ تو ساحل صقلیہ کے پاس صلیبیوں کے بحری بیڑے کا مقابلہ کرنا پڑا، اس بیڑے میں پانچ جنگی جہاز تھے جو صلیبیوں کے مشہور امیر البحر کلیمنٹ کی سرکردگی میں لوٹ کا مال لئے ہوئے مالٹا کو جا رہے تھے

بندرگاہ القطائع پر دونوں بیڑوں میں بڑی گھمسان کی بحری لڑائی ہوئی۔ صلیبیوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے تین جہاز علیٰ العلوجی پاشا کے پاس بطور نذرانے کے پیش کیے۔

صلیبیوں کا یہ لٹا ہوا بیڑا جب واپس مالٹا پہنچا تو صلیبی اِس قدر کلیمنٹ پر خفا ہوئے کہ پوپ نے بڑی مشکل سے اُس کی جان بچائی۔ لیکن مالٹا کے بسنے والوں نے کلیمنٹ کو پھانسی دے کر اُس کی لاش کو سمندر میں پھینکدیا۔

سنہ ۱۵۷۱ عیسوی میں صلیبیوں نے القطائع کی چھوٹی سی شکست کا دل کھول کر بدلہ لیا۔

اور سچ یہ ہے کہ الجزائر اور قسطنطنیہ کی متّحدہ بحری قوّت کو کچھ عرصہ کے لئے صلیبیوں کی بحری قوّت نے بالکل کمزور کر دیا تھا۔

خیر الدین پاشا نے حکومتِ وینس کے بحری بیڑے کو جو امیرُ البحر ڈوریا کے زیرِ کمان تھا۔ اُسے پریویسا کے قریب شکستِ فاش دیدی تھی۔ جس کی وجہ سے حکومتِ وینس کا بحری اقتدار ہمیشہ کے لئے خاک میں مِل گیا۔ مگر اُس کا جوش و خروش اب بھی باقی تھا اگرچہ کچھ سکون تھا وہ اِس وجہ سے تھا کہ وینس کا بحری بیڑا بہت کمزور تھا۔ وینس کا بحری بیڑا اُس وقت جوش میں آجاتا اگر کوئی عیسائی

طاقت اُس کی پشت پناہی کرتی۔

ہرچند وینس کے تمام اچھّے اچھّے بندرگاہ اور بحری چھاونیاں دولتِ عثمانیہ کے قبضہ میں آگئی تھیں۔ پھر بھی کچھ اچھّے جزیرے ابھی وینس کے قبضہ میں باقی تھے۔

اِن جزیروں میں سے ایک جزیرہ سائپرس بھی تھا جو بحرِ یونان میں گویا وینس کی گذشتہ شان و شوکتِ بحری کی یادگار تھا۔ مشرقی بحرِ روم میں اِس سے بڑھ کر کوئی محفوظ مقام نہ تھا۔ یہ جنگ کی حالت میں فوجوں کے لئے بہترین چھاونی، سامانِ جنگ کے لئے بہترین میگزین، اور رسد اور فوجی راشن کے لئے بہترین گودام تھا۔

جزیرۂ سائپرس کا قدرتی موقع ایشیا تھا اور جنگی ضرورتوں کے لئے اس قدر موزواں تھا کہ یہاں جم کر تمام بحرِیونان میں جہازرانی کرنے والوں کی آسانی سے دیکھ بھال کی جا سکتی تھی۔ اور دشمن کی ہر حرکت سے خبردار رہ سکتے تھے۔

اس جزیرہ کی ایک خصوصیّت یہ بھی تھی کہ شام وغیرہ کے بحری ڈاکو اُسے اپنا ماویٰ وملجا سمجھتے تھے۔ سُلطان سلیم ثانیؒ نے وینس کے اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کا پکّا ارادہ کر لیا۔

چونکہ وینس کے بحری بیڑے نے یورپ کے بحری بیڑے کی غارت گری کی پالیسی

کی مدد کی تھی، اِس لئے دولتِ عثمانیہ نے ۱۵۷۰ء عیسوی میں وینس کو بحری جنگ کی دعوت دی۔

وینس نے اِس چیلنج کو منظور کیا اور اپنی مدد کے لئے صلیبیوں سے ساز باز کی۔ صلیبی وینس کی مدد کے لئے تیّار ہو گئے۔ اُنھوں نے یورپ کی تمام بحری طاقتوں سے مدد مانگی۔ یورپ کے مختلف بحری بیڑوں نے مدد کی۔ ۲۰۶ جہاز اور اڑتالیس ہزار فوج تیّار ہوئی۔ اِس متّحدہ بیڑے کے امیرالبحر مارک انٹونی مقرّر ہوئے۔

دولتِ عثمانیہ کی طرف سے علی العلوجی پاشا بربری بحری بیڑا پیالے پاشا اور لالہ

مصطفٰے کی کمان میں سیدھے سائپرس کی طرف بھیجا اور خود دشمن کی قوت کا اندازہ کرنے کے لئے اٹلی کے ساحل کی طرف لنگر انداز ہوا۔ اِس لئے کہ اتحادی بیڑوں کی نقل و حرکت کا آسانی سے پتہ معلوم ہو سکتا تھا۔

علی العلوجی نے اچھّی طرح معلوم کرلیا کہ دشمن کا بیڑا اور فوجیں بہت بڑی تعداد میں سائپرس کی طرف جارہی ہیں باوجود اِس کے علی العلوجی پاشا اور اُس کا بیڑا ذرا بھی نہ گھبرایا۔

اِس کے علاوہ بربری بیڑے کا رُعب عیسائی امیرالبحروں پر بہت زیادہ تھا۔

باوجود اس کے کہ لالہ مصطفیٰ اور پیالے پاشا کے پاس بحری بیڑا اور بحری فوج کم تھی لیکن پھر بھی بربری بیڑے نے سائپرس کے دارالسلطنت اور بندرگاہ نیکوشیہ پر قبضہ کرکے ہلالی جھنڈا بلند کردیا۔

ادھر اٹلی کے ساحلوں سے ہٹ کر علی العلوجی پاشا بھی سائپرس پہنچ گیا۔ اُس نے اپنی تمام بحری فوج جہازوں سے اُتار کر جزیرہ کے اندرونی علاقوں کی فتح میں لگادی۔

عیسائی اتحادی بیڑے کے لئے یہ

بہترین موقع تھا کہ سائپرس پہنچ کر ترکی کے خالی جہازوں کو ڈبو دے۔ مگر اُنھوں نے اپنے غرور اور بیجا تمکنت میں یہ موقع کھو دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نیکوشیہ کی قسمت کی فتح کے بعد سائپرس کے سب سے مُستحکم بحری قلعہ فیماغستہ پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا۔ اِس طرح علی العلوجی پاشا نے اتحادی بیڑے کو بحرِ یونان میں تھا زبردست شکست دی۔

علی العلوجی پاشا اپنے اور بربری بیڑے کے ساتھ بحرِ یونان سے لنگر اُٹھا کر خلیج لینٹو کے راستہ سے بحیرۂ اڈریاٹک میں داخل ہوا اور وہیں لنگر ڈال کر عیسائیوں

کے متحدہ بحری بیڑے کا انتظار کرنے لگا۔

معلوم ہوتا تھا کہ علی العلوجی پاشا کو ترکی اور بربری بیڑے پر زیادہ گھمنڈ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پچھلی کامیابیوں نے اُسے ضرورت سے زیادہ اپنے بیڑے کی طاقت پر مغرور کر دیا تھا۔ اور دشمن کی طاقت کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔

علی العلوجی پاشا کو ایک غلط فہمی یہ بھی پیدا ہو گئی تھی کہ جس طرح خیر الدین پاشا باربروسہ نے انڈریا ڈوریا عیسائی امیر البحر وینس کو پریویسا میں بحری شکست دی تھی اُسی طرح میں بھی عیسائی متحدہ بحری طاقت کو خلیج لیپنٹو میں زبردست شکست

دے دوں گا۔

اِس زمانہ اور اُس زمانہ میں یہ فرق تھا کہ عیسائی بیڑے کو صلیبیوں نے متحّد کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ بعض عیسائی مذہبی پیشواؤں نے اپنی آتش فشاں تقریروں اور تحریروں سے بحری فوجوں میں ایک نئی روح اور نیا ولولہ پیدا کر دیا تھا۔

ترکی بیڑا اپنے انتہائی عروج کو پہنچ چکا تھا۔ اُس میں ایک طرح کا اطمینان، سکون اور آگے بڑھنے کا جذبہ مدّھم پڑ گیا تھا۔ اُدھر عیسائی بحری بیڑا اپنی لگاتار شکستوں کی وجہ سے انتہائی ذلّت محسوس کر رہا تھا۔ اب اُس کے اندر اِس احساسِ کمتری

نے بیداری کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

اِس احساسِ بیداری کے علاوہ عیسائی بیڑے کا نیا امیر البحر ڈان جان آف آسٹریا تھا۔ اس کے باپ چارلس اعظم نے جنوبی یورپ کے بحری بیڑوں کو ترکی کے حلقہ بگوش ہونے سے بچا لیا تھا۔ ڈان جان آف آسٹریا ایک مشہور امیر البحر کا لڑکا تھا اُس کی بائیس سال کی عمر تھی، وہ اپنی نوجوانی کے ولولوں سے سرشار تھا، اُس کے سوتیلے بھائی فلپ نے اندلس سے مسلمانوں کے نکالنے اور اُن کے قتل کرنے میں راہبری کی تھی۔

ایسا شخص جس کا بھائی اور باپ مسلمانوں

کا جانی دشمن رہا ہو، ظاہر ہے وہ کس قدر دشمنی کے جذبات اور منصوبے رکھتا ہوگا۔

ڈان جان آف آسٹریا کو جنوبی یورپ کے پورے بیڑے کا ذمّہ دار ہونا پڑا، یہ درست ہے کہ ایسے اولوالعزم شخص کے لئے یہ ذمّہ داری کچھ مشکل نہ تھی۔ کیونکہ اُس کی خاندانی روایات، اُس کی ہمّت بندھانے کے لئے کافی تھیں۔

عیسائی۔ اتّحادی بیڑا ترکی بیڑے سے لڑنے کے لئے خلیج مسینا میں داخل ہوا۔ سب سے پہلا بحری بیڑا امیرالبحر ویزو کی سرکردگی میں خلیج مسینا میں داخل ہوا۔ ویزو

کے بحری بیڑے میں اڑتالیس جنگی جہاز تھے
دوسرا بحری بیڑا جس کا امیر البحر
ڈان جان آف آسٹریا تھا وہ ساٹھ جہازوں
کے بیڑے کے ساتھ بارسلونا سے چل کر
خلیج لیون میں داخل ہوا۔ بارسلونا سے
روانگی کے وقت پوپ پیس، ڈان جان کو
علم مقدس ۔ اور کامیابی کی دعائیں اور
برکتیں بھی دیتا ہے۔
خلیج مسینا میں داخل ہو کر اپنے بحری
بیڑے کو جوش دلانے کے لئے اُس علم
مقدس کو بگل کے ساتھ جہاز کے مستول
پر لہرایا۔ ڈان جان کے بیڑے میں ۲۸۵

جنگی جہاز تھے۔ عَلَمِ مقدّس کے بلند ہوتے ہی
صلیبی سوراؤں میں جوش پیدا ہوگیا۔
غرض کہ عیسائی اتحادی بیڑا ایک خاص
ترتیب کے ساتھ ترکی بیڑے کے مقابلہ کے
لئے نکلا۔ دوسری طرف ترکی بیڑا جس میں جنگی
جہاز ۲۰۸ ہیں علی العلوجی پاشا امیر البحر کی قیادت
میں ایک خاص ترتیب سے سطحِ سمندر پر
صف آرا ہوا۔ ترکی فوج کی مجموعی تعداد
پچیس ہزار تھے۔
اب سطحِ سمندر پر عیسائی اتحادی بیڑے
اور ترکی بیڑے کا مقابلہ شروع ہوا، چونکہ
ایک طرف عیسائی قوموں کا متحدہ بیڑا تھا
اور دوسری طرف صرف ترکی بیڑا۔ عیسائی

متحدہ بیڑے نے شروع ہی سے زبردست حملے شروع کئے۔ ترکی بیڑے نے اپنی طاقت سے بڑھ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ عیسائی جہاز ہر دفعہ دلاورانہ آگے بڑھتے تھے۔ مگر ترکی بیڑا انھیں پیچھے دھکیل دیتا تھا۔ اس مقابلے میں دونوں طرف کے بہت سے جہاز ڈوب گئے۔ اور بہادر سپاہی کام آگئے۔ علی پاشا جو علی العلوجی پاشا کا نائب تھا وہ بھی اس حملہ میں شہید ہو گیا۔

اس کے بعد ڈان جان آف آسٹریا اور دوسرے اتحادی بحری افسروں نے علی العلوجی پاشا کے باقی ماندہ جہازوں کو

گھیر لیا۔ ایک زبردست اور سخت کشمکش کے بعد ترکی بیڑے کو زبردست شکست ہوئی۔ مگر یہ فتح عیسائیوں کو زبردست جانی اور مالی نقصان اُٹھا کر حاصل ہوئی۔

اِس جنگ نے بظاہر ترکی بحری بیڑے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور یہ دکھائی دینے لگا کہ ترکی کا بحری اقتدار ہمیشہ کے لئے خاک میں مِل گیا۔ بہت بڑی تعداد جہازوں کی ڈوب گئی اور باقی ماندہ جہاز گرفتار ہوئے۔ ہزاروں سپاہی شہید ہوئے اور گرفتار ہوئے۔ علی العلوجی پاشا شکست کھاکر کسی طرح بچ کر قسطنطنیہ واپس آگیا۔

ہزاروں بہادر ترک اِس بحری جنگ

میں شہید ہوئے۔ مگر اس بہادر قوم نے اپنی شکست سے بددل اور شکستہ خاطر ہونے کی بجائے از سرِ نو بحری بیڑے کی تیاری شروع کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ بہادر قومیں زندگی کے شکست و ریخت سے دل شکستہ نہیں ہوتیں۔ جب گرتی ہیں تو اُٹھنے کے لئے گرتی ہیں۔

چنانچہ اِس عظیم الشان نقصان کی تلافی میں صرف دو سال صرف ہوئے۔ تیسرے سال علی العلوجی پاشا ترکی بیڑے کو تونس لے کر چلا۔ جب یہ اولوالعزم تونس روانہ ہوا تو اُس کے بیڑے میں دو سو پچاس جنگی جہاز اور تیس جنگی کشتیاں ساتھ تھیں۔

تولن کو ڈان جان آف آسٹریا نے ترکوں سے فتح کر لیا تھا۔ لیکن اب علی العلوجی پاشا نے پانچ سال کے بعد تونس پر بحری حملہ کیا۔ تو نہایت آسانی سے دوبارہ ترکی اقتدار میں لے آیا۔ اور تولن کی فتح کی خوشخبری سلطان مراد ثالث کو بھیجدی۔

تونس کی فتح کے بعد ترکی اور ایران کی بحری جنگ چھڑ گئی۔ علی العلوجی پاشا نے بحر کیسپین میں ایرانیوں کو زبردست شکست دیدی۔ حکومتِ ایران ایک صلح نامہ پر مجبور ہوئی۔ جس کی وجہ سے جارجیہ اور تبریز اور بحرِ کیسپین کے وہ علاقے جو جنوبی ساحل پر واقع تھے وہ ترکوں کے قبضہ میں آگئے۔

اس کے بعد علی العلوجی پاشا کا انتقال ہوا۔ امیر البحر علی العلوجی پاشا کا لقب موذن زادہ بھی تھا۔ یہ ترکی حکومت کی طرف سے بحر روم کا امیر البحر تھا۔ اس کے کارنامے اور بحری ترکتازیاں خیرالدین پاشا سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ طورغوت پاشا کی طرح نڈر اور اولوالعزم تھا۔ بحری لڑائیوں میں دشمن کے چھکے چھڑا دیتا تھا۔ ترکی امیر البحروں میں کارآزما اور تجربہ کار تھا۔ علی العلوجی پاشا کی عمر وفات کے وقت ۷۰ سال کی تھی۔

اُن کی زندگی ایک زبردست سپاہی کی سی تھی۔ یہ اپنے زمانہ کے بہترین امیر البحروں میں سے تھا۔ تم بھی بڑے

ہوکر علی العلوجی پاشا کی طرح دُنیا میں
اپنا نام روشن کرو۔ خدا تمھاری مدد کرے

(۲۱)

امیر البحر مرادِ اعظم

"امیر البحر مُرادِ اعظم الجزائر کے آخری زمانہ کے
امیر البحروں میں سب سے زیادہ تجربہ کار، نڈر
اور اولوالعزم تھا۔ اُس کے عظیم الشان
بحری کارناموں کی وجہ سے الجزائر کے باشندوں
نے اُسے "مُرادِ اعظم" کا لقب دیا"

(ایک مؤرّخ)

۲۱۔ امیر البحر مُرادِ اعظم

مُرادِ اعظم۔ الجزائر کے آخری زمانہ کے امیر البحروں میں سب سے زیادہ تجربہ کار، نڈر، اور اولوالعزم تھا۔ مُرادِ اعظم کی رگوں میں یورپین خون تھا۔ یہ البانیہ کے ایک مُعزّز خاندان سے تھا۔ بچپن میں اُس نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ الجزائر کے گورنر مُصطفٰے پاشا نے اُس کی پرورش کی تھی۔ یہ بارہ برس کا تھا کہ اُس نے اپنے محسن و مُربّی کو اپنی دلیری اور جرأت کا ثبوت دیا۔

مالٹا کے بحری محاصرہ میں یہ مصطفٰے پاشا کے بہت کام آیا۔ جنگ کے زمانہ میں یہ

جاسوس بن کر سمندر میں اِدھر اُدھر تاک
میں پھر رہا تھا۔ اُس کی چھوٹی سی کشتی کسی
چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ مُرادِ اعظم کو اِس
بات سے غیرت آئی کہ واپس جاکر اپنے
محسن و مُربّی سے اپنی نالائقی اور ناتجربہ کاری
کا اعتراف کرے۔

اِس وجہ سے یہاں سے اُفتاں وخیزاں
بالا بالا الجزائر آیا۔ ایک کشتی لے کر شکار
کی تلاش میں چلا۔ بربر کے ناتجربہ کار اور
نوآموز بحری سپاہی اسپین کے ساحل کو
تختۂ مشق بنایا کرتے تھے۔ کچھ تو اِس لئے
کہ یہ الجزائر کے ساحل سے بہت ہی قریب
تھے۔ اور کچھ اِس لئے کہ مالٹا والوں کی

طرح اہل اسپین بھی ہمیشہ بربریوں کے درپئے رہتے تھے۔

الغرض مرادِ اعظم نے اس چھوٹی سی کشتی سے تقریباً ڈیڑھ سو آدمی گرفتار کیے اسی طرح جب علی العلوجی نے صلیبی سپاہیوں کے امیر البحر سینٹ کلیمنٹ پر حملہ کر کے اس کے جہاز گرفتار کیے تھے تو مراد اس اس معرکہ میں اس کا شریک تھا۔

ایک دفعہ ۱۵۷۸ء عیسوی میں مرادِ اعظم آٹھ شکاری کشتیوں سمیت کلیبریا کے قریب منڈلاتا پھرتا تھا کہ دور سے سسلی کا پھریرا افق پر نمودار ہوا۔ پاس آنے پر معلوم ہوا

کہ علم بردار مع ایک جہاز کے آتا ہے۔ اس میں نواب ٹیرا نوادا اپنے خواص سمیت بارگاہ پوپ میں زیارت کے لئے جا رہا تھا۔ بربری کشتی کو دیکھتے ہی سسلی کے علم بردار نے پریشان ہو کر پشت دی مگر مرادِ اعظم نے نہایت تیزی سے بڑھ کر جہاز کو پیچھے سے گھیر لیا۔ ادھر نواب ٹیرا نوادا نے اس کو غنیمت سمجھا کہ ہراول میں جان بچا کر بھاگا۔

اَب تک بربر کے کسی کپتان نے سمندر کے اندرونی حصّوں میں سفر نہ کیا تھا بلکہ عام طور پر خشکی کے آس پاس لگے رہتے تھے۔ لیکن مرادِ اعظم ایک دفعہ بحرِ ظلمات میں اِس

قدر دُور نکل گیا کہ ذہن نظر سے غائب ہوگئی
راستہ میں اپنے جزیرۂ لنزاروٹ پر جو افریقہ
کے مغرب میں جزائرِ کینری میں سے ہے حملہ
کیا اور شہر اور گورنر کے محل سرا کو لوٹ لیا۔
اِس طرح ۱۵۸۹ء عیسوی میں ایک دفعہ
مالٹا کے پاس دَورہ کرتے ہوئے اُس نے
کسی یورپین قوم کے دو تین تجارتی جہاز
پکڑ لئے اور اُن کو لے کر الجزائر کو لوٹا۔ اُدھر
سے مالٹا کے بحری لٹیروں نے دو ترکی جہاز
پکڑ کر مالٹا لے آئے تھے، اُن سے راستہ میں
مقابلہ ہوا۔
اُس زمانہ میں صلیبیوں کا صلیبی جھنڈا
جہاز رانوں کے لئے موت کا پیغام ہوتا

تھا۔ لیکن مراد اعظم اس دل گردہ کا آدمی نہ تھا کہ ڈر کر بھاگ جاتا۔ اُس نے نڈر ہو کر دشمن کے جہاز پر اس طرح جھپٹا جس طرح عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اس جہاز کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ان جہازوں کو سنبھال کر ذرا ہی آگے بڑھا تھا کہ جزیرۂ مجورکا کے لٹیرے جہازوں سے مڈبھیڑ ہوئی اُس نے اُن جہازوں کو بھی پکڑ لیا۔ اور اپنے ساتھ لے کر فاتحانہ شان سے الجزائر کی بندرگاہ میں داخل ہوا۔

مُراد اعظم کے اس شاہانہ داخلہ پر خوشیاں منائی گئیں، الجزائر میں روشنی کی گئی۔ الجزائر کے باشندوں نے مُراد کو

"اعظم" کا خطاب دے کر امیر البحر منتخب کیا۔
امیر البحر بننے کے بعد مراد اعظم نے
جہازرانی میں کمال پیدا کیا۔
۱۵۹۴ء عیسوی میں چار ہلکے کشتی نما جہاز
لے کر سمندر کا دورہ کیا۔ راستہ میں چند
یورپ کے ڈاکو جہاز اُسے دور سے دکھائی
دیئے۔ اُس نے اپنے جہازوں کے مستول
گرا کر اُن کو الگ کر دیا۔ یورپ کے ڈاکو
جہازوں نے یہ سمجھا کہ تجارتی جہاز ہیں۔
لٹیرے جہاز اُن کی طرف خوشی سے
بڑھے۔
لٹیرے جہاز زیادہ قریب نہ پہنچنے پائے
تھے کہ مراد اعظم نے اپنے دو جہازوں

سمیت یک بیک برابر سے نکل کر ایک ہی
ہلّہ میں دونوں کو لے ڈالا۔ اِن جہازوں
پر جتنے مسلمان غلام اور خلاصی وغیرہ تھے
اُن کو رہائی دلائی اور عیسائی جہازوں کے
کپتانوں اور افسروں کو گرفتار کرلیا۔
مرادِ اعظم نے بحرِ روم میں ترکوں کے
بحری بیڑے کی تنظیم کی اور اُسے ترقّی بھی
دی۔ انھوں نے صلیبی بحری سپاہیوں سے
کئی دفعہ مقابلے کیے جس میں اُن کو کامیابی
نصیب ہوئی۔
مُراد نے ۸۳ سال کی عمُر میں انتقال کیا
اُن کی زندگی اپنے اندر بہترین نمونہ رکھتی
ہے۔ مسلمان نوجوان اُس سے کافی سبق

حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک بارہ برس کا بچّہ اسلام قبول کر کے بحری سپاہی بنتا ہے۔ الجزائر کا گورنر اُسے اپنا مُنہ بولا بیٹا بناتا ہے۔ اور عیسائیوں کے بحری حملوں میں اُس کے سُپرد دشمنوں کے جہازوں کی سمندر میں دیکھ بھال کا کام کرتا ہے۔

اِس بہادُر، اولوالعزم اور نڈر نوجوان نے جس بے جگری سے اپنے فرائض انجام دیئے اُس کی مثال نہ صرف تاریخ اسلام میں مشکل سے ملے گی بلکہ دُنیا کی تاریخ میں بھی ڈھونڈھے سے نہ ملے گی۔

یہ بھی اسلام کی برکت کہ اُسے غیر

معروف لوگوں کو اپنے دامن فیض میں لیا اور تربیت کی، پھر وہ لوگ کہاں سے کہاں پہنچے؟ یہ اسلام کی برکت ہے۔ یہ اسلام کا فیض ہے۔ تم بھی مسلمان ہو، تم بھی اسلام کے دامن میں پلے ہو۔ بڑھے ہو۔ تم بھی کوشش کرو۔ محنت کرو، تو مرادِ اعظم کی طرح امیر البحر بن سکتے ہو۔ محنت کرنے والوں کی خدا بھی مدد کرتا ہے۔

(۲۲)

امیر البحر سیدی علی رئیس

"امیر البحر سیّدی علی رئیس نے اپنے بحری بیڑے اور بحری کارناموں کی وجہ سے عظیم الشان شہرت حاصل کی۔ تمام یورپین امیر البحر علی رئیس کے نام سے ڈرتے تھے۔ جنوبی یورپ میں تو اُس نے ترکی بیڑے کا سکّہ جما دیا تھا۔"

(ایک مورّخ)

۲۲۔ امیرُالبحر سیّدی علی رئیس

سترھویں صدی کے وسط میں سیّدی علی رئیس نامی ایک مشہور امیرالبحر گذرا ہے جو بحری جنگ اور جہاز رانی میں خیرالدین پاشا باربروسہ کا ہم پلّہ تھا۔ یہ ایک نو مسلم کپتان کا بیٹا تھا جو یورپ کے ایک مشہور عیسائی خاندان سے تھا۔

علی رئیس کو بحری جنگوں کی تربیت اور جہازرانی کی مشق اپنے باپ سے حاصل ہوئی تھی۔ پھر اُس نے رفتہ رفتہ ترقّی کرکے ۱۶ جہازوں کا ایک بیڑا تیّار کرلیا۔ اور قسطنطنیہ جاکر دولتِ عثمانیہ کے محکمۂ بحری میں ملازمت

کی۔ سلطان نے اُس کو اُس کی شہرت اور تجربہ کاری کی بنا پر امیر البحر بنا دیا۔ اب اُس کے کارناموں کا باب کھلتا ہے۔

۱۶۲۳ء عیسوی میں علی رئیس نے ترکی بیڑا لیا اور اٹلی کے مشرقی ساحل پر حملہ کیا اور صوبۂ اپولیا کے اُس حصّہ کو جو نکوٹرا کہلاتا ہے لوٹ لیا۔

یہاں کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد بحرِ اڈریاٹک میں داخل ہوا۔ خلیج کیٹرد کے پاس اسپین کے ایک بحری بیڑے پر حملہ کرکے گرفتار کرلیا۔ جب علی رئیس کی ان بحری ترکتازیوں کی خبر وینس میں پہنچی تو وہاں کے دربار نے ایک زبردست بیڑا

علی رئیس کی سرکوبی کے لئے امیر البحر کپیلو کی سرکردگی میں بھیجا۔

اس وینس کے بیڑے نے آکر علی رئیس پر حملہ کیا۔ علی رئیس نے وینس کے بیڑے سے بچ کر البانیہ کے ویلونا نامی ترکی قلعہ میں پناہ لی۔ امیر البحر کپیلو نے ترکی بحری بیڑے پر سخت حملہ کیا اور ترکی جہازوں کو بری طرح تباہ کیا۔

اس کا انتقام لینے کے لئے ایک طاقتور ترکی بیڑا قسطنطنیہ سے امیر البحر علی رئیس کی مدد کو پہنچا، جس نے امیر البحر کپیلو کو سخت شکست دی۔

اس بحری لڑائی میں علی رئیس کے بیڑے

کا بہت بڑا حصّہ تباہ و برباد ہو گیا تھا لیکن
تھوڑے ہی دنوں میں دولتِ عثمانیہ نے
اس کے لئے ایک نیا بحری بیڑا تیّار کیا،
جس میں نئے پرانے کُل ملا کر ۶۵ جہاز تھے
اِن جہازوں پر بتیس ہزار بحری فوج تھی۔

اِس بیڑے کی بدولت اُس نے عظیم الشان
شہرت حاصل کی۔ تمام بحرِ رُوم میں یوُرپین
امیرالبحر علی رئیس کے نام سے ڈرتے تھے۔
جنوبی یورپ میں تو اُس نے ترکی بیڑے
کا سکّہ جما دیا۔

علی رئیس کو اپنی بحری فوج کی بہتری
اور بہبودی کا خاص خیال رہتا تھا۔ چنانچہ
بحرِ رُوم کی تمام بندرگاہوں کے قریب صحت افزا

مقامات پر بحری سپاہیوں کی تفریح کے لئے "خان" بنائے تھے۔ جن کے چاروں طرف سیب کے درخت ہوتے تھے۔ جن کی ہری ہری ٹہنیاں جُھک جُھک کر بالا خانوں کی کھڑکیوں میں پہنچتی تھیں۔

امیر البحر علی رئیس کی زندگی پوری بحری سپاہی کے نمونہ کی تھی۔ یہ اپنے بحری سپاہیوں اور خلاصیوں کے ساتھ بڑی محبّت اور نرمی سے پیش آتا تھا۔ یہ ہمیشہ اپنے ماتحتوں کو حضرت کہہ کر پُکارتا تھا اور اُن کے دُکھ درد میں شریک ہوتا تھا۔

اپنے قول کا بڑا پکّا اور سچّا تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ "میرا قول میرا فعل ہے"۔

قیدیوں سے نہایت نرمی اور محبت سے پیش آتا تھا۔

یہ بہادر، نڈر، اولوالعزم اور جری سپہ سالار ۵۶ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اپنے پیچھے تاریخ اسلام میں رہنمائی کے لئے اپنے عظیم الشان کارنامے تاریخ کے صفحوں میں اس طرح چھوڑ گیا، جس طرح سمندر میں تاریک راتوں میں روشنی کا مینار بھولے بھٹکے جہازوں کی رہبری کرتا ہے۔

تمہارا فرض ہے کہ اس جری، بہادر اور اولوالعزم امیر البحر کو اپنے لئے مشعل راہ بناؤ اور سمندر کی طوفانی زندگی سے کھیلنا سیکھو۔ قوموں کی زندگی کا انحصار بحری

اور فضائی قوتوں میں مہارت حاصل کرنے پر ہے۔ تم بھی مہارت حاصل کرو۔
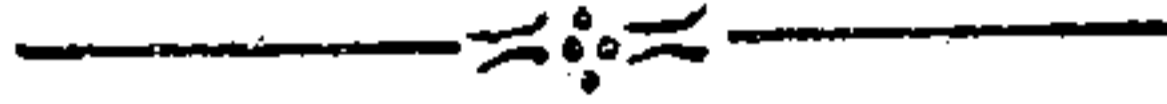
(۲۳)
امیرُ البحر پیالے پاشا

"امیر البحر پیالے پاشا کی ابتدائی زندگی پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہوگا کہ یہ معمولی بحری سپاہی تھا۔ پھر کپتان بنا، کپتان کے بعد رفتہ رفتہ اُس نے امیر البحری کے عہدہ تک ترقی کی"

(ایک مؤرخ)

۲۳۔ امیرُالبحر پیالے پاشا

پیالے پاشا شروع شروع میں ایک معمولی بحری سپاہی تھا۔ سلیمانِ اعظم نے اُسے بحری محکمہ میں کپتان کے عہُدہ پر ترقّی دیدی آخر ترقّی کرتے کرتے امیر البحر کے عہُدہ پر پہنچا۔

دو سَو (۲۰۰) عیسائی جہازوں کا ایک عظیم الشان بحری بیڑا، طرابلس کی بندرگاہ ترکوں سے چھیننے کے لئے امیر البحر ڈوریا کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔

پیالے پاشا اُس کا مُقابلہ کرنے کے لئے درّہ دانیال سے نکلا اور ترکی جزیرہ جربہ کے پاس قیام کیا جس پر عیسائیوں نے اپنی

فوجیں اُتا دی تھیں اور ایک قلعہ بھی تعمیر کرلیا تھا۔ ۱۴ر مئی ۱۵۶۰ سنہ عیسوی کو ڈوربا کے بیڑے پر نہایت شدید حملہ کیا اور اُسے نہایت سخت شکست دی۔

عیسائیوں کے تقریبًا پچاس جہاز برباد کئے گئے اور سات گرفتار کر لئے گئے۔ قلعہ میں جو فوجیں پہنچ چکی تھیں اُنھیں بھی پیالے پاشا نے گرفتار کرلیا، اور جربہ پر ترکی جھنڈا پھر سے لہرانے لگا۔

اِس کامیابی کے بعد اُس اورن کے صوبہ پر جو الجزائر کے مغرب میں واقع ہے بحری حملہ کرکے اُسے بھی سلطنتِ عثمانیہ میں شامل کرلیا۔

۱۵۶۵ سنہ عیسوی میں جب ترکی بیڑے نے مالٹا پر بحری حملہ کیا، تو اُس بیڑے کی کمان بھی پیالے پاشا کے ہاتھ میں تھی۔ یعنی ترکی بیڑے کا امیرالبحر یہی تھا۔

پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں اسپین کے بعد جس ملک نے مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچایا وہ پرتگال تھا۔ اسپین میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی تو پرتگال بھی اُس کے ماتحت تھا۔ لیکن جب اُس سرزمین میں مسلمانوں کی قسمت کا آفتاب غروب ہوا اور اسپین کی عیسائی حکومت نے اسلام کشی کا عمل شروع کیا تو پرتگال نے مسلمانوں سے اپنے دل کے خوب ارمان نکالے۔

اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہندوستان چین جاوا، سماترا، جزائرِ ہند، سیلون، ملیبار، ممباسہ، زنجبار، حبش، مصر اور عرب وغیرہ کی تجارتیں، ساری کی ساری عرب تاجروں کے ہاتھوں میں تھیں۔ اب پُرتگیزوں نے عرب تاجروں سے یہ راستے اور بحری شاہراہیں چھین لیں۔

عرب تاجر مشرقی مُلکوں کا مال جہازوں کے ذریعۂ مصر لے جاتے تھے اور پھر وہاں سے یورپ کے جہاز یہ سامان وینس اور جینوا تک پہنچاتے تھے۔ اُدھر سے یورپ کا مال لے کر عرب تاجر چین تک پہنچتے تھے۔ اِس تجارت سے مسلمانوں کو بہت فائدہ تھا، لیکن جب

واسکوڈی گاما نے ہندوستان کا راستہ راس اُمید کی راہ سے معلوم کرلیا تو پُرتگیزوں نے یہ ارادہ کرلیا کہ مسلمانوں سے یہ تجارت ہمیشہ کے لئے چھین لی جائے۔ اِس مقصد کے لئے پُرانے راستہ کی بجائے نیا راستہ اختیار کیا جائے۔

پُرتگیزوں نے اِس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے جہازوں پر اچانک حملے شرُوع کر دیئے۔ اِس کے علاوہ ہندوستان اوُر ایران پر حملے شرُوع کئے، اوُر نامسلموں کو مجبوُر کیا کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ اپنا سامان تجارت نہ بیچیں۔

ملبار کے موپلا تاجروں پر بڑی زیادتیاں

کیں۔ یمن اور حجاز کے ساحلی شہروں پر قبضہ جمایا۔ ہندوستان کی بندرگاہوں پر یعنی سندھ سے لے کر مدراس تک ساحلوں پر مسلمانوں پر دھاوے بولے۔

ہندوستان کے ساحلوں پر اور جزیروں میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا۔ مسجدیں توڑ کر گرجے بنائی گئیں۔ کالی کٹ کے غیر متعصب راجہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے علاقہ میں نہ آنے دے۔ کوچین کے ساحل پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو قتل کیا۔

اِس کے بعد پُرتگیزوں نے عرب کے ساحل پر عدن اور ہرمز پر بحری حملے کئے۔ کالی کٹ کے شہر کو لوٹ کر وہاں کی جامع مسجد

کو جلا کر خاکِ سیاہ کر دیا۔ عرب کے ساحلوں پر لوٹ مار جاری کر رکھی تھی۔ حاجی بھی اس فتنہ سے غیر محفوظ نہ تھے۔

گوا کی مشہور بندرگاہ سلطنتِ بیجاپور سے چھین لی تھی۔ سلطانِ گجرات کی تمام بندرگاہوں پر غارتگری شروع کر دی تھی۔ پرتگیزی یہ خواب دیکھنے لگے تھے کہ جدّہ پر قبضہ کرکے حجاز پر حملہ کیا جائے۔ اور مکّۂ معظّمہ اور مدینۂ منوّرہ پر حملہ کرکے توبہ توبہ ان دونوں شہروں کو برباد کیا جائے۔

یہ حالات تھے جن کے تدارک کے لئے سلیمانِ اعظم بحیثیت مسلمانوں کے سردار ہونے کے سوچا اور پھر پرتگیزوں کے

مظالم سے مسلمانوں کو نجات دلانے کے لئے
اُس نے کئی بحری بیڑے روانہ کئے جن
کے امیرالبحر پیالے پاشا اور سلیمان پاشا تھے
ترکی بیڑے نے عدن کا محاصرہ کیا۔ عدن
پر پرتگیزی قابض ہو چکے تھے۔ مگر اس مُہم
میں ترکوں کو شکست ہوئی۔ پھر بھی یہ بڑی
دلیری اور جرأت کے ساتھ جمے رہے۔ بحرِ ہند
میں پرتگیزوں کو دھکیلتا ہوا گجرات کے ساحل
تک پہنچ گیا۔ جہاں ترکی اور پرتگیزی بیڑے
میں کئی معرکے پیش آئے۔
ترکی بیڑے کی مدد کے لئے ایک عظیم الشان
بیڑا والیِ مصر سلیمان پاشا کی سرکردگی میں
سوئز سے روانہ ہوا، اور عدن پر قبضہ کرتے

ہوئے، گجرات پہنچا۔ دیپ پہنچنے کے بعد گجراتیوں سے مل کر اُس نے پرتگیزوں پر حملے کئے۔

سلیمان پاشا نے دیپ کا محاصرہ کرلیا۔اور اگر وہ مستقل مزاجی کے ساتھ اِس محاصرہ کو قائم رکھتا تو یقیناً پرتگیزوں کے قبضہ سے یہ بندرگاہ نکل جاتی۔ لیکن سلیمان پاشا کا اُمرائے گجرات سے کسی بات پر خلاف پیدا ہوگیا، جس کی وجہ سے اُنھوں نے ترکی بیڑے کو رسد بھیجنا بند کر دی۔ ترکی بیڑے نے ایک دن لنگر اُٹھاکر کوچ کر دیا اور دیپ پر پہلے کی طرح پرتگیزوں ہی کا قبضہ رہا۔

سُلیمانِ اعظم کو جب یہ خبر پہنچی تو اُسے بہت غصّہ آیا، اُس نے امیر البحر سلیمان پاشا کو دربار میں بُلایا اور غضب ناک ہو کر کہنے لگا "میں نے تم کو دیپ سے پُرتگیزوں کو نکالنے کے لئے اور وہاں کے بادشاہ کی مدد کے لئے بھیجا تھا، نہ کہ تمھیں ہندوستان کے مُسلمانوں پر حاکم بنا کر بھیجا تھا۔

پیالے پاشا نے بھی اِس سلسلہ میں پُرتگیزوں سے کئی بحری مقابلے کئے۔ کبھی کامیاب اور کبھی ناکام رہا۔ سلیمان پاشا کی غلطی کے بعد سلیمانِ اعظم نے اپنے تمام امیر البحروں کو بدل ڈالا۔ اب نئے امیر البحر پیری رئیس مقرّر ہو کر آئے جنھوں نے پُرتگیزوں کو

زبردست شکستیں دیں۔

پیالے پاشا کی ابتدائی زندگی پر غور کرنے سے اچھّی طرح معلوم ہوگا کہ یہ بہت معمولی بحری سپاہی تھا۔ پھر کپتان بنا، کپتان کے بعد رفتہ رفتہ اُس نے امیرالبحری کے عہدہ تک ترقّی کی۔

تم میں بھی بہت سے نوجوان ہوں گے جن میں پیالے پاشا کی طرح کامیابی اور ترقّی کا مادّہ ہوگا، لیکن ان کامیابیوں کو روشن کرنے اور اُنھیں اُجاگر کرنے کے لئے محنت، لگاتار کوشش، اور نڈر بننے کی ضرورت ہے۔

(۲۴)
امیرالبحر پیری رئیس

"امیرالبحر پیری رئیس نہ صرف امیرالبحر تھا بلکہ
ایک زبردست جغرافیہ داں بھی تھا، یہ جغرافیہ
داں کی حیثیت سے بھی اُسی قدر مشہور ہے،
جس قدر ایک امیرالبحر کی حیثیت سے"

(ایک مورّخ)

۲۴۔ امیرُالبحر پیری رئیس
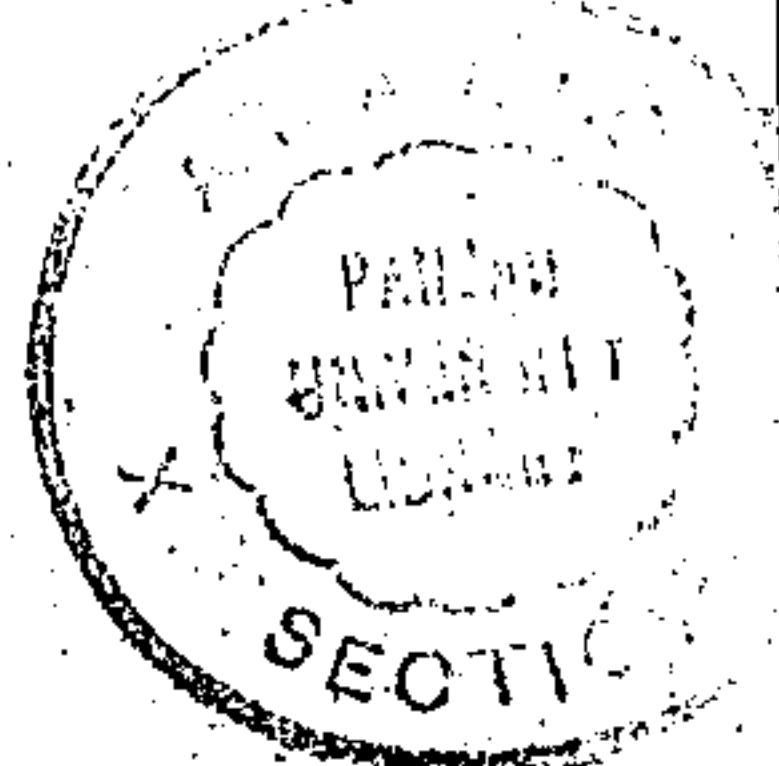
تُرکوں کے بحری بیڑے کو پُرتگیزوں نے بحرِہند میں شکست دی۔ اِس سے پُرتگیزوں کے حوصلے اِس قدر بڑھ گئے تھے۔ کہ اُنھوں نے عدن کی بندرگاہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور حجاز کی بندرگاہ جدّہ پر قبضہ کرنے کے لئے تیّاریاں کرنے لگے۔

جدّہ پر قبضہ کرنے کے بعد تو یہ مُسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے خانۂ کعبہ کو گرانا چاہتے تھے۔ اور رسولِ خدا کے مقدّس روضہ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ اِن باتوں کی رُوک تھام کے لئے سلیمانِ اعظم

نے پیری رئیس کو ایک زبردست مضبوط ترکی بیڑا دے کر بحرِ ہند میں پرتگیزوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ امیر البحر پیری رئیس نے پرتگیزوں پر بندرگاہ عدن میں بحری حملہ کر کے اُن کو نکال دیا اور عدن پر قبضہ کر کے وہاں زبردست بحری بیڑا حفاظت کے لئے چھوڑا

عدن کی فتح کے بعد وہ عرب کے ساحلی مقامات سے گذرتا ہوا مسقط کی بندرگاہ میں پہنچا۔

مسقط میں پرتگیزی بحری بیڑا غافل پڑا تھا۔ اُسے گرفتار کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا مسقط سے پھر خلیج فارس کے ساحلوں پر پرتگیزوں کو زبردست شکستیں دے کر ہرمز

میں پہنچا۔ یہاں پرتگیزوں کی تازہ فوجیں مدد کے لئے پہنچ گئیں۔ جن سے پیری رئیس کو شکست ہوئی۔ پیری رئیس صرف دو جہاز دشمن کے پنجہ سے نکال سکا۔ باقی جہاز گرفتار ہو گئے۔

پیری رئیس نہ صرف امیر البحر تھا بلکہ ایک زبردست جغرافیہ داں بھی تھا۔ یہ جغرافیہ داں کی حیثیت سے بھی اسی قدر مشہور ہے جس قدر ایک امیر البحر کی حیثیت سے۔ اس نے بحرِ ایجیں اور بحرِ روم پر دو کتابیں لکھی ہیں جن میں ذاتی معلومات کی بنا پر ان دونوں کے دھاروں اور آس پاس کے علاقوں، بندرگاہوں اور ساحلوں پر اترنے کی مناسب

جنگوں کا تفصیل سے حالات بیان کئے ہیں۔

امیر البحر پیری رئیس کی بحری مہموں کا زیادہ حصّہ بحرِ رُوم اور بحرِ ایجین میں صرف ہوا

امیر البحر پیری رئیس کی شکست کی خبر سُن کر سلیمانِ اعظم نے امیر البحر مُرادِ اعظم کو بھیجا تھا جس کا حال تم پیچھے پڑھ آئے ہو۔ مُرادِ اعظم نے ترکی بیڑے کو خلیج ہرمز کے سامنے مُقابلہ کر کے چھُڑانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

پیری رئیس ایک عرصہ تک بحرِ رُوم میں امیر البحر رہا اور آخر میں ستر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اپنے پیچھے امیر البحری اور جغرافیہ دانی کے کارنامے چھوڑ گیا۔

(۲۵)

امیر البحر حسن پاشا

"امیر البحر حسن پاشا ترکی امیر البحروں میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے جہاز کے افسروں کے لئے فنّی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک بحری مدرسہ قائم کیا، ترکی زبان میں بحری کتابوں کے ترجمے کرائے اور ترکی نوجوانوں میں فنِ جہاز رانی کا شوق پیدا کیا۔

(ایک مورّخ)

۲۵۔ امیر البحر حسن پاشا

سُلطان عبد الحمید اوّل کے زمانہ میں رُوسیوں اور ترکوں میں لڑائی ہورہی تھی۔ ترکی حکومت کی فوجی طاقت میں ضعف آگیا تھا۔ سُلطان چاہتا تھا کہ رُوسیوں سے صلح کرکے جنگ ختم کردیجائے۔ چنانچہ ۱۶ر جولائی ۱۷۷۴ء عیسوی میں دونوں حکومتوں کے فوجی نمائندوں کی کانفرنس کینارجی کے مقام پر ہوئی۔ اِس مجلس میں ایک معاہدہ مرتّب ہوا جس کا نام صلحنامۂ کینارجی تھا۔

اِس صلحنامہ کا اثر ترکی پر بہت بُرا پڑا۔ ترک رُوسیوں سے مرعوب ہو گئے۔

لیکن ترکی قوم میں ایک جماعت ایسی تھی جو ترکی قوم کو مرعوب ہونے سے بچانا چاہتی تھی، یہ جماعت ثابت قدمی، مستعدی، اور محنت کے ساتھ سلطنت کی خدمت کے لئے مُستعد رہی، اور شکست و ہزیمت کی اُس کاری ضرب سے بھی اُس کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی۔

اِس جماعت کا سب سے ممتاز رُکن اور رہنما حسن پاشا الجزائری تھا۔ سلطان عبدالحمید اوّل کو اور ترکی قوم کو اُس پر پورا بھروسہ تھا

سُلطان نے حسن پاشا کو بہت اختیارات دے رکھّے تھے۔ حسن پاشا ایک طرف بری فوج کے سپہ سالار تھے۔ دوسری طرف

بحری بیڑے کے امیر البحر۔

اُس نے بحری اور برّی فوج کی نئے سرے سے تنظیم کرنی چاہی۔ لیکن جہاں تک برّی فوج کا تعلق تھا اُسے کامیابی نہ ہوئی برّی فوج نے جہالت کی وجہ سے نئے ہتھیاروں کے استعمال اور نئے فوجی قواعد کے قبول کرنے سے انکار کردیا البتہ بحری محکمہ کی اصلاح میں حسن پاشا کی کوششیں بہت حد تک کامیاب رہیں۔

حسن پاشا نے ایک انگریز جہاز ساز کی مدد سے نئے قسم کے جنگی جہاز تعمیر کرائے۔ الجزائر، بحر ایڈریاٹک اور بربری ریاستوں سے جتنے اچھے ملاح اور جہاز راں

اور جہاز ساز مل سکتے تھے اُن سب کو قسطنطنیہ بُلایا اور اُن کو جہازوں پر مقرّر کیا۔

حسن پاشا خود بھی بہترین جہازراں تھا۔ جہاز رانی اور جہاز سازی کی اہمیّت کو اچھّی طرح جانتا تھا۔ اِس لئے اُسے اِس فن سے خاص دلی لگاؤ تھا۔ خلاصی سے لے کر کپتان تک کے کام کو خود دیکھتا تھا اور اُنھیں کام کی خوبیاں اور خامیاں بتاتا تھا۔ جہازوں کے کپتانوں کو مجبور کرتا کہ وہ جہازوں کی دیکھ بھال کریں۔

اُس نے اِس بات کی ہمیشہ کوشش کی کہ لائق اور تجربہ کار جہاز رانوں کی کافی تعداد قسطنطنیہ میں ضرورت کے لئے

موجود رہے۔ اِس سے پہلے بحری محکمہ کا دستور تھا کہ موسم سرما میں جہازوں کو بندرگاہوں میں کھڑا کر دیتے تھے اور جہاز رانوں کو رخصت کر دیا جاتا تھا۔

حسن پاشا نے اِس دستور کے خطرہ کو ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ دارالسلطنت کو اِس طرح غیر محفوظ چھوڑ دینے سے رُوسی جہاز بحرِ اسود کی بندرگاہوں سے نکل کر باسفورس پر آسانی سے قابض ہو سکتے، اور پھر ترکی بیڑے کو اُس کی بندرگاہ میں آسانی سے برباد کر سکتے ہیں۔

چنانچہ اِس تجویز کے مطابق دولتِ عثمانیہ نے باسفورس کے ساحل پر بحری چھاونی

بنائی اور بحری بیڑے کے آرام کے لئے بھی نئی بارکیں بنائیں۔ جہاں پر جہازراں موسم سرما میں آرام سے رہتے تھے۔

ترکی امیر البحروں میں حسن پاشا پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے جہاز کے افسروں کے لئے فنی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک بحری مدرسہ قائم کیا، ترکی زبان میں بحری کتابوں کے ترجمے کرائے اور ترکی نوجوانوں میں فنِ جہازرانی کا شوق پیدا کیا۔

ترکی سلطنت کا زوال شروع ہوچکا تھا اس لئے جگہ جگہ بغاوتیں نمودار ہو رہی تھیں۔ پہلی بغاوت شام کے ایک قبیلہ کے سردار شیخ طاہر نامی نے کی۔ بحری اور بری دونوں

فوجیں استعمال کی گئیں۔ عکّہ کی بندرگاہ کا
محاصرہ کرکے شیخ طاہر کو پکڑ کر قید کر دیا گیا
اور عکّہ کی بندرگاہ اور اُس کے پورے
علاقہ پر قبضہ کر کے بحری اور برّی فوج
کے دستے متعیّن کر کے ۱۷۷۰ء عیسوی میں
موریا کی بغاوت فرو کرنے گئے، یہ بغاوت
فرو کر کے وہاں کے نظام کو درست کیا۔

کچھ دنوں کے بعد مصر میں مملوکوں نے
بغاوت کی حسن پاشا برّی اور بحری فوج لے کر
اس بغاوت کو دبانے کے لئے گیا۔ چنانچہ
قاہرہ پر قبضہ کر کے اِس بغاوت کا بھی
استیصال کر دیا۔

اٹھارھویں صدی میں رُوس کے تخت پر

ایک ملکہ تھی، جس کا نام زارینہ کیتھرائن تھا یہ بڑی متعصّب اور ترکوں کی سخت دشمن تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ترکی قوم کو دُنیا سے بالکل مٹا دے، اُس نے ترکوں کو مٹانے کے لئے بڑے بڑے جتن کئے اور منصوبے باندھے۔ اُس کا پہلا مقصد یہ تھا کہ ترکوں کو یورپ کے ملکوں سے نکال دیا جائے۔ اور قسطنطنیہ میں سے ترکوں کو نکال کر باہر کر دیا جائے۔ قسطنطنیہ کے تخت کے لئے اپنے پوتے شہزادہ قسطنطین کو تیّار کر رکھّا تھا۔

زارینہ کیتھرائن نے بڑی تیّاری کے بعد ترکی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا سلطان نے امیر البحر حسن پاشا کو بحری اور برّی

فوجوں کی کمان دے کر اوکزاکوف روانہ کیا تاکہ وہاں سے کلبرن پر حملہ آور ہو جو دریائے نیپٹر کے دہانہ پر اوکزاکوف کے مقابل دوسرے ساحل پر واقع تھا۔ کلبرن میں روسی فوج مشہور سپہ سالار سوارو پڑاؤ ڈالے پڑا تھا۔ سوارو اپنے وقت کا مشہور جنرل تھا۔ اُس نے ترکی فوج کے آدھے حصّہ کو بغیر رُوک ٹوک کے دریا پار کرنے دیا۔ اس کے بعد اچانک حملہ کرکے ترکی فوج کے بہت بڑے حصّہ کو نقصان پہنچایا ترکی اور روسی بحری بیڑوں کے بھی مقابلے ہوئے۔ ترکی بیڑے کو شدید نقصان پہنچا اور حسن پاشا کے جہازوں کا بیشتر حصّہ برباد

ہوگیا۔

۱۷۸۷ء تک دونوں حکومتوں میں کوئی لڑائی نہ ہوئی۔

ترکی نے ۱۷۸۹ء عیسوی میں یوسف پاشا کی سرکردگی میں تازہ دم نوّے ہزار فوج روس کے مقابلہ پر روانہ کی۔ یوسف پاشا ترکی کا بڑا تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ اُس نے فوج کے کچھ حصّے دشمن کی پشت پر حملہ کرنے کی نگرانی کے لئے چھوڑے، نوّے ہزار تازہ دم جرّار فوج کے ساتھ دریائے ڈینیوب پار کر کے ٹرانسلوانیا میں داخل ہوگیا وہاں سے وہ آسٹریا پر چڑھائی کرنا چاہتا تھا، کہ ۷ار اپریل ۱۷۸۹ء عیسوی کو

سلطان عبد الحمید اوّل کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے یوسف پاشا کو واپس بلا لیا گیا۔ وہ اس مہم کو ادھورا چھوڑ کر فوجوں کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچا۔

عبد الحمید اوّل کے بعد سلیم ثالث تخت پر بیٹھا۔ یہ چاہتا تھا کہ ترکی سلطنت کی تنظیم کی جائے۔ برّی اور بحری فوجوں کو مضبوط کیا جائے، لیکن دشمنوں نے اُسے موقع نہ دیا۔

چنانچہ اب زارینہ کیتھرائن کے اشارے سے آسٹریا نے ترکی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ سلطان سلیم نے اپنے پُرانے تجربہ کار امیرُ البحر اور سپہ سالار حسن پاشا

کو سالارِ لشکر بنا کر بھیجا۔ حسن پاشا ایک بڑی فوج کے ساتھ شہزادہ کوبرگ سپہ سالار حکومتِ آسٹریا کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ یہ سپہ سالار مولڈویا کی سرحد پر فوکشانی کے مقام پر فوجیں لئے پڑا تھا۔ اگر رُوس کا پُرانا تجربہ کار سپہ سالار سوارُو کوبرگ کی مدد کو نہ پہنچتا تو کوبرگ کی شکست یقینی تھی۔

رُوس کا بوڑھا تجربہ کار سپہ سالار سوارُو ۳۶ گھنٹوں میں ساٹھ میل کا دُشوار گزار پہاڑی راستہ طے کرکے ٹھیک وقت پر مدد کے لئے پہنچ گیا۔

سوارُو نے ترکی فوج کے حملہ کا انتظا

نہ کیا بلکہ پہنچتے ہی ترکی فوجوں پر حملہ کیا۔ سوارؤ کا حملہ کامیاب رہا۔ ترکی فوج کے پاؤں میدانِ جنگ سے اُکھڑ گئے اور دشمن نے ترکی کے تمام سامانِ جنگ پر قبضہ کرلیا۔

اس ناکامی کے بعد سلطان سلیم ثالث نے "تازہ دم" فوج بھیجی۔ ۶ر ستمبر ۱۷۸۹ء کو دریائے رمنگ کے پاس جنرل سوارؤ کی فوجوں نے اس "تازہ دم" فوجوں کو پھر شکست دی۔

ان لگاتار شکستوں کی وجہ سے قسطنطنیہ میں عوام نے شورش برپا کردی، عوام ان شکستوں کا سارا الزام سالارِ لشکر حسن پاشا پر عائد کرتے تھے۔ لوگوں نے

سُلطان سے مطالبہ کیا کہ اُنھیں سزا دی جائے

چنانچہ حسن پاشا جو دولتِ عثمانیہ کی خدمت کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا تھا جس نے سلطنتِ عثمانیہ کو زوال سے بچانے کی تمام کوششیں کیں تھیں۔ اُن کے دشمنوں نے اُسے قید کرا دیا۔

غیرت مند، بہادر امیر البحر نے قید خانہ میں انتقال کیا۔ تاریخ اِسلام میں اپنے کارنامے آنے والی اِسلام کی نئی پود کے لئے چھوڑ گیا۔

تمھارا فرض ہے کہ اپنی زندگیاں ان اولوالعزم بہادروں کے نمونہ پر بسر کرو! اِسلام کے عزیز ترین فرزند بنو!

جن قوموں کی نئی نسل کوئی مقصد سامنے رکھ کر آگے بڑھتی ہے، وہی زندگی بسر کرنے کا حق رکھتی ہے، دُنیا میں عزّت سے رہ سکتی ہے۔

تم بھی اپنی زندگی کا مقصد بناؤ! اور اپنے آباؤ اجداد کی پُر فیض زندگیوں سے فائدہ اُٹھاؤ، خدا تمھاری مَدَدْ کرے۔ لیکن یاد رکھّو، خدا اُن کی مَدَدْ کرتا ہے جو آپ اپنی مَدَدْ کرتے ہیں۔

(۲۶)

امیر البحر کوچک حسین پاشا

"امیر البحر کوچک حسین پاشا نے جنگی ہتھیاروں کی نئے سرے سے تنظیم کی اُس نے فرانسیسی اور انگریزی بحری بیڑوں کے نمونہ پر ترکی بحری بیڑے کو ازسرِ نو منظّم کیا۔ نئے جنگی جہاز بنوائے۔ اُس نے فرانس اور سویڈن کے ماہرین فن انجینیروں کی ایک بڑی تعداد بُلوائی جنھوں نے ترکی نوجوانوں کو توپیں ڈھالنا سکھائیں۔ نئے طرز کے جنگی ہتھیار بنانا سکھائے۔"

(ایک مؤرّخ)

۳۶- امیرالبحر کوچک حسین پاشا

کوچک حسین سلیم ثالث کے زمانہ میں حسن پاشا کے بعد امیرالبحر مقرّر ہوا۔ بارہ سال مسلسل اِس عہدہ پر قائم رہا۔ اِس مدّت میں اُس نے بحری محکمہ میں طرح طرح کی اصلاحیں کیں۔

جنگی ہتھیاروں کی نئے سرے سے تنظیم کی۔ اُس نے فرانسیسی اور انگریزی بحری بیڑوں کے نمونہ پر ترکی بحری بیڑے کو از سرِنو منظّم کیا۔ بہت سارے نئے جنگی جہاز بنوائے۔ اُس نے فرانس اور سویڈن کے ماہرینِ فن انجینیروں کی ایک بہت بڑی تعداد بُلوائی جنھوں نے

ترکی نوجوانوں کو توپیں ڈھالنا سکھائیں اور نئے طرز کے جنگی ہتھیار بنانا سکھائے۔

سُلطان عبد الحمید اوّل کے زمانے میں بیرن دی توت کے زیرِ نگرانی توپچیوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا تھا۔ کوچک حُسین پاشا نے اُسے نئے سرے سے منظّم کیا۔ اور ایک نیا بحری مدرسہ قائم کیا۔

اِن دونوں مدرسوں کی تعلیم کو دلچسپ و مُفید بنانے کے لئے ہر طرح سے کوششیں کیں۔ ترکی نوجوانوں میں بحری فن کے حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ جس سے بحری بیڑے کی ترقّی ہوئی۔

بحری فن جہازرانی، جہازسازی، اور بحری

بیڑے سے متعلق تمام علوم کی کتابوں کا فرانسیسی اور انگریزی سے ترکی میں ترجمہ کرایا۔ بحری بیڑوں میں مختلف قسم کے کتب خانے جاری کئے جس میں ایک ایک ہزار تک کتابیں ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ بحری مدرسہ میں فرانسیسی تعلیم کا بڑا بہترین انتظام کیا۔

ان اصلاحوں کے بعد امیر البحر کوچک حسین پاشا نے بندرگاہوں کی اصلاح کی طرف توجہ دی۔ بندرگاہوں کی صفائی اور اُن کی مرمت کا پورا پورا انتظام کیا۔

جہاز رانی کے لئے جہاز سازی کے بہترین کارخانوں کا ہونا ضروری ہے۔ جن قوموں کے جہاز سازی کے کارخانے درست نہیں ہوتے

اُس قوم کی جہازرانی کامیاب نہیں ہوتی۔

امیر البحر کوچک حسین پاشا نے بڑی زبردست کوشش کی کہ ترکی قوم جہاز سازی میں یورپ کی کسی قوم سے پیچھے نہ رہے چنانچہ اُس نے بحرِ رُوم کے ساحلوں پہ اور مختلف جزیروں میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کیے۔ جن میں کوہ پیکر جہاز بننے لگے۔ یہ کارخانے ماہرینِ فن کی نگرانی میں چل رہے تھے۔

امیر البحر کوچک حسین پاشا نے بحرِ رُوم اور بحرِ ایجین کو بحری ڈاکوؤں اور لٹیروں سے صاف کیا۔ امیر البحری کے عہدہ کو سنبھالتے ہوئے اُس نے یورپ کے مشہور

ڈاکو لمبرو کنزیانی کو گرفتار کیا اور اُس کے
جہازوں کو ڈبو دیا۔
لمبرو کنزیانی کے بعد اُس کی پارٹی کو
بحرِ ایجین اور بحرِ روم میں ڈھونڈھ کر ختم
کیا۔ یہ ڈاکو اور لٹیرے پُر امن تجارتی
جہازوں پر چھاپے مارتے تھے۔ غرض کہ
امیر البحر کوچک حسین پاشا نے بحری ڈاکوؤں
اور لٹیروں کو بالکل ختم کر دیا۔
امیر البحر کوچک حسین پاشا نے بارہ (۱۲)
سال تک ترکی بحری بیڑے کی رہبری کی
اِس محکمہ میں مفید اصلاحیں کیں، اور اُسے
ترقّی دی مگر ترکی سلطنت کے زوال
نے اِن تمام اصلاحات اور ترقیوں

پر پانی پھیر دیا۔

سنہ ۱۸۰۴ عیسوی میں یہ مشہور امیر البحر اِس دُنیا سے رخصت ہوا، اور اپنے عظیم الشان کارنامے مسلمان نوجوانوں کے لئے ورثہ میں چھوڑ گیا۔

خوش قسمت ہے وہ نئی پود جو اِس ورثہ سے فیض حاصل کرے۔

اسلام کے مشہور امیرالبحر

مصنفہ

عبدالواحد سندھی

فاران لمیٹڈ کراچی
URDU MARKAZ
Ganpat Road Lahore
SOLE AGENT
Hali Publishing House Delhi